Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1548

1548:U

1548

उर्दू संग्रह

पुस्तक का नाम उरदू रीडर भाग तीन

लेखक शिक्षा विभाग उत्तर प्रदेश

प्रकाशन वर्ष

आगत संख्या 1548

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لگا دی گئی ہیں کہ بچّوں کو دلچسپی ہو اور سبق زیادہ وضاحت کے ساتھ نظروں کے سامنے آجائے اور اِس کتاب کی نظرِ ثانی کرتے وقت علاوہ اصلاح کے ضروری اور مفید اسباق بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ہر ایک سبق کے شروع میں ہجے اور معنی کا لحاظ کرتے ہوئے چند ضروری اور مُشکل الفاظ درج کئے گئے ہیں اور اُن کے آخر میں چند سوالات بھی دیئے گئے ہیں۔ اُستادوں کو چاہیئے کہ اُن مشکل الفاظ کو تختۂ سیاہ پر لکھ کر اُن کے ہجّے و معنی بخوبی ذہن نشین کر دیں اور اُن سوالات کو نمونہ کے طور پر سمجھا کر اپنی طرف سے بھی سوالات کریں تاکہ سبق زیادہ واضح ہو جائے ٭

طرزِ تحریر اور تخیل کے لحاظ سے اِس کتاب کے مضامین میں کسی قدر پچھلی کتابوں کے بہ نسبت ترقی ہے۔ اُستادوں کو چاہیئے کہ لڑکوں کی ذہنی ترقّی کو مدّنظر رکھتے ہوئے اُن سے کام لیں۔ اور ہر سبق کے پڑھانے سے پہلے اُس سبق کے متعلّق جو اور ضروری باتیں ہوں اُن کو بتا کر طالب علموں کی توجّہ اچھّی طرح سبق کی طرف مائل کر دیں۔ اِن اسباق میں جہاں کہیں شہروں کے نام آئے ہیں اُن کو نقشے کی مدد سے سمجھانا چاہیئے ٭

(مصنّف)

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

1548,U

فہرست مضامین

حصّہ سوم

سبق	مضمون	صفحہ	سبق	مضمون	صفحہ
۱	گوپال کرشن گوکھلے	۱	۱۲	اکبر	۵۶
۲	گانوں اور محال	۶	۱۳	جنگل اور چراگاہ	۶۲
۳	ٹوکری بنانا	۸	۱۴	جمشید جی نوشیرواں جی ٹاٹا	۶۸
۴	دہلی یا دلّی	۱۵	۱۵	کاشتکاری کی خاص باتیں	۷۵
۵	کھپرا بنانا	۱۹	۱۶	قیصر ہند جارج پنجم	۸۰
۶	ملک کی بھلائی	۲۶	۱۷	باغ لگانا	۸۶
۷	سوامی تُلسی داس	۳۲	۱۸	وکرماجیت	۹۵
۸	باغ	۳۸	۱۹	گیہوں اور اُس کی کھیتی	۱۰۰
۹	آگرہ	۴۲	۲۰	چیچک اور اُس سے بچنے کی تدبیر	۱۰۵
۱۰	پٹواری اور اُس کے کاغذات	۴۸	۲۱	بیل گاڑی	۱۱۱
۱۱	گانوں کی صفائی اور تندرستی	۵۲	۲۲	کپاس	۱۱۶

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق	مضمون	صفحہ
۲۳	ہیضہ اور اُس سے بچنے کی تدبیریں	۱۱۹
۲۴	مویشی خانہ	۱۲۴
۲۵	اکھ اور گنّا	۱۳۰
۲۶	رسّی بنانا	۱۳۶
۲۷	سیّد انشاء اللہ خاں انشا	۱۴۳
۲۸	دیمک	۱۴۸
۲۹	بیربل کی خدمت	۱۵۲
۳۰	موچی اور اُس کا کام	۱۵۹
۳۱	ایک بڈّھا گھوڑا	۱۶۷
۳۲	میلہ	۱۷۲
۳۳	پالتو جانور	۱۷۷
۳۴	ریل اور اُس کے فوائد	۱۸۴
۳۵	لوہار	۱۹۲
۳۶	حبِّ وطن	۲۰۰
۳۷	پھلواڑی لگانا۔	۲۰۸
۳۸	سر آشوتوش مکرجی	۲۱۸
۳۹	راج گیری	۲۲۴

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تعلیم المبتدی

حصّہ سوم

سبق - ۱

گوپال کرشن گوکھلے

اکثر جبریہ تعلیم بڑّا اعظم امتحان تنخواہ

گوپال کرشن گوکھلے نے اپنی عقل اور ہوشیاری کی وجہ سے سرکار اور رعایا میں خوب ناموری اور عزت پائی تھی۔ اُن کا مزاج بڑا سیدھا سادہ تھا۔ وہ بڑے عالم اور اچھے بولنے والے تھے ٭

اُن کی پیدایش ۱۸۶۶ء میں کولھا پور شہر کے ایک مرہٹہ برہمن کے گھر میں ہوئی۔ بچپن میں اُن کی پڑھائی لکھائی بھی اِسی شہر میں ہوئی - اس کے بعد وہ بمبئی کے الفنسٹن کالج میں اونچے درجہ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھرتی ہوئے اور وہیں سے اُنھوں نے بی۔ اے کا سرکاری امتحان پاس کیا ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُن دنوں میں جو بی-اے کا امتحان پاس کرلیتا تھا
اُس کو سرکار کی طرف سے اکثر اونچے عہدے مِلا کرتے

تھے اور ساتھ ہی اچھی تنخواہ اور عزّت بھی مِلا کرتی
تھی - اُنھوں نے اور کوئی نوکری پسند نہ کی کیونکہ اُن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی طبیعت پڑھنے پڑھانے میں بہت لگتی تھی۔ اِسی لئے اُنھوں نے پونہ کے فرگوسن کالج میں پڑھانے کا کام کر لیا اور اِسی کالج میں وہ برابر بیس برس تک پڑھاتے رہے۔ اُنھوں نے اِتنی اچھی طرح سے اِس کالج میں کام کیا کہ آج تک اُس کالج کے ساتھ اُن کا بھی نام لیا جاتا ہے۔ اُن کے پڑھائے ہوئے بہت سے طالب علم بھی اُنھیں کی طرح ہوشیار اور مشہور ہوئے ہیں +

اُن کو ملک کی خدمت کا بڑا شوق تھا۔ جب کبھی وہ رعایا کی تکلیف دیکھتے تھے تو فوراً سرکاری آدمیوں سے مِل کر اُس کے دور کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اِس وجہ سے سرکار اور رعایا دونوں کو اُن پر پورا بھروسا تھا اور دونوں اُن کی بات کو بہت مانتے تھے۔ وہ ہندوستان کی قانون بنانے والی مجلس کے ممبر بنائے گئے +

اُس مجلس میں بھی اُنھوں نے ہندوستان کی رعایا کی دُرستی کے لئے بہت سے اچھے اچھے قانون بنوائے۔ اُنھوں نے ولایت جاکر اِس بات کی بڑی کوشش کی کہ ہندوستان میں سب جگہ جبریہ تعلیم کردی جائے جس سے ملک میں سب لوگ کم سے کم پڑھنا لکھنا تو جان ہی لیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ولایت (انگلینڈ) میں آپ کی بڑی عزّت ہوئی اور چاروں طرف آپ کی لیاقت اور خوبیوں کی بڑی تعریف کی گئی +

برّاعظم افریقہ کے اُن ہندوستانیوں کی جو وہاں جاکر رہنے لگے ہیں تکلیف سُن کر آپ وہاں بھی گئے اور راجا پرجا دونوں کی طرف سے وہاں بھی آپ کی خاطر اور عزّت ہوئی۔ وہاں اپنے ملکی بھائیوں کو دلاسا دے کر آپ نے سرکار کی مدد سے اُن کی تکلیف کے دور کرنے کی اچھّی کوشش کی +

آپ نے بھارت سیوک سماج یا اسکاؤٹ آف انڈیا سوسائٹی قائم کی جس میں ہندوستان کے بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ کام کرتے تھے۔ یہ سبھا اب بھی قائم ہے اور بہت سے بڑے بڑے لوگ اس میں شریک ہوکر برابر ملک کی خدمت کا کام بڑی ہمّت اور محبّت سے کرتے ہیں۔اِس سبھا کا ممبر وہی آدمی ہوسکتا ہے جو مُلکی خدمت کو اپنا خاص فرض یا کام سمجھ لے +

مہاتما گوکھلے نے نہ تو کبھی مال و دولت کی بہت فکر اور خواہش کی اور نہ اُنھوں نے کبھی اِس بات کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ارادہ کیا کہ ہمارا نام ہی دُنیا میں پھیل جائے - اگر اُن کے دِل میں کسی بات کی کچھ بھی خواہش تھی تو یہ تھی کہ کسی طرح اپنے ملک اور ملکی بھائیوں کی بھلائی ہو - اُنھوں نے اپنی عمر کا بہت بڑا حصّہ ہندوستان کی بھلائی میں ہی خرچ کیا - اِسی وجہ سے سارا ہندوستان آج تک اُنھیں بڑی عزّت اور محبّت سے یاد کرتا ہے - ایسے لوگ دُنیا میں بہت ہی کم ہوتے ہیں جو دوسروں کی بھلائی کے لئے جیتے ہیں +

لڑکو! تمھیں بھی ایسے ہی بڑے آدمیوں کے اچھے اچھّے وصفوں کی نقل کرنی چاہئے جس سے تُم بھی اپنا نام دُنیا میں پیدا کر سکو +

مشق

۱- گوپال کرشن گوکھلے کون تھے ؟

۲- اُن کا نام آج تک کیوں لیا جاتا ہے ؟

۳- اُنھوں نے کیا کیا کام کئے ؟

۴- گوکھلے کا حال اپنی بولی میں لکھو -

۵- معنی بتاؤ اور جملے بناؤ:-

نام لیا جانا - بات ماننا - عزّت اور خاطر - نام پھیلنا -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۲

گاؤں اور محال

واحد　　　اجمال　　　حساب کتاب

پہلے ہم نے تمھیں گاؤں اور محال کے بارے میں کچھ تھوڑی سی باتیں بتائی ہیں - اِس سبق میں ہم اُنھیں کے بارے میں کچھ اور ضروری باتیں بتا دینا چاہتے ہیں - یہ تو تُم جان چُکے ہو کہ گاؤں کے اُس حصّے کو محال کہتے ہیں جو سرکار کی طرف سے ایک آدمی کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور جس کا حساب کتاب الگ رہتا ہے - محال کے معنی ہیں تھوک پٹّی یا محلّہ - محال کا نام عام طور سے وہی ہوتا ہے جو اُس محال کے زمیندار کا ہوتا ہے +

محال پانچ طرح کے ہوتے ہیں - جس محال کا مالک ایک ہی آدمی ہوتا ہے اور وہی اُس کا لگان وصول کرتا ہے اُسے محال واحد کہتے ہیں لیکن جس میں کئی حصّے دار ہوتے ہیں اور سب کی اراضیاں بٹی ہوئی ہوتی ہیں اور سب اپنی اپنی اراضیوں کا لگان وصول کیا کرتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ اُسے محال بالاجمال کہتے ہیں۔ اُسی کو محال پٹی داری بھی کہا جاتا ہے۔ اُس کی دو قسمیں ہوتی ہیں 'مکمّل' اور 'غیر مکمّل'۔ اُنھیں ہم تمھیں پہلے ہی بتا چکے ہیں +

جس محال میں کئی حصّے دار ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے سرکاری طور پر حصّے بٹے نہیں رہتے اور اُس کے حصّے دار اپنے اپنے حصّوں کے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ اور اپنی اپنی اراضی کا لگان خود وصول کرتے ہیں۔ وہ 'محال بھیّا چارا' کہلاتا ہے +

ہر ایک گاؤں کی زمین سرکاری افسروں کے ذریعہ سے ہر پانچ سال میں ناپی اور دیکھی جاتی ہے اور جیسی بھی اُس کی اچھّی یا بُری حالت ہوئی اُس کے مطابق اُس زمین کی مالگذاری بڑھائی یا گھٹائی جاتی ہے۔ اِس سرکاری انتظام کو 'بندوبست پنج سالہ' کہتے ہیں +

ایسا ہی بندوبست تیس سال میں بھی ہوتا ہے۔ اُسے تیس سالہ بندوبست کہتے ہیں۔ یہ بندوبست پنج سالہ بندوبست سے کہیں زیادہ بڑا اور ضروری ہوتا ہے۔ اِس بندوبست سے ہر ایک گاؤں کی زمین اپنے اپنے خصوصیت کے مطابق بانٹی جاتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اُس کی مالگذاری مقرّر کی جاتی ہے۔اِسی بندوبست سے زمینداروں، پٹّی داروں، کاشتکاروں کے حصّے وغیرہ ٹھیک کئے جاتے ہیں اور ہر ایک گاؤں کے کاغذات نئے سرے سے تیار کئے جاتے ہیں +

مشق

۱۔ بندوبست کسے کہتے ہیں ؟

۲۔ بندوبست کتنے طرح کے ہوتے ہیں ؟

۳۔ محال کی قسمیں بتاؤ ؟

سبق۔۳

ٹوکری بنانا

تعجّب   بہ نسبت   علاوہ   پیچیدہ

ہمارے گھروں میں کام کی جو بہت سی چیزیں ہوتی ہیں اُن میں سے ڈلیا یا ٹوکری بھی ایک ہے۔ اناج، پھل، ترکاری رکھنے کے لئے ٹوکریاں کام میں لائی جاتی ہیں۔ بڑی اور چھوٹی ہر قسم کی ٹوکریاں بنتی اور کام میں آتی ہیں۔کیا شہر کیا قصبہ اور کیا دیہات سبھی جگہ ٹوکریاں بنتی اور بِکتی ہیں۔ بہت سے لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے ہیں جن کا پیشہ ہی ٹوکریوں کا بنانا اور بیچنا ہے۔ اِسی سے وہ اپنا اور اپنے بال بچّوں کا پیٹ پالتے ہیں ۔

جس طرح ٹوکریاں چھوٹی اور بڑی ہوتی ہیں اُسی طرح

ہلکی اور بھاری بھی ہوتی ہیں - ٹوکریاں کئی چیزوں سے بنائی جاتی ہیں اور کہیں کہیں تو اِتنی اچھّی ٹوکریاں بنتی ہیں کہ بغیر اُن کی تعریف کئے کوئی آدمی رہ نہیں سکتا۔ دیہاتوں میں عام طور سے ارہر کے پیڑوں کے ڈنٹھلوں کی بڑی چھوٹی سب طرح کی ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ بہت مضبوط ہوتی ہیں اور بہت دنوں تک چلتی ہیں۔ جو ٹوکریاں بہت بڑی ہوتی ہیں اُنھیں ٹوکرے۔ جھابے یا جھوّے بھی کہتے ہیں۔ جو ٹوکرے بہت گھنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بُنے جاتے ہیں وہ گھر کے کام میں آتے ہیں اور اُن میں مٹّی وغیرہ لگاکر عورتیں اُنھیں ایسا بنا لیتی ہیں کہ اُن میں آٹا وغیرہ بھی اچّھی طرح رکھا رہتا ہے اور ذرا بھی نہیں بکھرتا اور برباد ہوتا۔یہی اناج وغیرہ کے دھرنے اُٹھانے کے کام آتے ہیں ÷

جو ٹوکرے گھنے نہیں بُنے رہتے اُنھیں جھابے یا کھانچی کہتے ہیں۔ یہ کنڈا، آم، بھوسا اور بڑے پھل وغیرہ کے رکھنے کے کام میں آتے ہیں۔ اُنھیں میں چوپایوں کے لیئے گھاس اور گُٹّی وغیرہ رکھی جاتی ہے۔ اُنھیں کو مٹّی اور کھپرے وغیرہ کے ڈھونے کے لئے بھی رکھتے ہیں۔ اُن میں من بھر تک سامان رکھا جا سکتا ہے ÷

پہلے ارہر کے پیڑوں کو پانی میں بھگو دیتے ہیں۔ اور جب وہ خوب نرم اور لچیلے ہو جاتے ہیں تب اُن کی ڈالوں کو الگ کرکے اُنھیں سے ٹوکریاں یا ٹوکرے بناتے ہیں۔ یہ ڈالیں بُنتے وقت ایک دوسرے سے ایسی پھانس دی جاتی ہیں کہ وہ الگ نہیں ہوتیں۔ سب سے پہلے چاہے ٹوکری ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یا ٹوکرا پیندا ہی بنایا جاتا ہے اور اِسی سے شروع کر کے سرے تک بُنتے چلے آتے ہیں۔ جب تک کہ ٹوکری یا ٹوکرا پورا نہیں بن جاتا اُن ٹوکریوں یا ٹوکروں کا وزن اوروں کی بہ نسبت بھاری ہوتا ہے۔ کیونکہ جس چیز سے یہ بنائی جاتی ہیں وہ وزنی ہوتی ہے ۔

دیہاتوں میں سینکوں کی بھی ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ بڑے اور چھوٹے سبھی آدمیوں کے گھروں میں لڑکیاں اور عورتیں سینکوں کی ٹوکریاں بنایا کرتی ہیں۔ اور ایسی اچھی بناتی ہیں کہ اُن کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ موٹی موٹی سینکوں کو پھاڑ کر وہ اُن سے ٹوکریاں بناتی ہیں اور وہی کام لیتی ہیں جو تاگے سے لیا جاتا ہے۔ سینکوں کو کئی رنگوں سے رنگ کر وہ رنگ برنگ کی ٹوکریاں بناتی ہیں جو دیکھنے میں بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اِن ٹوکریوں کے بُنتے وقت وہ سینکوں سے اُن میں بیل بوٹے بھی بنا دیتی ہیں، جن سے ٹوکریوں کی خوبصورتی اور بڑھ جاتی ہے ۔

اِن ٹوکریوں کا بنانا ایک دستکاری کا اچھا نمونہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اور قریب قریب دیہات کے اچھے گھروں کی سبھی عورتیں یہ کام سیکھتی ہیں۔ ٹوکریوں کے علاوہ سینکوں سے اور بھی بہت سی چیزیں دیہات کی عورتیں بنایا کرتی ہیں۔ سینکوں کے پنکھے اور دوسری چیزیں بھی ایسی خوبصورت بنتی ہیں کہ اُن کو دیکھ کر تعجّب ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ جن ٹوکریوں کا رواج ہے وہ بانس کی بنائی جاتی ہیں۔ بانس کی ٹوکریاں سینکوں کی ٹوکریوں کے بہ نسبت زیادہ مضبوط ہوتی ہیں اور اِسی لئے وہ زیادہ دنوں تک چلتی بھی ہیں۔ یہ ٹوکریاں پتلی، موٹی، ہلکی، بھاری، چھوٹی اور بڑی سب طرح کی ہوتی ہیں لوگ اِن کو سب کاموں میں لاتے ہیں +

بانس کی کھپچّیوں یا تیلیوں سے یہ ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ ٹوکریاں بھی بڑی خوبصورت ہوتی ہیں لیکن اِتنی خوبصورت نہیں ہوتیں جتنی خوبصورت سینکوں کی ٹوکریاں ہوتی ہیں۔ اُن کی بناوٹ اِتنی پیچ دار اور مُشکل نہیں ہوتی جتنی سینکوں کی ٹوکریوں کی ہوتی ہے۔ بانس کی ٹوکریاں عام طور سے کھٹِک اور مہتر بنایا کرتے ہیں۔ وہ بانس کی پتلی کھپچّیاں نکال کر اُنھیں پہلے پانی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں بھگو دیتے ہیں جس سے نرم ہوکر لچیلی ہو جائیں۔ کیونکہ جب تک وہ لچیلی نہ ہوں گی تب تک اُن سے ڈلیوں کا بنانا مُشکل ہے۔ بانس کی یہ ٹوکریاں اور ٹوکریوں کی بہ نسبت زیادہ کام کی ہوتی ہیں +

بانس کے علاوہ بید سے بھی ٹوکریاں اِسی طرح بنائی جاتی ہیں جیسے بانس سے۔لیکن بید کی ٹوکریاں بانس کی ٹوکریوں سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہیں۔ یہ دیکھنے میں بھی بڑی بھلی لگتی ہیں اور خوبصورت بھی ہوتی ہیں۔اِسی لئے وہ زیادہ داموں میں بھی بکتی ہیں۔ یہ ٹوکریاں کئی طرح کی بنتی ہیں۔کچھ تو ایسی ہوتی ہیں جن میں پھل پھول اور ایسی ہی دوسری چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ مالدار آدمی اُنھیں بہت خریدتے ہیں۔کچھ ٹوکریاں ایسی ہوتی ہیں جو بہت خوبصورت بنی رہتی ہیں۔جن کے اوپر پکڑنے کے لئے دستہ بھی لگا رہتا ہے +

اِن سب کے علاوہ کاغذ کی بھی ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ ردّی کاغذ کو پانی میں بھگوکر سڑاتے ہیں اور پھر اُسے خوب کوٹتے ہیں۔ کوٹنے سے اُن میں لَس آجاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور کوٹتے کوٹتے وہ گُندھے ہوئے آٹے کی طرح ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے اُس کی ٹوکری بنائی جاسکتی ہے کاغذ کو کسی گول چیز یا گھڑے پر رکھ کر پھیلاتے ہیں اور پھر اُسے دھوپ میں رکھ دیتے ہیں۔ دھوپ میں رکھنے سے وہ سوکھ کر کڑا ہو جاتا ہے۔ بس ٹوکری تیار ہو جاتی ہے۔ کاغذ کی یہ ٹوکریاں بہت اچھی اور مضبوط بھی ہوتی ہیں ÷

ٹوکری بنانا بھی ایک اچھی دستکاری اور کاری گری ہے اور ایک اچھا پیشہ ہے۔ یہ پیشہ ابھی عام طور سے چھوٹی ذاتوں میں پایا جاتا ہے۔ دیہات میں تو عام طور پر ہر ایک گھر میں سینکوں کی ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ ہاں ارہر وغیرہ کی ٹوکریاں۔ چمار۔ کھٹِک وغیرہ بناتے ہیں ÷

مشق

۱۔ ٹوکریاں کن کن چیزوں سے بنائی جاتی ہیں ؟

۲۔ کاغذ کی ٹوکری کیسے بنائی جاتی ہے ؟

۳۔ دیہات میں کن ٹوکریوں کا رواج ہے ؟

۴۔ بانس کی ٹوکری کیسے بنائی جاتی ہے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۵- جملے بناؤ اور معنی بتاؤ۔
بیل بوٹے۔ دستکاری۔ اور کاری گری اچھا نمونہ ہے۔
زیادہ دنوں تک چلتی ہیں ٭

سبق-۴

دہلی یا دلّی

زمانہ مینار ناموری یادگار اندازہ تجارتی

دہلی دُنیا میں ایک بہت پُرانا اور تاریخی شہر

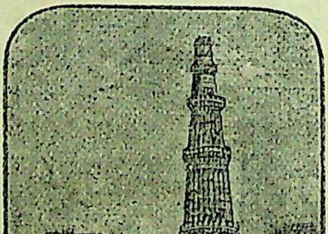

ہے۔ مہابھارت کے زمانہ میں مہاراجہ یدھشٹر کا پایۂ تخت یہیں تھا۔ اُس وقت یہ شہر بڑی اچھی حالت میں تھا۔ بہت پُرانے زمانہ میں اِسی دِلّی کے پاس اندرپرستھ نام کا ایک مشہور شہر تھا جس کی لمبائی چوڑائی یا گھیرا پینتالیس میل کے قریب تھا۔ اب بھی اِس خوبصورت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شہر کے محلوں اور قلعوں کے کھنڈر موجود ہیں۔ اِن میں سے ایک لال کوٹ کا مشہور قلعہ ہے جسے راجہ اننگ پال نے ۱۰۵۲ء میں بنوایا تھا اور اِسی کے پاس راجہ پرتھوی راج نے اپنا مضبوط اور مشہور قلعہ ۱۱۸۰ء میں بنوایا تھا اِن دونوں کے کھنڈر اور لوہے کی شہتیر جو قطب مینار کے پاس کھڑی ہے ہندوؤں کی پُرانی ناموری کی یادگار ہے۔ اِسی لوہے کی شہتیر کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ راجہ دھرو نے اپنی جیت کی یادگار میں اِسے کھڑا کرایا تھا یہ شہتیر زمین سے بائیس فیٹ اونچی ہے۔ زمین کے اندر یہ کتنی گہرائی تک گڑی ہے اِس کا ٹھیک ٹھیک پتہ ابھی تک نہیں چل سکا۔ ہاں اندازے سے اُس کی لمبائی ساٹھ فیٹ بتائی جاتی ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ اُس کا وزن چارسو دس من کے قریب ہوگا کیونکہ یہ شہتیر بالکل ٹھوس ہے +

ہندوؤں کے بعد کئی مسلمان بادشاہوں نے بھی دِلّی میں بہت دنوں تک راج کیا۔ اُن میں سے علاؤالدین محمود تغلق، فیروز تغلق، ہمایوں، اکبر اور شیر شاہ مشہور ہیں فیروز تغلق کے قلعہ میں اشوک کی ایک پُرانی لاٹ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اِسے فیروز تغلق دکھن سے جیت کر لایا تھا +

اِس پُرانی دِلّی کو شاہ جہاں نے نئے سرے سے آباد کرایا اور وہاں ایک اچھا قلعہ بنوایا اور اُس کے نام کو بدل کر اپنے نام سے شاہ جہاں آباد رکھا۔ اِسی طرح سے دلّی کئی بار بگڑی اور کئی بار بنی +

مغل بادشاہوں کے بعد اِس کی حالت اچھی نہ رہی۔ اب ۱۹۱۲ء سے پھر اس کا اچھا وقت آگیا ہے اور پھر سے یہ ہندوستان کا پایۂ تخت ہوگئی ہے اور بڑی ترقّی پر ہے۔ دلّی کا قلعہ ڈیڑھ میل کے گھیرے میں ہے۔ اس میں دیوان خاص سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے جو بڑا ہی خوبصورت ہے۔ اِسی دیوان خاص میں مغل بادشاہوں کے بیٹھنے کا مشہور تخت طاؤس رہتا تھا جسے نادر شاہ لیگیا تھا۔ دیوان خاص کے پاس ہی موتی مسجد ہے۔ یہ عمارت بھی بڑی ہی خوبصورت اور اپنے ڈھنگ کی ایک ہے۔ کشمیری دروازے اور دلّی دروازے کے بیچ میں ایک جامع مسجد اور ہے۔ دُنیا میں اِس کے مقابلہ کی کوئی بھی دوسری مسجد نہیں ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دلّی میں اِن عمارتوں کے سوا اور بھی کئی خوبصورت عمارتیں ہیں جو دیکھنے کے لائق ہیں۔ یہاں کی قطب مینار جسے قطب الدین نے بنوایا تھا دُنیا میں ایک عجیب عمارت ہے۔ یہ نئی دلّی سے گیارہ میل کی دوری پر پُرانی دلّی میں بنی ہوئی ہے۔ یہ مینار اِتنی اونچی ہے کہ دُنیا میں اور کوئی بھی مینار اونچائی میں اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ یہ مینار پہلے سات کھنڈ کی بنی تھی۔ لیکن زلزلہ کی وجہ سے اُس کے اوپر والے دو کھنڈ برباد ہو گئے اور اَب اُس میں پانچ ہی کھنڈ رہ گئے ہیں۔ اُس کی اونچائی ۲۳۸ فیٹ ہے۔ یہ مینار ایک پُرانے قلعے کے بیچ میں ہے اور اُس کی دیواریں اب بھی اُس کو گھیرے ہوئے ہیں۔

جب سے دِلّی کو انگریزوں نے پھر سے ہندوستان کا پایۂ تخت بنا دیا ہے تب سے یہاں کی رونق بہت بڑھ گئی ہے۔

ہندوستان کے بڑے لاٹ صاحب جِن کو وائسرائے یا گورنر جنرل کہتے ہیں۔ اَب یہیں پر رہتے ہیں۔ اُن کی اسمبلی یا بڑی کونسل بھی یہیں پر ہوتی ہے۔ انگریزوں نے پُرانی دلّی سے کچھ ہٹ کر اپنی ایک نئی دلّی بسائی ہے جسے نئی دلّی کہتے ہیں۔ اِس میں ایک مضبوط اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نیا قلعہ بھی بنوایا گیا ہے ⁂

دلّی ہندوستان کا صرف پایۂ تخت ہی نہیں ہے بلکہ ایک بڑا تجارتی شہر بھی ہے۔ یہاں ہاتھی دانت اور سونے چاندی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے اور دُور دُور تک بھیجا جاتا ہے ⁂

مشق

۱۔ دلّی کی خاص خاص باتیں بتاؤ۔
۲۔ قطب مینار اور لوہے کی شہتیر کی بابت تم کیا جانتے ہو؟
۳۔ کِن کِن ہندو راجاؤں کے نشان دلّی میں پائے جاتے ہیں؟
۴۔ لوہے کی شہتیر کس نے گڑوائی اور کیوں؟

سبق۔ ۵

کھپرا بنانا

حیثیت ٹکاؤ روندنا ہتّھا

ہمارے ہندوستان میں بہت سی جگہوں پر مکان کھپروں سے چھائے جاتے ہیں۔ دیہاتوں میں معمولی لوگ مکانوں پر چھپّر بھی لگاتے ہیں اور کچھ مالدار آدمی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کڑیوں یا بانسوں سے اپنے مکانوں کو پٹواتے ہیں شہروں میں جہاں پکّے اور دو منزلے مکان بنتے ہیں وہاں لوگ لوہے کے گارڈروں اور پتّھروں سے کام لیتے ہیں۔ معمولی حیثیت کے یا غریب لوگ جن کے پاس پکّے مکانوں کے لئے روپیہ نہیں ہوتا اپنی گذر بسر کے لئے کھپروں ہی سے اپنے مکان چھاتے یا چھوا لیتے ہیں۔اس لئے کھپرا بھی ہمارے لئے ایک بڑی ضروری چیز ہے۔ بہت سے کمھار کھپرے بنا بنا کر اپنے پیٹ پالتے ہیں۔آج ہم تمھیں کھپروں کے بارے میں کچھ بتلانا چاہتے ہیں +

کمھار کھپرا بنانے کے لئے سب سے پہلے عمدہ مٹّی تلاش کرتا ہے۔ کھپرا بنانے کے لئے سب سے اچھی پیلی اور لسدار مٹّی ہوتی ہے۔اُسی کے کھپرے مضبوط اور پائدار ہوتے ہیں۔ وہ نہ تو جلدی برباد ہوتے ہیں اور نہ جلدی ٹوٹتے ہیں۔ بلوی یا کنکریلی مٹّی سے کھپرے مُشکل سے بنتے ہیں۔ کیونکہ اُس مٹّی میں زیادہ لس نہیں ہوتا +

کنکریلی یا بلوی مٹّی سے بنے ہوئے کھپرے پہلے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

पुस्तकालय गुरुकुल कांगड़ी

12/14 (III)

1548

تو پکانے کے وقت پر کھل جاتے ہیں اور اگر بچ بھی گئے تو برسات کے دنوں میں پانی پڑتے ہی گل جاتے ہیں۔ اِن کھپروں سے پانی بھی چھن آتا ہے۔ اِسی لئے کھپروں کے لئے عموماً لسدار پیلی مٹّی لی جاتی ہے +

لسدار پیلی مٹّی کو پہلے خوب اچھّی طرح پانی میں بھگو دینا چاہیئے اور پھر اُسے پیروں سے خوب روندنا چاہیئے۔ مٹّی میں پانی انداز سے ڈالنا چاہیئے۔ پانی اِتنا نہ ڈالا جائے کہ مٹّی گارے کی طرح بہنے لگے۔ مٹّی کو ذرا کڑا رکھنا چاہیئے۔ اُس میں اگر کنکر پتّھر یا اور کوئی ایسی ہی چیزیں ہوں تو اُنھیں نکال کر مٹّی کو صاف کرلینا بھی ضروری ہے۔ جب مٹّی اچھّی طرح تیّار ہو جائے تب کھپرے بنانا شروع کرنا چاہیئے +

کھپرا دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک تو وہ ہے جو آٹھ یا دس انچ لمبا اور تین یا چار انچ چوڑا ہوتا ہے۔ اندر سے اس میں گولائی ہوتی ہے۔ اُسے نریا کہتے ہیں۔ دوسرا وہ ہے جو چپٹا ہوتا ہے۔ اُس کی لمبائی تو آٹھ یا دس اِنچ کی ہوتی ۔ لیکن چوڑائی پانچ یا چھ اِنچ کی ہوتی ہے۔ یہ کھپرا کے نام سے پُکارا جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دونوں مکان کے چھانے کے کام میں آتے ہیں ٭
اِنھیں بانسوں کے ٹٹر پر بچھاتے ہیں۔ پھر اُن کی پانتیوں کے بیچ میں جو تھوڑی سی جگہ رہ جاتی ہے اُس کو بند کرنے کے لئے نریا کھپرے اوپر سے رکھتے جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے پانی نیچے اندر نہیں آتا۔ اوپر ہی اوپر کھپروں سے باہر بہ جاتا ہے ٭

لڑکو! تم نے زمین کو چَورس کرنے یا چھتوں کو پیٹنے کے لئے لکڑی کی گول تھاپی تو دیکھی ہوگی۔ ٹھیک اِسی طرح لکڑی کا بنا ہوا ایک اوزار کمھار کے پاس بھی ہوتا ہے۔ جو آگے تو کم موٹا ہوتا ہے لیکن پیچھے زیادہ موٹا ہوتا ہے۔ یہ اوپر سے گول اور نیچے چپٹا ہوتا ہے۔ اِس میں پکڑنے کے لئے ایک ہتّھا لگا رہتا ہے۔ یہ نریا کا سانچہ ہے ٭

کمھار کے پاس ایک دوسرا اوزار اور بھی ہوتا ہے۔ یہ تختی کے ایسا ہوتا ہے۔ اس میں پکڑنے کے لئے ایک ہتھا لگا رہتا ہے۔ جب کمھار نریا بنانا چاہتا ہے تب وہ لکڑی کا پہلا اوزار اُٹھاتا ہے اور اُس پر انداز سے کچھ گندھی ہوئی مٹی رکھتا ہے۔ پھر اُس مٹی کو چاروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طرف برابر پھیلا دیتا ہے اور ہاتھ سے تھپتھپاکر چورس زمین پر اپنے سانچے سے نکال کر سوکھنے کے لئے رکھ دیتا ہے۔ اسی طرح وہ بہت سی نریا بنا لیتا ہے۔ کوئی کوئی کمھار بلا سانچے کے بھی نریا بنا لیا کرتے ہیں ٭

کھپرا بنانے کے لئے وہ پٹّی کی شکل والے اپنے دوسرے اوزار کو کام میں لاتا ہے۔ اُس پر بھی گندھی ہوئی مٹّی کو برابر پھیلا کر وہ ہاتھ سے تھپتھپاتا ہے اور اُس کے دونوں کناروں کو کچھ اوپر اُٹھا دیتا ہے۔ یوں کھپرے کے بن جانے پر وہ اُسے تختی سے ہٹاکر چورس زمین پر سوکھنے کے لئے رکھ دیتا ہے۔ بیچ میں وہ اپنے اِن سانچوں کو جو گیلی مٹّی سے گیلے ہو جایا کرتے ہیں بالودار سوکھی مٹّی سے سُکھاتا بھی جاتا ہے جس سے اُن پر کھپروں کی لسدار مٹّی چپک نہ جائے ٭

یوں کھپروں کے تیار ہو جانے کے بعد وہ اُن کو پکاتا ہے۔ کمھار کھپروں کو پکانے کے لئے ایک آنواں تیار کرتا ہے۔ وہ زمین میں گڑھا کھود کر اُس میں گھاس وغیرہ خوب اچھّی طرح بچھا دیتا ہے۔ اُس پر کھپروں اور نریوں کو گولائی سے ایک دوسرے کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اوپر اس طرح سہولت سے چُن کر رکھتا ہے کہ کھپرے بھر بھرا کر گر نہ پڑیں۔ وہ نیچے کا گھیرا ذرا زیادہ بڑا رکھتا ہے اور جوں جوں اوپر کھپرے رکھتا جاتا ہے ویسے ہی گھیروں کو چھوٹا کرتا جاتا ہے۔ آنویں کے بیچ کے حصّے کو وہ تھوڑا سا پولا رکھتا ہے۔ کھپروں کے چاروں طرف اور اوپر کنڈے رکھ دیتا ہے۔ جب کنڈے وغیرہ سے اچّھی طرح وہ کھپرے ڈھک جاتے ہیں۔ تب مع کنڈوں کے وہ کھپروں کو چاروں طرف سے چکنی مٹّی سے بند کر دیتا ہے۔ ہاں اوپری حصّہ کو کھُلا رکھتا ہے۔ آنویں میں آگ لگا دینے کے بعد وہ کنڈوں سے اوپر کے مُنہ کو بھی ڈھک دیتا ہے۔ اِسی طرح آگ اندر ہی اندر سب کھپروں کو پکا ڈالتی ہے۔

جب کھپرے پک جاتے ہیں تب راکھ وغیرہ کو ہٹاکر وہ کھپرے نکال لیتا ہے۔ اِسی طرح کھپرے بن کر تیّار ہو جاتے ہیں۔ کھپروں کے بنانے میں کمھار کو اُن کے پکانے پر بھی دھیان رکھنا ہوتا ہے۔ اگر کھپرے کم پکتے ہیں تو وہ جلدی خراب ہو جاتے ہیں۔ زیادہ آگ لگ جانے پر اُن میں جھام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑ جاتی ہے - اُسے لوگ پسند نہیں کرتے - یہ دیسی کھپرے کہلاتے ہیں +

ہمارے ہندوستان میں سانچہ سے ایک اور بڑا مضبوط کھپرا بنایا جاتا ہے جس کی لمبائی ۱۸- انچ سے ۲۰- انچ تک اور چوڑائی ۱۰- انچ سے ۱۲- انچ تک کی ہوتی ہے - یہ کھپرے بڑے بڑے اینٹوں کے پکانے والے بھٹوں میں چمنی کے ذریعہ سے پکائے جاتے ہیں - اِن کا دام بھی بہت زیادہ ہوتا ہے - بہت سے لوگ اِن ہی سے اپنے مکان چھاتے ہیں - یہ بہت مضبوط اور پائدار ہوتے ہیں - دیکھنے میں بھی اِن سے چھایا ہوا مکان خوبصورت معلوم پڑتا ہے +

مشق

۱- کھپرا بنانے کے لئے کس مٹّی کی ضرورت ہے ؟

۲- کھپرے کتنے طرح کے ہوتے ہیں ؟

۳- کھپرے ہمارے کس کام میں آتے ہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۶

ملک کی بھلائی

اندر محبّت تکلیف لائق خدمت

لڑکو! تُم سب کو یہ معلوم ہی ہوگا کہ ہندوستان ہمارا ملک ہے۔ کیونکہ ہم سب یہیں پیدا ہوئے ہیں اور یہیں کی مٹّی سے ہمارے بدن بنے ہیں یہیں کی ہوا اور پانی سے ہم پلے ہیں۔ ہم سب لوگ اِسی مُلک کے اناج اور پھل کھاکر جیتے ہیں۔ اِسی لئے ہم اِسے اپنا مُلک کہتے ہیں۔ تم کہوگے کہ ہم تو اِس گاؤں میں پیدا ہوئے ہیں اِس لئے ہم ہندوستان کو اپنا ملک کیوں کہیں مگر تمھیں یہ سمجھ لینا چاہیے کہ تم جس گھر یا جس گاؤں، یا جس ضلع اور جس صوبے میں پیدا ہوئے ہو وہ اِسی ملک کے اندر ہے۔ جو جہاں پیدا ہوتا ہے اُسے وہی جگہ پیاری ہوتی ہے اور جو جس چیز کو اپنا کہتا ہے وہ اُسے ہمیشہ چاہتا ہے۔ جب ہم ہندوستان میں پیدا ہوئے ہیں اور اُسے اپنا کہتے ہیں تب ہمیں اُسے جی جان سے پیار کرنا چاہیئے اور جس طرح بھی ہم سے ہوسکے اُس طرح اُس کی بھلائی کرنا چاہیئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمیں یہ سوچنا چاہیئے کہ ہمارا ملک ہمارے لئے ایک بہت بڑے گھر کا کام دیتا ہے جس طرح گھر میں ہم اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت سے رہتے ہیں اور اُن کے آرام اور تکلیف کو اپنا آرام اور تکلیف سمجھتے ہیں۔ اُسی طرح ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ اِس ملک کے رہنے والے سب ہمارے بھائی ہیں۔ اُن کے دُکھ اور سُکھ میں ہمیں سب طرح ساتھ دینا چاہیئے۔ اور آپس میں ہمیشہ اُسی طرح مل کر رہنا چاہیئے جس طرح ہم گھر میں اپنے بھائیوں سے مل جل کر رہتے ہیں۔ گھر میں جیسی ہماری دیکھ بھال ہمارے ماں باپ یا بڑے بوڑھے کرتے ہیں۔ اور جب ہم کافی بڑے اور لائق ہو جاتے ہیں تب وہ ہماری صلاح سے ہماری بھلائی کے کام کرتے ہیں۔ ویسے ہی ہمارے ملک میں ہمارے بادشاہ اور اُس کے حاکم ہمیشہ ہماری دیکھ بھال اور بھلائی کیا کرتے ہیں۔ اور جیسے جیسے ہم بڑھ کر اپنے کو لائق بناتے جاتے ہیں ویسے ہی ویسے وہ ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہماری رائے کے مطابق ہماری بھلائی کرتے ہیں۔ جس طرح ہمیں اپنے گھر کے بڑے بوڑھے کی عزّت کرنی اور اُن کا کہنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ماننا چاہیئے اُسی طرح ہمیں اپنے بادشاہ سے محبّت کرتے ہوئے اُن کی عزّت کرنی اور اُن کا حکم ماننا چاہیئے +

ہم جس طرح اچّھے کام کرکے اپنے گھر کو اچّھا بناتے ہیں اُسی طرح ہمیں اپنے اچّھے کاموں سے اپنے ملک کو بھی اچّھا بنانا چاہیئے - یہی ملک کی بھلائی اور خدمت کرنا ہے - کوئی بھی کام ایسا نہیں ہے جس سے ملک کی بھلائی اور ترقّی ہو اور وہ ملک کی خدمت میں شمار نہ کیا جائے - اگر ہم سب لوگ اپنی اپنی ترقی اچّھی طرح کرنے لگیں تو ایک دن وہ ہوگا کہ جب ہم سب آدمی ترقّی کرکے اپنے ملک کو بھی خوب بڑھا چڑھا دیں گے - یہی کرنا ہمارا فرض ہے - ہاں اِس بات کا خیال ہمیں ہمیشہ رکھنا چاہیئے کہ ہم کوئی بھی کام ایسا نہ کریں جس سے ہمارے ملک کے بھائیوں کو نقصان ہو اور صرف ہمارا ہی فائدہ ہو - یہ خود غرضی ہے - ایسا کرنے سے ہم مُلک کا بھلا نہیں کرسکتے +

کسان کھیتی میں ترقّی کرکے اور زمین کو زیادہ زرخیز بناکر اور محنت سے خوب اناج پیدا کرکے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ملک کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ایک لڑکا خوب محنت سے پڑھ کر اپنے علم سے ملک کی بھلائی کے کام کرسکتا ہے۔ وہ ملک کے علم اور اُس کی سمجھ کو بڑھاتا ہوا ملک کی خدمت کرسکتا ہے۔ دوسرے لوگ کاری گری تجارت اور دوسرے کاموں سے ملک کی ترقّی کر سکتے ہیں۔ اُس کی غریبی دور کر سکتے ہیں، اور اُسے مالا مال کرکے اپنے غریب محتاج بھائیوں کی مدد کرسکتے ہیں۔جو سادھو یا فقیر ہیں وہ اپنی اچھی اچھّی نصیحتوں سے ملک میں محبت اور میل پیدا کرسکتے ہیں۔ اور سب لوگوں کو محبّت کے ایک تاگے سے باندھ کر ملک کی بھلائی کرسکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک آدمی چاہے وہ چھوٹا ہو یا بڑا اپنے ملک کی بھلائی کرسکتا ہے اور ایسا کرنا اُس کا فرض ہے۔ دیکھو جس طرح ہمارے بدن کے ہاتھ اور ناک کان اور مُنہ وغیرہ جتنے بھی حصّے ہیں۔ سبھی اپنا اپنا کام کرتے ہوئے تمام بدن کی ترقّی اور بھلائی کرتے ہیں اُسی طرح ہمارے ملک کے ہندو مُسلمان اور عیسائی وغیرہ جتنے بھی لوگ ہیں سب اپنی اپنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترقّی کرتے ہوئے مُلک کو بڑھا چڑھا سکتے ہیں، اور اِن سب کو ایسا ہی کرنا چاہیئے اگر ہم اپنے ملک سے غریبی، جہالت، آپس کی پھُوٹ اور دوسری بُرائیوں کے دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم اپنے ملک کی سچّی خدمت کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے مُلک کے رہنے والوں کو طاقتور، پڑھا لکھا اور خوش حال بناتے ہیں تو ہم ملک کی بھلائی کرتے ہیں۔ ملک کو اور وہاں کے رہنے والوں کو بُری باتوں اور بُرے لوگوں جیسے چور، بدمعاش اُچکّوں اور ڈاکوؤں سے بچانا اور ملک میں طاقت علم، دولت، تجارت، سُکھ اور امن چین کے بڑھانے والے کاموں کا کرنا مُلک کی خدمت کرنا ہے۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے بلکہ اپنی ہی بھلائی چاہتے ہیں اور اُس کے لئے اپنے بھائیوں اور ملک کو نقصان پہنچاتے ہیں وہ مُلک کے دُشمن ہیں۔ جس طرح ہمیں اپنی ماں کی تکلیف دور کرنا چاہیئے اُسی طرح ہمیں اپنے ملک کی زمین کی بھی تکلیف دور کرنی چاہیئے۔ ماں کو تکلیف دینے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں جتنا عذاب ہوتا ہے اُتنا ہی مُلک کو نقصان پہنچانے میں بھی ہوتا ہے۔ اور جتنا ثواب ماں کو سُکھ دینے یا اُس کی بھلائی کرنے میں ہوتا ہے اُتنا ہی ملک کو آرام پہنچانے اور اُس کی بھلائی کرنے میں ہوتا ہے +

لڑکو! تمھیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ملک کی بھلائی کرنا تمھارا فرض ہے۔ جو ایسا کرتا ہے اُسی کی عزت ہوتی ہے اور لوگ اُسی کی تعریف کرتے ہیں۔ اُسی کا نام دُنیا میں ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ تُم کو چاہیئے کہ تُم خوب پڑھو لکھو اور لائق بنو کہ تُم اپنی اور اپنے گھر کی اور اپنے مُلک کے بھائیوں کی بھلائی کر سکو کیونکہ علم ہی سے تُم ملک کی بھلائی اچھی طرح کر سکتے ہو +

مشق

۱۔ ملک کی خدمت کی کیا تدبیریں ہیں ؟
۲۔ ملک کی خدمت ہمیں کیوں کرنی چاہیئے ؟
۳۔ ملک کی خدمت نہ کرنے سے کیا نقصان ہے ؟
۴۔ اپنے جملوں میں استعمال کرو :۔ جی جان ۔ مالا مال ۔ دیکھ بھال ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۷

سوامی تُلسی داس

درشن - نظربند - تیرتھ - ترجمہ - سادھو ہو گئے - کرامات۔

کون آدمی ایسا ہوگا جس نے سوامی تُلسی داس کا نام نہ سُنا ہو - ہر ایک شہر اور ہر ایک گاؤں اور ہر ایک گھر میں ہندو لوگ اُن کی بنائی ہوئی رامائن کو بڑے شوق سے پڑھتے اور سُنتے ہیں - رامائن میں بچے بوڑھے پڑھے اور بے پڑھے مرد اور عورت سب ہی کو دلچسپی ہوتی ہے +

اِنھیں سوامی تُلسی داس کی پیدائش راجہ پور (ضلع باندہ) میں جو جمنا ندی کے کنارے پر آباد ہے ۱۵۳۲ء میں ہوئی تھی - وہاں پر اُن کی رکھی ہوئی مہابیر جی کی مورت اور ہاتھ کی لکھی ہوئی رامائن اب تک موجود ہے +

سوامی جی کے باپ کا نام آتما رام اور ماں کا نام ہُلسی تھا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا نام پہلے تو رام بولا تھا لیکن جب نرہر داس کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

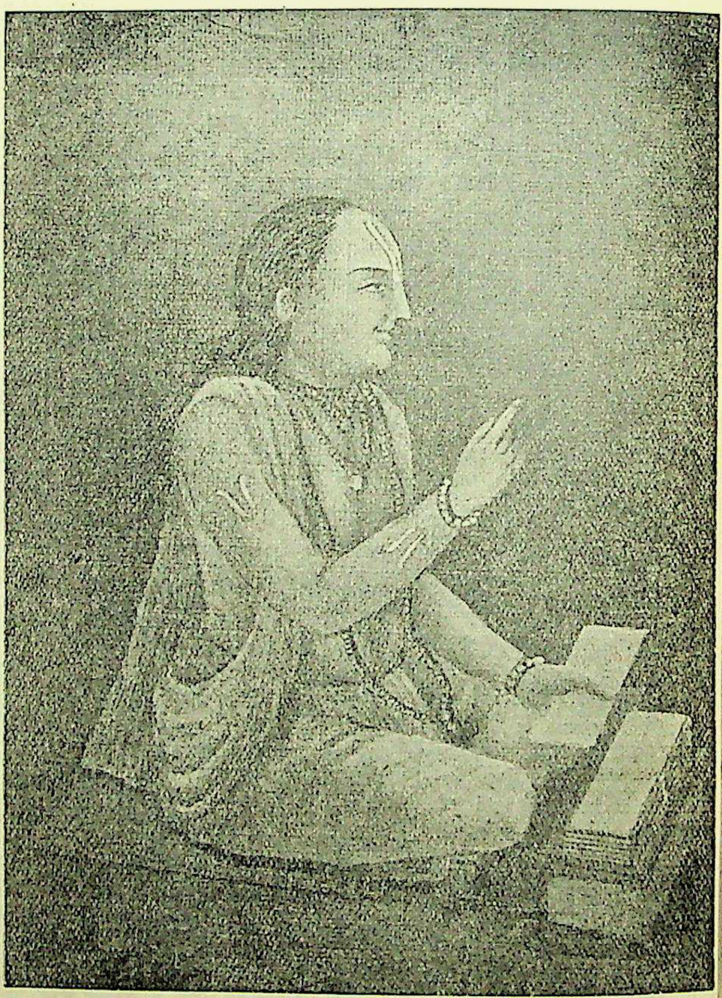

سوامی تلسی داس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چیلے ہوکر سادھو ہو گئے تب سے اُن کا نام تُلسی داس ہو گیا +

تُلسی داس جی کو لڑکپن میں ماں باپ کے مرجانے اور کسی دیکھ بھال کرنے والے کے نہ رہنے سے بہت تکلیفیں ہوئیں۔ تُلسی داس جی شری رام چندر جی کے بڑے بھگت تھے اور سادھوؤں سے بڑی محبّت رکھتے تھے۔ متھرا۔ بندرابن۔ کُرچھیتر۔ پرباگ۔ چترکوٹ اور سوروں وغیرہ کئی تیرتھوں میں یہ پہلے کُچھ دنوں تک گھومتے رہے پھر اجودھیا میں آکر رہنے لگے۔ وہیں اُنھوں نے ۱۵۷۴ء میں رامائن کا لکھنا شروع کیا۔ بنارس میں بھی وہ بہت رہا کرتے تھے اور وہیں پر رہ کر اُنھوں نے سنسکرت اور پراکرت زبانیں پڑھی تھیں اور اُن میں بھی کُچھ شعر کہنا سیکھا تھا +

کہتے ہیں کہ تُلسی داس جی کو چترکوٹ میں شری رامچندر جی کے درشن ہوئے تھے۔ جو بھی ہو یہ تو ضرور ماننا پڑتا ہے کہ وہ ایک بہت پہنچے ہوئے سادھو تھے۔ اُن کی کُچھ عجیب کرامات کا حال سُن کر بادشاہ اکبر نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دلّی میں اُنھیں بُلایا اور اُن کی بڑی عزّت کر کے اُن سے کسی کرامت کے دکھانے کو کہا۔ تُلسی داس جی نے اِس پر یہ جواب دیا۔ "میں کوئی جادو گر نہیں ہوں اور نہ مجھ میں کوئی کرامت ہے۔ میں تو بھگوان شری رامچندر جی کا ادنیٰ خدمتگار ہوں۔ اِس پر اکبر بادشاہ اُن پر بہت ناراض ہوئے اور اُنھوں نے تُلسی داس کو یہ کہہ کر نظر بند کر دیا کہ جب تک تُم کوئی کرامت ہمیں نہ دکھاؤ گے تب تک تمھیں نہ چھوڑا جائیگا +

تُلسی داس جی اس پر بڑے رنجیدہ ہوئے اور اُنھوں نے ہنومان جی سے یہ دعا کی کہ ہمیں کسی طرح اِس تکلیف سے چُھڑائیے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر میں تمام دلّی کو بندروں نے گھیر لیا اور وہاں اِتنی گڑبڑی مچائی کہ آخر میں مجبور ہو کر اکبر بادشاہ کو اُنھیں چھوڑنا ہی پڑا +

تُلسی داس جی وہاں سے بندرابن گئے۔ کہتے ہیں کہ وہاں اُن کی عبادت سے خوش ہو کر شری کرشن جی نے اُن کو رامچندر جی کے روپ میں درشن دیا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تُلسی داس جی نے کئی اچھّی اچھّی کتابیں لکھی ہیں۔ اُن میں سے رامائن تو دُنیا میں مشہور ہی ہے کبتا ولی۔ گیتا ولی۔ بنے پترکا۔ دوہا ولی اور برو ے رامائن وغیرہ بھی بہت اچھّی اور مشہور ہیں۔ ہندی میں جیسی اچھّی نظم تُلسی داس جی نے لکھی ہے ویسی سوائے سور داس کے آج تک اور کسی شاعر نے نہیں لکھی۔ اِس لئے تُلسی داس جی کو شاعروں میں چاند کہا جاتا ہے تُلسی داس جی جس بات کو بیان کرتے ہیں اُس کی تصویر سی کھینچ کر سامنے رکھ دیتے ہیں۔ اُنھوں نے ایسی سیدھی سادی بولی میں نظم کہی ہے کہ معمولی آدمی بھی اچھّی طرح سمجھ سکتا ہے +

اُن کی رامائن میں بہت سی اچھّی اچھّی باتیں ہیں اور ایسی عمدہ نصیحتیں مِلتی ہیں کہ جن کے مطابق چلنے سے ہماری بہت ہی زیادہ بھلائی ہوسکتی ہے +

تُلسی داس جی ۱۶۲۳ء میں مرے تھے۔ آج وہ اس دُنیا میں نہیں ہیں لیکن اُن کا نام اور بڑا کام آج بھی موجود ہے اور جب تک اُن کی رامائن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رہیگی تب تک اُن کا نام بھی زندہ رہیگا۔ رامائن کی تعریف صرف ہندوستان اور ہندوؤں ہی میں نہیں ہوتی بلکہ دُنیا کے اور دوسرے مُلکوں اور قوموں میں بھی اس کی عزّت اور بڑائی ہوتی ہے۔ انگریزی، اُردو وغیرہ زبانوں میں رامائن کے ترجمے ہو گئے ہیں اور وہ دُور دُور تک پھیل گئی ہے۔ آج تُلسی داس جی کی وجہ سے ہماری ہندی زبان کو لوگ عزّت کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ یہ ہمارے لئے ایک بڑے فخر کی بات ہے ❊

مشق

۱۔ تُلسی داس جی کون تھے ؟
۲۔ اُنھوں نے کون کون سی کتابیں لکھیں ؟
۳۔ تُلسی داس جی کِن کِن جگہوں میں گھومے ؟
۴۔ تُلسی داس جی کی نظم کیسی ہوتی تھی ؟
۵۔ معنی بتاؤ اور جملے بناؤ :۔
نام زندہ رہنا۔ گڑبڑی۔ عزّت کی نظر سے دیکھنا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۸

باغ

گوشہ　　　سُہانا　　　خوشبودار

ساون کا مہینہ تھا۔ پنڈت دین دیال جی اپنے اسکول کے برآمدے میں بیٹھے ہوئے کچھ سوچ رہے تھے کہ اتنے میں رامیشور نے آکر کہا۔ پنڈت جی! آج کا دن بڑا ہی سُہانا ہے۔ ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ ہم لوگوں کو کہیں گھُمانے کے لئے لے چلیں۔ آسمان پر کالے کالے بادل اِدھر اُدھر بڑی تیزی سے گھوم رہے تھے۔ گرمی بھی کم ہو چلی تھی۔ ابھی پانی برسنے کے کوئی آثار نہ تھے۔ پنڈت جی نے لڑکوں سے کہا۔ اچھا ٹھیک ہے چلو ہم تمھیں باغ بھی دکھلا لاوینگے اور باغبانی کا سبق بھی تُم کو پڑھادینگے۔ لڑکے تیّار ہو گئے۔ پنڈت جی نے سب لڑکوں سے پوچھا بچّو! بتلاؤ آج کدھر گھومنے کے لئے چلنا چاہتے ہو۔ کچھ لڑکوں نے کہا پنڈت جی! آج جنگل کی طرف چلئے۔ وہاں جنگل کی خوبصورتی دیکھیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ لڑکے بیچ ہی میں چلا اُٹھے۔ پنڈت جی جنگل میں جانے کے لئے بہت دور چلنا ہو گا اور ہم سب تھک بھی جائینگے۔ اِس لئے شہر کے پاس والے باغیچے میں گھمانے کے لئے لے چلئے۔ پنڈت جی نے زیادہ لڑکوں کی رائے باغیچے میں چلنے کی پاکر وہیں کا جانا طے کر لیا۔

سب لڑکے کھیلتے کودتے اور اُچھلتے ہوئے باغیچے میں جا پہنچے۔ باغیچہ چاروں طرف ایک پانچ یا چھ فیٹ اونچی چہار دیواری سے گھِرا ہوا تھا۔ اُس کے ایک طرف اونچا پھاٹک لگا تھا۔ اُس پھاٹک میں لڑکے جیوں ہی گھُسے پنڈت جی نے زور سے کہا۔ "لڑکو" سب لڑکے باقاعدہ چلو اور یاد رکھو کہ کوئی لڑکا راستے میں چلتا ہوا پھول وغیرہ نہ توڑے۔ راستے میں چلتے ہوئے پنڈت جی سے گنگا پرشاد نے سوال کیا کہ پنڈت جی جیسے جنگل میں پیڑ آپ ہی آپ اُگ آتے ہیں۔ کیا ویسے ہی یہ پیڑ یہاں اُگ آئے ہیں۔ پنڈت جی نے جواب دیا۔ گنگا پرشاد سُنو۔ ہاں جنگل میں پیڑ خود بخود اُگتے ہیں۔ لیکن یہاں پیڑوں اور پودھوں کو مالی لگاتے ہیں۔ وہ آپ سے آپ اُگ نہیں آتے۔ باغیچے میں مالی اچھّے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھّے پودھوں کو ایک قطار میں لگاتے ہیں۔ اِس سے باغیچے کے پیڑ خوبصورت دکھائی دیتے ہیں۔ جنگل میں پیڑوں کے اُگنے بڑھنے اور مُرجھانے کی کوئی پروا نہیں کرتا ہے۔ باغیچے میں مالی کو اِس بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے کہ کون سے پیڑ کے لئے کس طرح کی زمین کی ضرورت ہے۔ کس جگہ پر کس ڈھنگ سے کون سے پودھے لگانے چاہیئے۔ یہ سب باتیں بلا تجربے کے نہیں جانی جاسکتیں۔ مالی یہاں اس بات کا ہمیشہ خیال رکھتا ہے کہ پودہ مُرجھانے اور سوکھنے نہ پائے۔ اِتنے میں جے کشن بول اُٹھا۔ پنڈت جی باغیچے کے لگانے سے کیا فائدہ ہے اور لوگ باغیچہ وغیرہ کیوں لگاتے ہیں ؂

پنڈت جی نے کہا کہ جے کشن تُم نے بڑا ہی اچھا سوال کیا۔ اچھّا سُنو۔ باغیچے کے لگانے سے دل خوش ہوتا ہے اور اچھّے اچھّے پھولوں اور پتّیوں کی بہار دیکھنے کا موقع مِلتا ہے۔ کھانے کے لئے طرح طرح کے پھل بھی ملتے ہیں۔ نارنگی۔ لیمو۔ امرود۔ آم شریفہ۔ کٹھل وغیرہ کھانے کو مِلتے ہیں۔ بہت سی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ترکاریاں بھی ہمیں باغیچے سے ہی ملتی ہیں۔ دوسری بات جو باغیچے کے بارے میں تم نے پوچھی ہے اُسے بھی سُنو۔ لوگ باغیچہ ایک تو اپنے نام کے مشہور کرنے کے لئے لگواتے ہیں۔ دوسرے اُس سے اُن کا بھی خاص فائدہ ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ صُبح شام باغیچے میں گھومنے سے طبیعت بڑی ہری ہو جاتی ہے۔ جو لوگ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں وہ لوگ ہوا بدلنے کے لئے باغیچے میں روز آتے ہیں۔ کیونکہ گھروں میں ہوا اِتنی صاف نہیں مِل سکتی ہے۔ باغیچے کی ہوا میں بیماریوں کے دور کرنے کی خاص طاقت ہوتی ہے۔ باغیچے کی ہوا کے صاف ہونے کا یہ باعث ہے کہ پیڑوں کے ہلنے اور ڈولنے سے ہوا ہلکی ہو جاتی ہے اور بُری ہَوا نکل کر دور چلی جاتی ہے۔ اس لئے باغ کی ہَوا ہمیشہ اچھّی اور خوشبو دار رہتی ہے +

رحیم نے پوچھا۔ کیوں پنڈت جی باغیچے میں کس طرح کے پیڑ لگائے جاتے ہیں۔ کیا اِسی طرح کے پیڑ لگائے جاتے ہیں جیسے کہ اِس باغیچے میں لگے ہیں۔ پنڈت جی نے کہا۔ یہ بات اپنی طبیعت کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ آدمی اپنی اپنی طبیعت کے مطابق اپنے باغیچوں میں پیڑ لگواتے ہیں۔ عام طور سے باغیچوں میں قریب قریب سب طرح کے پیڑ لگائے جاتے ہیں کچھ پیڑ اچھے اچھے پھولوں والے لگائے جاتے ہیں کچھ پھل والے اور کچھ اچھے اچھے پتّوں والے. باغیچوں میں لوگ اچھی پھولوں و پتّیوں کی بیلیں بھی لگاتے ہیں جن سے ٹھنڈے اور سائے دار گوشے بن جاتے ہیں ؞

مشق

۱- لوگ باغیچہ کیوں لگاتے ہیں ؟
۲- باغیچے میں پیڑ کیسے اُگتے ہیں ؟
۳- مالی باغیچے میں کیا کام کرتا ہے ؟

سبق ۹-

آگرہ

تاریخی شہر - خوب - پایۂ تخت - مضبوط - خوبصورت - عمارت

ہندوستان کے تاریخی شہروں میں سے آگرہ بھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک خاص شہر ہے۔ یہ جمنا ندی کے داہنے کنارے پر بسا ہوا ہے۔ اِس شہر کی ترقی مسلمان بادشاہوں کے زمانے میں خوب ہوئی۔ سب سے پہلے اکبر بادشاہ نے اِسے اپنا پائے تخت بنایا۔ آگرہ میں اکبر نے رہنے کے لئے نہایت خوبصورت محل اور جمنا کے کنارے پر

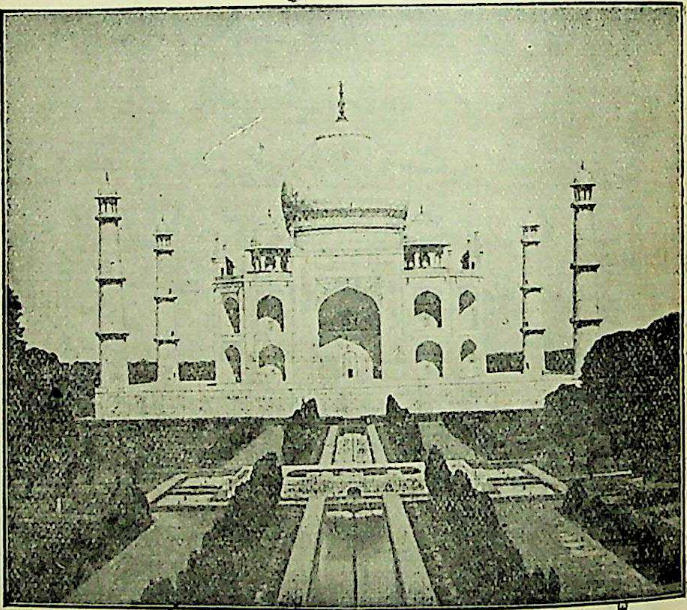

لال پتھروں کا ایک مضبوط قلعہ بنوایا۔ اکبر بادشاہ زیادہ تر آگرہ ہی میں رہا کرتے تھے ؀

اکبر بادشاہ کے بعد اُس کے پوتے شاہ جہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے اِسی آگرہ شہر سے قریب دو میل کی دوری پر جمنا ندی کے کنارے پر اپنی بی بی ممتاز بیگم کی یادگار میں ایک بڑی خوبصورت عمارت بنوائی جو ہندوستان کی ہی خوبصورت عمارتوں میں مشہور نہیں ہے بلکہ دُنیا کی خوبصورت عمارتوں میں سے ایک مانی جاتی ہے۔ اس کو تاج محل کے نام سے پُکارتے ہیں ❊

یہ عمارت بالکل سفید سنگ مرمر کی بنی ہے۔ یہ پتّھر بہت چکنا اور چمکیلا ہوتا ہے۔ سفید پتّھروں کے بیچ بیچ میں اور کئی رنگ کے پتّھروں کو بڑی کاریگری سے جڑ کر بڑے خوبصورت بیل بوٹے بنائے گئے ہیں اِس کاری گری کو جسے پچّی کاری کہتے ہیں دیکھ کر آدمی کو تعجب سے دانتوں تلے اُنگلی دبانا پڑتی ہے اس خوبصورت عمارت کو دیکھ کر کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو خوش نہ ہو جائے ❊

ایک اونچے چبوترے کے چاروں کناروں پر تو اونچے اونچے چار مینار ہیں اور بیچ میں محل کا وہ خاص حصّہ بنا ہوا ہے جس میں ممتاز بیگم کی قبر ہے دن میں تو اُس کی چمک کی وجہ سے آنکھیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چکا چوندھ ہو جاتی ہیں مگر چاندنی رات میں یہ تاج محل بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اس میں جو رنگ برنگ کے پتھر جڑے ہوئے ہیں۔ وہ پونوں کے دن چاند کی صاف روشنی کے پڑنے پر تاروں کی طرح چمکا کرتے ہیں۔

تاج محل میں ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل ہی کا بنا ہوا ہے گو کہ اسے بنے ہوئے تین سو برس کے قریب ہو چکے ہیں۔ جس پتھر کا یہ بنا ہوا ہے اُس پر کسی طرح کی کائی وغیرہ کبھی نہیں جمتی۔ اسی لئے اتنا پرانا ہوتے ہوئے بھی اس کی خوبصورتی میں آج تک کوئی کمی نہیں آسکی۔ شاہ جہاں بادشاہ کو عمارتوں کے بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ اُس نے اپنی ملکہ کے نام کو دُنیا میں بہت دنوں تک زندہ رکھنے کے لئے آگرہ میں تاج محل نام کا یہ خوبصورت محل بنوایا تھا۔ یہ اُس کی یادگار میں اُس کے مرنے کے بعد بنوایا گیا تھا۔ اِس کے بنانے کے لئے کئی ملکوں کے مشہور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کاریگر بُلوائے گئے تھے۔ تاج محل کا بننا ۱۶۳۰ء
میں شروع ہوا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ قریب بیس
برس میں بن کر تیار ہوا تھا۔ اُس کی لاگت کے
بارے میں لوگوں کے الگ الگ اندازے ہیں پر کسی کا
بھی اندازہ تین کروڑ روپئے سے کم کا نہیں ہے۔
اِس کے سوا شاہجہاں نے آگرہ کے قلعہ میں موتی مسجد
اور دلّی میں ایک قلعہ اور جامع مسجد بھی بنوائی تھی۔
جمنا کے دوسرے کنارے پر تاج محل کے سامنے
اپنی قبر کے لئے ایسی ہی ایک دوسری عمارت بنوانے
کا ارادہ شاہجہاں نے کیا تو تھا لیکن اُس کا یہ ارادہ
پورا نہ ہو سکا۔ کیونکہ اُس کے لڑکے اورنگ زیب نے
اُسے قید کرلیا۔ اور اُس کے مرنے پر اُس کو بھی اُسی
تاج محل میں ملکہ کی قبر کے پاس ہی دفن کر دیا۔

تاج محل اِتنا خوبصورت اور مشہور ہے کہ اُسے
دیکھنے کے لئے صرف ہندوستان ہی کے دُور دُور کے
شہروں سے آدمی نہیں آتے بلکہ انگلینڈ۔ امریکہ وغیرہ
جیسے باہری مُلکوں کے بھی آدمی بہت روپیہ خرچ
کرکے ہر سال آگرہ آیا کرتے ہیں۔ اُس کے دیکھنے سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہندوستان کی پُرانی کاریگری کا اچھا پتہ چلتا ہے۔ اور دل میں یہی بات پیدا ہوتی ہے کہ وہ کاریگر کتنے ہوشیار تھے جنہوں نے تاج محل ایسی خوبصورت اور مضبوط عمارت بناکر کھڑی کردی اور دُنیا کو یہ دکھلا دیا کہ ہندوستان کی کاریگری بڑے ہی اونچے درجے کی ہے +

تاج محل کے علاوہ اعتمادالدولہ کی عمارت بھی جو جمنا کے بائیں کنارے پر بنی ہے آگرہ کی مشہور عمارتوں میں سے ایک ہے اور دیکھنے کے لائق ہے۔ خاص شہر میں ایک بڑی جامع مسجد بنی ہوئی ہے جو ایک پُررونق عمارت ہے۔

آگرہ تاریخی شہر ہونے کے علاوہ ایک تجارتی شہر بھی ہے۔ یہاں اب بھی پتھر کی کاریگری کا کام نہایت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں دریاں، غالیچے اور قالین بہت مضبوط اور عمدہ بنتے ہیں اور باہر بھیجے جاتے ہیں۔ یہاں کا پیٹھا اور دال موٹھ مشہور ہے۔ آگرہ شہر بڑی ہی خوبصورتی سے بسایا گیا ہے۔ اِس میں اس وقت کئی کالج اور ایک یونیورسٹی بھی ہے۔ آگرہ میں ڈاکٹری سیکھنے کے لئے بھی ایک اچھا کالج ہے جسے میڈیکل کالج کہتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایسے کالج ہمارے صوبہ میں صرف دو ہی ایک شہروں میں ہیں -

مشق

۱- آگرہ کیوں مشہور ہے ؟
۲- تاج محل کس نے بنوایا تھا اور اُس کو بنے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ؟
۳- یہ عمارت کیوں بنوائی گئی ؟ اِس کے بنوانے میں کتنا روپیہ لگا ؟
۴- آگرہ کا مختصر حال اپنی زبان میں بیان کرو -

سبق - ۱۰

پٹواری اور اُس کے کاغذات

نقشہ   کھتونی   کھیوٹ   روزنامچہ

لڑکو ! تُم اپنے گاؤں کے پٹواری کو تو جانتے ہی ہوگے - پٹواری گاؤں کا وہ سرکاری نوکر ہے جو گاؤں کی کھیتی باڑی پیداوار اور زمین کے لگان کا سب حساب رکھتا ہے - جو آدمی اسکول کی پڑھائی ختم کرکے پٹوار گری کے امتحان کو پاس کرتا ہے اُسی کو ضرورت کے موافق ضلع کا کلکٹر پٹواری بناتا ہے -

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پٹواری کے پاس کچھ کاغذات ہوتے ہیں۔ اِن میں سے نقشہ۔ خسرہ۔ کھتونی۔ سیاہہ۔ روزنامچہ۔ کھیوٹ اور فرد احکام خاص ہیں۔ پٹواری پہلے اپنے گاؤں کا نقشہ تیّار کرتا ہے۔ ایک نقشے میں گاؤں کی آبادی۔ گاؤں کے رہنے والوں کے گھر۔ مندر۔ مسجد اسکول اور دوسری جگہیں دکھائی جاتی ہیں جسے

آبادی کا نقشہ کہتے ہیں۔ دوسرے نقشے میں اس گاؤں کے کھیت۔ جنگل۔ باغ۔ چراگاہ۔ ندی۔ نالے وغیرہ دکھلائے جاتے ہیں۔ اِسے زمین کا نقشہ کہتے ہیں۔ زمین کے نقشے میں کھیتوں کے نمبر دیے ہوتے ہیں۔ وہ سال میں دو تین بار کھیتوں کا معائنہ کرتا ہے اور اپنے نقشے کو ٹھیک کرتا ہے۔ اُس کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے جس میں وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نقشے کے مطابق کھیتوں اور اُن کے جوتنے والوں اور اُن کے جنسوں کو جو فصل پر بوئی جاتی ہیں درج کرتا ہے اسی میں وہ کھیتوں کا رقبہ اور اُن کا لگان بھی لکھتا ہے۔ اِسی کتاب کو خسرہ کہتے ہیں ؛

پٹواری کی دوسری کتاب وہ ہے جسے کھتونی کہتے ہیں۔ اُس میں ایک ایک کھتونی کا بیورا لکھا رہتا ہے اُس کے آدھے حصّے میں لگان بھی لکھا رہتا ہے جسے جمعبندی کہتے ہیں۔ جس کتاب میں کسانوں کے لین دین کا حساب لکھا جاتا ہے اُسے سیاہہ کہتے ہیں۔ سیاہہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس کسان نے کتنا لگان دیدیا ہے اور کتنا اُس پر باقی ہے۔ گاؤں کے زمیندار یا پٹّی داروں کا حساب جس کتاب میں لکھا جاتا ہے اُسے کھیوٹ کہتے ہیں۔ کھیوٹ سے ہم کو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس مکان یا پیڑ وغیرہ کے گر جانے پر اُس پر کس کا حق ہوگا۔ گاؤں کے پُرانے رواج کے مطابق کھیوٹ میں شرطیں لکھی جاتی ہیں۔ پٹواری اپنے پاس ایک ایسی بھی (کتاب) رکھتا ہے جس میں وہ گاؤں کی خاص خاص باتیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور اپنے کام کا حال لکھا کرتا ہے۔ اِسی کو روزنامچہ کہتے ہیں۔ اپنے افسروں یعنی قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ کے جو حُکم پٹواری کو ملتے ہیں اُن کو اپنی ایک دوسری کتاب میں جس کو وہ فردِ احکام کہتے ہیں لکھا کرتا ہے ؛

پٹواری کی ماہواری تنخواہ تیرہ[۱۳] روپیہ سے بیس[۲۰] روپیہ تک ہوتی ہے ؛

مشق

۱۔ پٹواری کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ پٹواری کے پاس کون کون سے کاغذات ہوتے ہیں ؟
۳۔ کھتونی اور خسرہ میں کیا فرق ہے ؟
۴۔ فردِ احکام میں پٹواری کیا لکھتا ہے ؟
۵۔ پٹواری کے پاس گاؤں کے کتنے نقشے ہوتے ہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۱۱

گاؤں کی صفائی اور تندرستی

تندرستی　نعمت　کُنجی

تندرستی آدمی کے لئے سب سے ضروری چیز ہے۔ کہا گیا ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ سچ مُچ تندرستی یا صحت زندگی ہر ایک طرح کی ترقی کی کُنجی ہے۔ اگر صحت نہیں ہے تو زندگی بھی کسی کام کی نہیں ہے۔ صحت ہی سے زندگی ہے۔ اِسی لئے آدمی کو ہمیشہ ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ اُس کی تندرُستی ٹھیک رہے اور وہ اچھّا رہے۔ کیونکہ جو آدمی تندرُست نہیں ہے یا جو کچھ نہ کچھ بیمار رہتے ہیں وہ اپنا کوئی بھی کام اچھی طرح نہیں کر سکتے۔ جس طرح ہر ایک آدمی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے کو تندرُست رکھے اُسی طرح مُلک کے سلطنت کرنے والے بادشاہ اور اُس کی سرکار کا (بھی) یہ فرض ہے کہ وہ ایسے طریقے کام میں لائے جن سے اُن کی رعایا ہمیشہ تندرُست رہ کر بادشاہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ملک کی ترقّی کے کام اچھّی طرح کر سکے۔ ہماری سرکار نے اِسی بات کا خیال کرکے ایک محکمہ ایسا کھول دیا ہے جس کا صرف یہی کام ہے کہ وہ ہر طرح سے رعایا کی تندرستی کے لئے برابر کوشش کرے۔ اس محکمہ کو پبلک ہلتھ ڈپارٹمنٹ یا محکمہ "حفظانِ صحت" کہتے ہیں۔ یہ محکمہ شہروں کے میونیسپلٹیوں اور قصبوں کے "ٹاؤن ایریا" کو ہی ان کے شہروں اور قصبوں کی صفائی اور تندرستی کی ترقی کرنے میں مدد نہیں دیتا بلکہ ملک کے گاؤں میں رہنے والوں کی تندرستی صحت اور صفائی کے بڑھانے میں بھی کافی مدد دیتا ہے۔ ملک میں پھیلنے والی ہیضہ۔ طاعون۔ چیچک اور اسی طرح کی دوسری بیماریوں کے روکنے کا کام اِسی محکمہ کے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہر ایک ضلع میں یہ محکمہ کھلا ہوا ہے۔ اور وہاں ایک میڈیکل افسر اپنے مددگار صفائی کے داروغہ کے ساتھ رہا کرتا ہے۔ اُس کا کام گاؤں اور شہروں کی تندرستی اور صفائی کی دیکھ بھال کرنا ہے۔ ہر ایک ضلع میں جیسی ضرورت سمجھی جاتی ہے ایک دو یا زیادہ ہسپتال بھی کھولے جاتے ہیں جن میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈاکٹر بیماروں کی دوا کرتے ہیں ÷

میڈیکل افسر اور اُس کے صفائی کے داروغہ گاؤں میں گھوم گھوم کر وہاں کی صفائی کا انتظام کرتے ہیں کیونکہ تندرستی کے لئے آب و ہوا کی صفائی بہت ضروری ہے۔ یہ لوگ گاؤں کے مُکھیا۔ مدرّس۔ زمیندار۔ چوکیدار اور پٹواری وغیرہ کو صفائی رکھنے کی سب ہی ضروری بات سکھایا کرتے ہیں۔ مدرسہ کے طالب علموں کو جو کچھ اونچے درجوں میں پڑھتے ہیں اور جن کی عمر کافی ہوتی ہے اُن کو یہ لوگ "بیمار کو کس طرح مدد دینی چاہیئے" اور "گاؤں کی آب و ہوا کے صاف رکھنے کا کیسے انتظام رکھنا چاہیئے" سکھایا کرتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ گاؤں میں رہنے والی دائیوں کو بھی اُن کی ضروری اور جاننے کے لائق باتیں سکھایا کرتے ہیں۔ ہر ایک گاؤں کے مُکھیا یا زمیندار۔ مدرّس اور پٹواری میں سے کسی ایک کے پاس خاص خاص بیماریوں کی خاص خاص دوائیں بھی اِس محکمہ کی طرف سے رکھوا دی جاتی ہیں۔ جیسے فصلی بخار کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لئے کونین - ہیضہ کی دوا - کنوؤں کے صاف کرنے کے لئے لال دوا اور اسی طرح کی کچھ اور تھوڑی تھوڑی دوائیں صفائی کے داروغہ دے آیا کرتے ہیں۔ اِن دواؤں کا دام گاؤں والوں سے نہیں لیا جاتا ہے

صفائی اور تندرستی کے طریقوں کے سکھانے کے لئے ہندی اور اُردو کی کچھ چھوٹی چھوٹی کتابیں بھی دیہاتوں میں پڑھے لکھے آدمیوں کو مُفت دی جاتی ہیں - چیچک اور طاعون سے بچنے کے لئے اس محکمے کی طرف سے کچھ آدمی ایسے رکھے جاتے ہیں جو گاؤں میں گھوم گھوم کر ٹیکہ لگاتے ہیں - چیچک کے ٹیکہ لگانے والے کو "وکسی نیٹر" کہتے ہیں - چیچک کا ٹیکہ لگوانے سے اس بیماری کا زور نہیں رہ جاتا - یہ محکمہ ہر ایک گاؤں میں ہونے والی پیدائش اور موت کا حساب رکھتا ہے - پیدائش کے حساب سے وکسی نیٹروں کو بچّوں کو ٹیکہ لگانے میں بڑی آسانی ہوتی ہے اور موتوں کے حساب سے اِس محکمہ کو بیماریوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

روکنے سے جو کامیابی ہوتی ہے اُس کا پتہ چل جاتا ہے۔

مشق

۱۔ محکمہ حفظانِ صحت کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ سرکار نے اُسے کیوں کھولا ؟
۳۔ محکمہ حفظانِ صحت کا کیا کام ہے ؟
۴۔ ”وِکسی نیٹر“ کسے کہتے ہیں ؟

سبق۔۱۲

اکبر

قبضہ۔ رحیم۔ عمدہ۔ قصور معاف کرنا۔ علم۔

اکبر بادشاہ کا نام ہندوستان میں مشہور ہے۔ وہ بڑا بہادر اور عقلمند تھا۔ اُس کے باپ کا نام ہمایوں تھا۔ جب یہ بارہ برس کا تھا تب اُس کے باپ کی موت اچانک سیڑھی سے پَیر پھسل جانے کی وجہ سے ہو گئی۔ باپ کے مرنے پر راج کا بوجھ اِس کے سر پر آ گیا۔ اِس نے بڑی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوشیاری سے اپنے راج کے دشمنوں کو دبانا شروع کیا مگر اُس کے بہت سے ایسے دشمن تھے جو چاہتے تھے کہ اکبر سے اُس کا راج چھین لیں۔ اِس لئے کئی بار اُسے اُن سے لڑنا پڑا۔ لیکن آخر میں اُس نے سب کو ہرا کر اپنا قبضہ کر لیا۔

اکبر نے راج کو مضبوط کرنے کے لئے راجپوتوں اور ایرانیوں کو اپنی فوج میں بھرتی کیا۔ راجپوت لوگ ہندوستان کی بہادر قوموں میں سے تھے۔ اِن لوگوں کو فوج میں بھرتی کرنے سے اکبر کی فوج اور بھی طاقتور ہو گئی۔ اکبر نے اِسی فوج سے پٹھانوں کو ہرایا اور اپنا راج جما لیا۔ ایسا کرنے میں اکبر کو بیس برس تک برابر لڑنا پڑا۔ پہلے پٹھانوں کا راج بہت بڑھا چڑھا تھا۔ جب اکبر گدی پر بیٹھا تھا تب صرف پنجاب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور آگرہ اور اودھ کا صوبہ اُس کے پاس تھا مگر دھیرے دھیرے اکبر نے سب پٹھان بادشاہوں کو جیت کر اپنا راج خوب بڑھا لیا اور اُسے مضبوط بھی بنا دیا +

اکبر بڑا رحیم بادشاہ تھا۔ ایک بار بادشاہ اکبر کے دشمن ہیموں نے ایک بڑی فوج لے کر اُس پر چڑھائی کی۔ اکبر کی فوج نے ہیموں کا مقابلہ کئی روز تک بڑی بہادری سے کیا اور آخر میں ہیموں کو ہرا کر پکڑ لیا۔ اکبر کے ایک سپاہی نے ہیموں پر ایک تیر چلایا جو ہیموں کی آنکھ میں جاکر لگا اور جس سے ہیموں اندھا ہو گیا۔ تب سپاہی اُسے پکڑ کر اکبر کے پاس لے آئے +

سپاہیوں نے اکبر سے کہا کہ حضور دشمن آپ کے سامنے ہے۔ آپ اپنے ہاتھ سے ماریئے۔ یہ اس وقت بالکل آپ کے بس میں ہے۔ آپ جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ سُن کر بادشاہ نے اُنھیں کیسا عمدہ جواب دیا کہ اِس وقت یہ گھائل ہو گیا ہے اور اپنے کو بچا نہیں سکتا۔ میں اِس وقت اِس پر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ اپنی پناہ میں آئے ہوئے دشمن پر وار کرنا بہادروں کا کام نہیں ہے۔ اکبر نے ہیموں کو نہ مارا بلکہ اُس کا قصور معاف کر کے اُسے چھوڑ دیا۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر بادشاہ کتنا بہادر اور رحیم تھا۔

اکبر علم کو بہت پیار کرتا تھا گو کہ وہ پڑھنا اور لکھنا نہ جانتا تھا۔ وہ ہر روز اچھی اچھی کتابیں دوسروں سے پڑھوا کر سُنا کرتا تھا۔ اُس کے دربار میں بہت سے عقلمند آدمی جمع رہتے تھے۔ اُن میں سے راجہ بیربل۔ راجہ ٹوڈرمل۔ راجہ مان سنگھ۔ ابوالفضل وغیرہ مشہور ہیں۔ اکبر اُن کی اچھی اچھی باتیں سُنا کرتا تھا اور اِسی طرح وہ اپنے علم اور عقل کو بڑھایا کرتا تھا۔

اکبر کبھی بیکار نہ بیٹھا کرتا۔ ہر وقت وہ کچھ نہ کچھ کام کرتا ہی رہتا تھا۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے بہت سی عمدہ چیزیں بنائی تھیں۔ ایک بار اُس نے جنگلی جانوروں کا شکار کرنے کے لئے ایک بندوق بنائی۔ وہ شکار کا بڑا شوقین تھا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسی بندوق سے اکثر شیر اور ہاتھی کا شکار کیا کرتا تھا +

اکبر اپنی رعایا پر بڑی مہربانی اور رعایت کرتا تھا۔ اُس وقت امیر لوگ غریبوں سے زبردستی روپیہ لے کر مالدار بن رہے تھے۔ جب اکبر کو یہ حال معلوم ہوا تب اُس نے امیروں کو ایسا ظلم کرنے سے روک دیا۔ جو کوئی کسی غریب کو ستاتا تھا وہ سخت سزا پاتا تھا۔ اکبر کے دربار میں امیر اور غریب سب کی پہنچ تھی۔ اُس کے دل میں سب کے لئے رحم اور انصاف تھا۔ وہ خوشامد ذرا بھی پسند نہ کرتا تھا +

اکبر اپنے زمانے کا بڑا ہی اچھا بادشاہ ہو گیا ہے۔ اُس کو سب کے مذہبوں کی چھان بین کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اُس کا خیال یہ تھا کہ دُنیا کی سب قومیں برابر ہیں۔ کیونکہ خدا ہی نے سب کو پیدا کیا ہے اور سب اُسی خدا کی کھوج میں لگی ہوئی ہیں +

اکبر شراب کبھی نہیں پیتا تھا اور وہ گوشت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھانا بھی ناپسند کرتا تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اپنے پیٹ کو جانوروں کی قبر بنانا اچھّا نہیں +

اکبر کو مکان اور قلعہ وغیرہ کے بنوانے کا بڑا شوق تھا۔ آگرہ۔ دہلی اور الہ آباد وغیرہ میں اس نے قلعے بنوائے اور کئی جگہ عمدہ عمارتیں بنوائیں +

بادشاہ اکبر زیادہ تر آگرہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ پُرانے زمانے میں دلّی مسلمانوں کا پایۂ تخت تھا لیکن اکبر کو دلّی پسند نہ آئی اِس لئے اُس نے اپنا پایۂ تخت آگرہ ہی میں بنا لیا۔ تب ہی سے آگرہ ایک مشہور شہر ہوگیا +

مشق

۱۔ اکبر کیسا بادشاہ تھا ؟

۲۔ کن وصفوں کی وجہ سے اکبر نے اِتنا نام پایا ؟

۳۔ اکبر کے رحم کی مثال دو ۔

۴۔ اکبر کو کِن کِن باتوں کا شوق تھا ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق-۱۳

جنگل اور چراگاہ

مُشکل ڈراؤنے موجود مفید آمدنی

لڑکو! یہ تو تم جانتے ہو کہ زمین کے اُس حصّے کو جنگل کہتے ہیں جہاں آپ ہی آپ بغیر کسی کے لگائے ہوئے بہت قسم کے پیڑ پودے کئی طرح کی بیلیں اور جھاڑیاں وغیرہ اُگتے ہیں اور جہاں سیار۔ لومڑی۔ بھیڑیا۔ ریچھ اور چیتے۔ باگھ وغیرہ رہتے ہیں۔ بعض جنگل تو اِتنے گھنے اور بڑے ہوتے ہیں کہ اُن میں آدمیوں کا جانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اور نہ تو اُن میں کوئی راستہ رہتا ہے اور نہ راستہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی آدمی اُن میں جاتا بھی ہے تو وہ جنگلی جانوروں سے بچ کر بہت مشکل سے آتا ہے +

ہمارے ملک میں پہلے اِس طرح کے گھنے اور ڈراؤنے جنگل بہت سے تھے لیکن اب اُن کی تعداد بہت کم ہو گئی ہے۔ سرکار کی طرف سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک محکمہ جسے "محکمہ جنگلات" کہتے ہیں کھول دیا گیا ہے۔ جو جنگلوں کا انتظام کرتا ہے۔ ریل۔ تار۔ نہر اور سڑکوں وغیرہ کے نکالنے میں بہت سے جنگل کاٹ کاٹ کر صاف کر دیئے گئے ہیں۔ پہاڑوں میں اب بھی کچھ گھنے جنگل موجود ہیں لیکن اُن کی تعداد بہت ہی کم ہے +

میدان میں جو گھنے جنگل تھے قریب قریب وہ سب اب صاف کردئے گئے ہیں۔ اور اس لئے نہ تو مسافروں کو جنگلی جانوروں کا ڈر رہ گیا ہے اور نہ اُن جنگلوں میں رہنے والے چور اور ڈاکوؤں کا۔ پہلے اُن کی وجہ سے مسافر آرام اور آسانی کے ساتھ سفر نہ کرسکتے تھے۔ اب تو اُنھیں جنگلوں کو کاٹ کاٹ کر سڑکیں ریلیں اور نہریں وغیرہ نکالی گئی ہیں اور لوگ آسانی سے سفر کرتے کراتے ہیں +

جنگلوں سے ہم کو جہاں اِس قسم کی تکلیفیں ہیں وہاں اُن سے ہمیں کئی فائدے بھی ہیں۔ جنگلوں سے ہمیں لکڑی مِلتی ہے جو ہمارے بہت کام

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آتی ہے۔ ہم جنگلوں ہی کی لکڑی جلاتے ہیں اور اپنے لئے جنگلوں کی لکڑی سے میزیں۔ کرسیاں تپائیاں وغیرہ کام کی بہت سی چیزیں بناتے ہیں، ہمارے گھروں میں جو دھنیاں۔ کیواڑے اور بلیاں وغیرہ لگتی ہیں وہ سبھی ہمیں جنگلوں کی لکڑی سے ملتی ہیں۔ لکڑی کے علاوہ جنگلوں سے ہم کو بہت قسم کی دوائیں بھی ملتی ہیں جو ہماری بہت سی بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ جنگلوں کے کٹ جانے سے اب بہت طرح کی جڑی بوٹیوں کا ملنا مشکل ہو گیا ہے۔

شہد۔ لاکھ۔ کتھا۔ گوند۔ چرونجی وغیرہ کام کی چیزیں بھی ہمیں جنگلوں سے ہی ملتی ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ جنگلوں سے یہ ہے کہ اُن کی وجہ سے مُلک کی ہوا بہت صاف رہتی ہے کیونکہ جیسا بڑے بڑے آدمیوں کا کہنا ہے درخت سے وہ ہوا نکلتی ہے جو ہماری تندرستی کے لئے ضروری اور مفید ہے اور درخت اُس طرح کی ہوا کو کھینچ لیتے ہیں جس سے ہماری تندرستی کو نقصان پہنچتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہی وجہ تھی کہ ہمارے ملک میں جب جنگل بہت تھے تب ہوا بہت صاف رہتی تھی اور بہت سی ایسی بیماریاں جنھوں نے اب یہاں اپنا گھر بنا لیا ہے نہ پھیلتی تھیں *

جنگلوں سے زمین کو بھی بہت بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر جنگلی درختوں کی گری ہوئی پتّیاں اکٹھی کر کے سڑائی جائیں اور اُن کی کھاد بنائی جائے تو اُس سے بہت سی زمین زرخیز ہو جائے۔ برسات کا بہت سا پانی جنگل سوکھ لیا کرتے ہیں۔ جس سے زمین کے اندر بہت دور تک نمی پھیل جاتی ہے اور اُسے زرخیز بنا دیتی ہے۔ جنگلوں سے باڑھ کم ہو جاتی ہے کیونکہ برساتی پانی کے بہت سے حصّے کو جنگل روک لیتے ہیں اور دریاؤں تک نہیں پہنچنے دیتے۔ کچھ بڑے لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ جنگلوں سے بارش کو بھی مدد ملتی ہے *

محکمہ جنگلات جہاں گھنے جنگلوں کو کاٹ کاٹ کر صاف کرتا ہے وہاں وہ جنگل لگاتا اور اُس کی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حفاظت بھی کرتا ہے۔ ہاں وہ جنگلوں کو ایسا نہیں رہنے دیتا کہ اُن میں جنگلی جانوروں اور چور ڈاکوؤں کا ایک اچھا اڈا بنا رہے جس سے لوگوں کو فائدے کی بہ نسبت نقصان زیادہ ہو۔ جنگلوں سے سرکار کو بڑی آمدنی ہے۔ پہلے جو آدمی چاہتا تھا وہی اپنے لئے لکڑی وغیرہ وہاں سے لے جاتا تھا لیکن اب یہ جنگل ٹھیکے پر اُٹھا دئے جاتے ہیں اور تب لوگ دام دے کر وہاں سے لکڑی وغیرہ لا سکتے ہیں۔ اس طرح سرکار کو اچھی آمدنی ہوتی ہے اور جنگلوں ہی سے کاغذ بنانے کے لئے لکڑی کا گودا اور دیا سلائی وغیرہ کے لئے لکڑی آتی ہے ٭

جنگلوں کی بہ نسبت ہمارے مُلک میں چراگاہوں کی بڑی ضرورت ہے۔ چراگاہ زمین کے ایسے لمبے چوڑے میدان کو کہتے ہیں جس میں چوپایوں کے کھانے کے لئے خوب گھاس پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں اب لمبے چوڑے بڑے بڑے چراگاہوں کی دھیرے دھیرے بڑی کمی ہوتی جا رہی ہے جس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے ہمیں کافی نقصان ہو رہا ہے - ہمارے جانوروں کو اچھی گھاس نہیں ملتی اور اسی سے کمزور ہو کر وہ فائدہ نہیں پہنچا سکتے - جنگلوں میں بھی گھاس پیدا ہوتی ہے - لیکن جنگلوں کو چراگاہ نہیں کہہ سکتے ٭

چراگاہوں میں لمبی چوڑی گھاس خوب پیدا ہوتی ہے - اُسے کاٹ کر اکٹھا کرتے ہیں اور اُس کے بڑے بڑے گٹھوں کو تاروں سے باندھ کر گھاس کے گوداموں میں رکھتے ہیں - یہی گھاس فوج کے جانوروں - گھوڑے - خچروں وغیرہ کے کام آتی ہے - اور جب ملک میں کہیں قحط پڑ جاتا ہے اور جانوروں کے لئے گھاس نہیں رہ جاتی تب یہ گھاس سرکار کی طرف سے تھوڑے داموں پر بیچی جاتی ہے - گھاس کی کئی ایک ایسی قسمیں بھی ہیں جن سے ہمارے فائدے کی کئی چیزیں بنائی جاتی ہیں - بہت سے چراگاہ ٹھیکے پر اُٹھا دئے جاتے ہیں اور اس طرح اُن سے بھی سرکار کو کافی آمدنی ہو جاتی ہے - چراگاہ جنگلوں اور پہاڑوں میں بھی ہوتے ہیں اور میدانوں میں بھی - ہرن وغیرہ چراگاہوں کے پاس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت رہا کرتے ہیں ÷

مشق

۱- جنگل سے کیا فائدہ ہے ؟
۲- جنگلوں کے رہنے سے کیا نقصان ہے ؟
۳- محکمہ جنگلات کا کیا کام ہے ؟
۴- چراگاہ کسے کہتے ہیں ؟
۵- سرکار کو اس سے کیا فائدہ ہے ؟

سبق-۱۴

جمشید جی نوشیرواں جی ٹاٹا

خیرات - بدولت - تجارت - سفر - دولتمند - عمل کرنا

جمشید جی نوشیرواں جی ٹاٹا بھی ہندوستان کی ترقی چاہنے والوں میں سے ایک تھے۔ ہندوستان کے سوداگر اُن کو اپنا سردار مانتے تھے - اُن کا اثر صرف تجارتی لوگوں پر پڑا ہو یہ بات نہیں ہے۔ بلکہ ہندوستان کے سبھی لوگوں پر اُن کا اثر پڑا اور سب لوگ اُنھیں بڑی محبّت کی نگاہ سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھتے اور اُن کی عزّت کرتے تھے۔ غریبوں کو بے انتہا مال خیرات کرتے تھے کہ آج بھی ہندوستانی لوگ اُنھیں سخی جمشید جی نوشیروان جی ٹاٹا کہہ کر پکارتے ہیں۔ اُن میں بہت سی ایسی خوبیاں تھیں جن کے مطابق چلنے اور عمل کرنے سے ہمیں بہت کچھ فائدہ ہو سکتا ہے۔ یوں تو دُنیا میں مال و دولت بہتوں کے پاس ہے اور بہتیرے دولتمند آدمی ہیں لیکن وہی آدمی دولت مند اور اچھا سمجھا جاتا ہے جو اپنے مال و دولت کو لوگوں کی بھلائی کے کاموں میں خرچ کرے۔ جمشید جی نوشیروان جی ٹاٹا ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔ اُنھوں نے اپنی دولت کو اِس طریقے سے خرچ کیا ہے کہ ہندوستان کی تجارت بہت بڑھ گئی ہے اور اُس کی بدولت لاکھوں غریب آدمیوں کا پیٹ پلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک ٹاٹا کا نام لوگوں کی زبان پر ہے ؂

صوبہ گجرات میں نوساری ایک مشہور جگہہ ہے وہیں جمشید جی کی پیدائش ہوئی تھی۔ بچپن میں تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ نوساری کے اسکول میں پڑھتے لکھتے رہے لیکن جب اُن کی عمر تیرہ ۱۳ برس کی ہوئی تب وہ بمبئی گئے اور وہاں پڑھنے لگے۔ تین چار برس تک اُنھوں نے کالج میں پڑھا۔ لیکن اُن کا دل تجارت میں زیادہ لگتا تھا۔ اس لئے اسکول اور کالج کی پڑھائی کو چھوڑ کر وہ اُنیس ہی برس میں اپنے باپ نوشیرواں جی کے کارخانہ (دفتر) میں تجارت کا کام کرنے لگے۔ وہاں پر رہتے ہوئے اپنی تجارت کی سبھی باتیں بہت جلد سیکھ لیں۔ آپ کا بچپن سے ہی یہ خیال تھا کہ ہمارے ملک کی بھی اگر ترقی ہو سکتی ہے تو وہ صرف تجارت ہی کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے ٭

آج کل بہتیرے لوگ اپنے ملک کے مال کو دوسرے ملکوں میں بھیج کر اور دوسرے ملکوں کے مال کو اپنے ملک میں منگا کر بیچنے کو تجارت سمجھتے ہیں۔ اس طرح کی تجارت سے روپیہ تو ضرور ملتا ہے لیکن ملک کو زیادہ فائدہ نہیں ہوتا۔ جمشید جی نوشیرواں جی ٹاٹا نے تجارت کی خوبیوں کو جاننے کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دوسرے ملکوں کا سفر کیا اور وہاں جاکر یہ سیکھا
کہ کن طریقوں سے یا نئے ڈھنگوں سے تجارت
کا کام کیا جائے کہ محنت اور روپیہ تو کم لگے مگر
فائدہ خوب ہو ÷

ہندوستان کی تجارت کا لگاؤ چین سے دیکھ کر
اُنھوں نے چین میں بھی ٹاٹا کمپنی کے نام سے
ایک بڑی دُکان کھولی جس میں اُنھیں بڑی کامیابی
ہوئی - یہ دیکھ کر اِسی طرح کی دُکانیں جاپان
ہانگ کانگ - فرانس اور امریکہ وغیرہ میں بھی
آپ نے کھولیں - ٹاٹا نے اپنی عقلمندی سے تجارت
میں بہت دولت پیدا کی - ٹاٹا میں ایک بڑا وصف
یہ تھا کہ جب وہ کسی کام کو شروع کرنا چاہتے
تھے تو پہلے ہی اُس کی پوری پوری جانچ کر لیتے
تھے - جب اُن کا خیال کپڑوں کے کارخانوں کی طرف
گیا تب وہ خود "لنکا شائر" گئے اور وہاں کچھ زمانہ
تک رہ کر اُنھوں نے اُن کے متعلق سب ضروری
باتوں کو حاصل کر لیا - ولایت سے لوٹ کر
اُنھوں نے اِس بات کی جانچ کی کہ بڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کارخانوں کے لائق کون سا مقام اچھّا ہے۔ بہت دنوں تک ہندوستان میں گھومنے کے بعد اُنھوں نے ناگپور کو پسند کیا اور وہیں اپنی "امپیریل" نام کی ایک مِل کھول دی۔ اُس مِل نے ملک میں بڑا نام پیدا کیا۔ ٹاٹا جی میں لائق آدمیوں کے پہچاننے کا اچھا مادّہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کے مِل کو تھوڑے ہی وقت میں اِتنی اچھی کامیابی حاصل ہو سکی +

دوسرا کام ٹاٹا نے ہندوستان میں روئی کی کھیتی کے بارے میں کیا۔ مہین کپڑوں کے لئے ایسی روئی ٹھیک ہوتی ہے جس کے ریشے خوب باریک اور لمبے ہوں۔ ساتھ ہی وہ جلدی نہ ٹوٹ سکتے ہوں۔ اِسی لئے ٹاٹا نے خاص طور سے ایسی روئی کی کھیتی کئی جگہوں پر کرائی اور اُن سے لمبے لمبے دھاگوں کے نکالنے کی کوشش کی کیونکہ بغیر پتلے اور لمبے دھاگوں کے باریک کپڑا نہیں بُنا جا سکتا۔ پہلے تو لوگوں کا یہ خیال تھا کہ ٹاٹا جی اِس بات میں کامیاب نہ ہوں گے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لیکن ٹاٹا جی نے اپنی لگاتار محنت اور کوشش سے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارے ملک میں بھی اِس طرح کی روئی کی کھیتی کی جا سکتی ہے جس سے لمبے دھاگے نکل سکیں اور اُن سے ایک باریک کپڑا بُنا جا سکتا ہے۔ تب تو سبھی لوگ اُن کی دل سے مدد اور تعریف کرنے لگے ÷

ٹاٹا جی نے ہندوستان میں لوہے کی کانوں کی بھی کھوج کرائی اور اُن کانوں سے بہت عمدہ لوہا نکلوا کر سارے ملک کو دینا شروع کر دیا اور آجکل اُن کا کارخانہ بڑی ترقّی پر ہے جو "ٹاٹا آئرن ورکس" کے نام سے مشہور ہے۔ ٹاٹا کمپنی کا لوہا جیسا مضبوط ہوتا ہے ویسا اور کسی کمپنی کا نہیں ہوتا۔ ریل کی پٹریاں، گاڈریں، لوہے کی چادریں وغیرہ جتنی بھی چیزیں ہمارے مکانوں کے کاموں میں آتی ہیں سب کی سب اِسی کمپنی میں تیار کی جاتی ہیں۔ ٹاٹا کو کاریگری اور دستکاری کی تعلیم سے بھی بڑی محبّت تھی۔ اس قسم کی تعلیم کے لئے اُنھوں نے بمبئی کی سرکار کو تیس لاکھ روپۓ کی جائداد سونپ دی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس سے اسکول کھولے جائیں۔ جس میں بچّوں کے لئے
کاریگری اور دستکاری کی تعلیم کا اچّھا بندوبست ہو
سرکار سے ٹاٹا نے خاص طور پر یہ قاعدہ بنوا دیا کہ
اِن اسکولوں میں بچّوں کو دستکاری کی تعلیم ضرور دی جائے
لڑکو! اِس بیان سے تم کو یہ پتہ چل گیا ہوگا کہ
ٹاٹا جی نے اپنی تجارت ہی کی بدولت ملک کی
بھلائی کے لئے کیسے اچھّے کام کئے +

ہمارے ملک کو ایسے ہی سخی آدمیوں کی ضرورت
ہے۔ جو لوگ صرف اپنے ہی پیٹ بھرنے کا
خیال رکھتے ہیں وہ دُنیا میں کسی کام کے آدمی
نہیں ہیں۔ اُن کو سب کوئی خود غرض اور بُرا سمجھتے
ہیں۔ آدمی وہی ہے جو اپنی بھلائی کرتا ہوا اپنے ملکی
بھائیوں کی بھی بھلائی کرے۔ دولتمند وہی ہے
جس کی دولت ملک کی بھلائی میں لگے۔

پینسٹھ برس کی عمر میں ۱۹۰۴ء میں ٹاٹا جی کا
انتقال جرمنی "نیو ہوم" گاؤں میں ہوا۔ جس وقت
ٹاٹا کے انتقال کی خبر ہندوستان میں آئی اُس وقت
ملک میں بہت ہی افسوس منایا گیا۔ اب اُن کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکوں کی دیکھ بھال سے کمپنیوں کا کام چل رہا ہے +

مشق

۱۔ ٹاٹا کی سوانح عمری سے تمھیں کیا نصیحت ملتی ہے ؟

۲۔ ٹاٹا نے کون کون سے کام کیئے ؟

۳۔ ٹاٹا جی کے بچپن کا حال بتاؤ ۔

۴۔ معنی بتاؤ اور جملے بناؤ ۔

نام زبان پر رہے ۔پیٹ پالنا ۔ نام پیدا کرنا ۔ دیکھ بھال ۔

سبق ۔۱۵

کاشتکاری کی خاص باتیں

خزانہ کاشتکاری وصول محکمہ نیلام

اراضی موروثی مالگذاری

لڑکو! کھیتی کے کرنے کی بابت جوتائی بوائی وغیرہ جو ضروری باتیں ہیں اُنھیں تو تُم نے تھوڑا تھوڑا جان ہی لیا ہے ۔اَب ہم تمھیں کاشتکار اور کاشتکاری سے نسبت رکھنے والی وہ باتیں بھی بتلانا چاہتے ہیں جن کا جاننا تمھارے لئے بہت ضروری ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ جو آدمی کھیتی کرتا ہے اُسے کاشتکار کہتے ہیں۔لیکن تمھیں یہ نہیں معلوم ہے کہ کاشتکاری کی اور ضروری باتیں کیا ہیں۔دیکھو وہ زمین جو کھیتی کے لئے دوسرے کو لگان پر اُٹھا دی جاتی ہے یا اپنی طرف سے اپنی کاشتکاری کے لئے الگ رکھ لی جاتی ہے۔آراضی کہلاتی ہے۔ کسی جوتی یا بوئی ہوئی زمین کو بھی تم آراضی کہہ سکتے ہو +

جو آدمی کسی گاؤں کی کُل زمین یا اُس کے کسی حصّے کا مالک ہو کر اپنی زمین لگان پر دوسرے لوگوں کو جوتنے یا بونے کے لئے پٹّہ لکھ کر دیتا ہے اور اُس زمین کا لگان وصول کر کے سرکاری خزانے میں مالگذاری جمع کرتا ہے زمیندار کہلاتا ہے۔ عام طور سے کسی گاؤں کی زمین کے مالک کو زمیندار کہتے ہیں +

اگر کسی گاؤں کی زمین کئی حصّوں میں بٹی ہوئی ہے اور اُن حصّوں کے کئی مالک ہیں تو اُن حصّوں میں سے ہر ایک حصّے کو پٹّی اور اُس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے مالک کو پٹّی دار کہتے ہیں - اگر اِن پٹّیوں اور پٹّی داروں کو سرکار نے اپنی طرف سے الگ الگ کر دیا ہے تو یہ پٹّی دار مکمّل ہیں - اور اگر پٹّی داروں نے آپس ہی میں اپنے اپنے حصّے علیٰحدہ کر لئے ہیں تو وہ نامکمّل کہلاتے ہیں ؀

کسی گاؤں کے اُس حصّے کو جسے سرکار نے ایک نمبردار کے ہاتھ میں رکھ دیا ہے ایک محال کہتے ہیں - ایک گاؤں میں کئی محال ہو سکتے ہیں - اور جب محالوں سے ایک آدمی ایسا مقرر کیا جاتا ہے جو کُل سرکاری مالگذاری کو سیدھے سرکاری خزانے میں داخل کرتا ہے اُسے نمبردار کہتے ہیں ؀

کاشتکار یا اسامی جو روپیہ زمیندار کو کرائے کے طور پر کھیت یا کھیتوں کے جوتنے بونے کے لئے دیتا ہے اُسے لگان کہتے ہیں اور وہ رقم جو زمیندار یا نمبردار سرکاری خزانے میں داخل کرتا ہے مالگذاری کہلاتی ہے ؀

جو آدمی زمیندار سے پٹّہ لکھا کر زمین لیتا ہے اُسے پٹّے دار کسان کہتے ہیں اور اس پٹّے دار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے جو آدمی کھیتی کے لئے زمین لیتا ہے اُسے شکمی کاشتکار کہتے ہیں۔ اُس آدمی کو جسے کسی طرح کی خدمت وغیرہ کی وجہ سے زمین مُفت دے دیجاتی ہے اور جو اُس زمین کا ہمیشہ کے لئے مالک ہوتا ہوا بھی لگان نہیں دیتا اُسے معافیدار کہتے ہیں +

جو کاشتکار کسی زمین کو لگان پر جوتتا بوتا ہے اور بارہ سال کے اندر بے دخل کیا جاتا ہے وہ غیر دخیل کار کہلاتا ہے۔ لیکن جو بارہ سال تک بغیر پٹے کے کسی زمین پر دخل رکھتا یا جوتتا بوتا رہتا ہے اور بے دخل نہیں کیا جاتا اُسے دخیل کار کہتے ہیں اور زمین پر اُسے حق دخیل کاری مل جاتا ہے۔ جب یہ حق دخیل کاری کسی آدمی کو اپنے باپ دادا سے ملتا ہے تب وہ حق موروثی ہو جاتا ہے اور وہ حق دار موروثی کاشتکار کہلاتا ہے۔ اُس کی زمین موروثی کہی جاتی ہے۔ جو کاشتکار حق دخیل کاری رکھتے ہیں اور بندوبست استمراری کے وقت سے زمیندار کو ایک ہی لگان دیتے چلے آتے ہیں وہ شرح معیّن کاشتکار کہلاتے ہیں۔ ایسا کاشتکار جس کا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حق کسی نیلام یا مال کی عدالت کے فیصلوں سے بدلا جا سکتا ہے اور جس کی کُل آراضی کے کسی حصّے میں کوئی دخیل کار ہوتا ہے اُسے ساقط الملکیت کاشتکار کہتے ہیں ۔

زمیندار کی وہ زمین جسے وہ خود جوتتا اور بوتا ہے اور جس کی مدّت بارہ سال سے کم ہوتی ہے خود کاشت کہلاتی ہے لیکن اگر کسی زمین کے جوتنے اور بونے کی مدّت بارہ سال سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اُسے سیر کہتے ہیں ۔

اب تمھیں کاشتکار اور زمیندار کے بارے میں ضروری باتیں معلوم ہو گئی ہونگی۔ اِن باتوں کو تمھیں یاد رکھنا چاہیئے اور خاص کر اُن لڑکوں کو تو اِنھیں ضرور یاد رکھنا چاہیئے جن کے یہاں کھیتی ہوتی چلی آتی ہے ۔

مشق

۱۔ شکمی کاشتکار کسے کہتے ہیں ؟
۲۔ پٹی دار اور زمیندار میں کیا فرق ہے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳- مالگذاری اور لگان کا فرق بتاؤ-

۴- دخیل کاری اور موروثی کیا ہے ؟

۵- پٹّے دار اور پٹّی دار میں کیا فرق ہے ؟

سبق-۱۶

قیصر ہند جارج پنجم

ملکہ قیصر ہفتم شاہنشاہ مہربانی

جلسہ سلوک اصلاح روزبروز

یہ ملکہ وکٹوریہ کے پوتے اور ایڈورڈ ہفتم کے بیٹے ہیں۔ اِس وقت یہ انگلینڈ کے بادشاہ اور ہندوستان کے شاہنشاہ ہیں۔ اِن کا راج اِن دونوں ملکوں کے علاوہ اور بھی بہت سے ملکوں میں ہے شاہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے دو لڑکے تھے۔ بڑے لڑکے ولی عہد جارج البرٹ تھے۔ اُن کی موت کے بعد اُن کی جگہ پر اِنھیں کو تخت مِلا۔ اِسی سے اِنھیں لوگ جارج پنجم کے نام سے پکارتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جب ولی عہد جارج کچھ بڑے ہوئے تو اُن کو مذہبی تعلیم دی جانے لگی۔ اِسی کے ساتھ انگریزی بھی پڑھائی گئی۔ شاہزادہ کی ماں ملکہ الیگزنڈرا کو اپنے لڑکوں کی تعلیم کا بڑا خیال تھا۔ وہ اُن کو

اکثر یہ نصیحت کیا کرتی تھیں کہ عام لوگوں سے بھی ہمیشہ محبّت اور مہربانی کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ اُن کا یہ بھی حکم تھا کہ شاہزادوں کو ہمیشہ سادے کپڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پہننے چاہیئے۔ اُن کے چال چلن پر بھی بہت دھیان رکھا جائے +

جس وقت دونوں شاہزادے بارہ یا تیرہ سال کے ہوئے تو وہ فن جہاز رانی سیکھنے کے لئے بھیج دئے گئے۔ دونوں بھائیوں نے کئی سال تک جہاز پر کام سیکھا اور بہت سے ٹاپوؤں اور ملکوں کی سیر بھی کی۔ اس کے بعد بڑے شاہزادے تو فوجی تعلیم کے لئے فوج میں بھیجدئے گئے اور شاہنشاہ جارج پنجم جہاز ہی پر کام سیکھتے رہے کیونکہ اُن کا دل جہازی تعلیم اور کام میں بہت زیادہ لگتا تھا۔ جارج پنجم بہت زمانہ تک سمندر ہی میں رہے اور جہازوں میں چھوٹے بڑے سبھی طرح کے کام سیکھتے رہے +

شاہزادے جارج پنجم ابھی جہازی زندگی آرام کے ساتھ بسر کر رہے تھے کہ یکایک اُن کے بڑے بھائی مر گئے۔ آپ کو اپنے بڑے بھائی سے بڑی محبت تھی۔ اُن کی موت سے آپ کو بہت افسوس ہوا۔ تب آپ کو لندن واپس بُلا لیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۶ر جولائی ۱۸۹۶ء میں شاہزادہ جارج کی شادی شاہزادی میری کے ساتھ ہوئی۔ شادی کے وقت ملکہ وکٹوریہ الیگزنڈرا اور شاہنشاہ ایڈورڈ موجود تھے۔ ملکہ میری شاہی خاندان کے ایک بہت بڑے رئیس ڈیوک آف ٹیک کی لڑکی ہیں اور خوب پڑھی لکھی عقلمند اور شاہی کاموں میں ہوشیار ہیں۔ اپنی رعایا پر بھی آپ بڑی مہربانی رکھتی ہیں +

جنوری ۱۹۰۱ء کو ملکہ وکٹوریہ کی موت ہوگئی۔ اُن کے بعد اُن کے بڑے لڑکے ایڈورڈ ہفتم گدی پر بیٹھے اور شاہزادے جارج پنجم ساری برٹش سلطنت کے ولی عہد بنا دئے گئے۔ اپنے باپ کے وقت میں آپ نے اپنی رعایا کی حالتوں کو جاننے کے لئے اپنے سبھی ملکوں کے گھومنے کا ارادہ کیا۔ پہلے پہل آپ آسٹریلیا گئے اور وہاں سے گھومتے ہوئے افریقہ پہنچے اور وہاں سے اچھی طرح گھوم چکنے پر ۱۹۰۵ء میں آپ ہندوستان آئے۔ یہاں پر آپ کی بڑی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دھوم دھام سے خوش آمدید اور عزّت ہوئی۔آپ کی مہمانداری میں ایک بہت بڑا دربار کیا گیا۔ سارے ملک میں گھوم کر ۱۹۰۶ء میں آپ ولایت لوٹ گئے ÷

۱۹۱۰ء میں آپ کے باپ شاہنشاہ ایڈورڈ کی موت ہو گئی۔ اُن کے بعد آپ کے ہاتھ میں راج کی باگ ڈور سونپی گئی۔ ۲۲ جولائی ۱۹۱۱ء کو لندن میں آپ کے گدّی پر بیٹھنے کا بہت بڑا جلسہ کیا گیا اور ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء کو آپ پھر ہندوستان آئے اور دلّی میں آکر آپ نے ایک بہت بڑا دربار کیا۔ اِسی دربار میں آپ کے سر پر ہندوستان کا شاہی تاج رکھا گیا۔ آپ نے تب ہی دلّی کو ہندوستان کا پایۂ تخت بنا دیا اور رعایا کو اپنے رحم دلی کا ثبوت دیا۔ شاہنشاہ جارج کو ہندوستان کے ساتھ بہت محبت ہے۔ آپ نے یہ نہ چاہا کہ تاج پوشی کی خوشی کو صرف انگلینڈ ہی میں منایا جائے بلکہ آپ نے اپنی ہندوستان کی پیاری رعایا کو بھی خوش کرنے کے لئے خود ہندوستان

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں آکر تاج پوشی کا جلسہ کیا۔ یہ جلسہ اِتنا اچھا ہوا کہ لوگ اُس کی یاد اب تک کیا کرتے ہیں۔

ہندوستان میں شاہنشاہ جارج پنجم کی طرف سے ایک وائسرائے رہتے ہیں جو اُن کی جگہ پر ملک کا انتظام کرتے ہیں۔ وائسرائے پانچ برس کے لئے یہاں آتے ہیں اور پھر انگلینڈ لوٹ جاتے ہیں۔ اُن کی جگہ پر پھر دوسرے وائسرائے بھیجے جاتے ہیں۔ وائسرائے کو بڑا لاٹ یا گورنر جنرل بھی کہتے ہیں۔ یہی ہندوستان کے سب سے بڑے مالک سمجھے جاتے ہیں۔ آج کل ہمارے وائسرائے لارڈ ولنگڈن صاحب ہیں جو رعایا کو بہت پیارے ہیں ✤

شاہنشاہ جارج پنجم کی حکومت سے رعایا بہت خوش ہے۔ سب کے ساتھ ٹھیک برتاؤ یا اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ جارج پنجم نے رعایا کے آرام کے لئے رعایا کو بہت سے نئے نئے اختیار بھی دئے ہیں جن سے اُس کی اصلاح ہو رہی ہے۔ اِن کے زمانے میں تعلیم کی بڑی ترقی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوئی ہے اور روز بروز ہوتی جا رہی ہے ؂

مشق

۱۔ جارج پنجم ہند میں کتنی دفعہ آئے اور یہاں آکر کیا کام کئے ؟

۲۔ یہ ہندوستان میں کس طرح راج کرتے ہیں ؟

۳۔ جارج پنجم کا مختصر حال بیان کرو۔

۴۔ معنی بتاؤ اور جملے بناؤ :۔
چال چلن ۔ دیکھ بھال ۔ روز بروز ۔

سبق ۔ ۱۷

باغ لگانا

لان محراب خوشنما باغبانی دیکھ بھال

لڑکے جب باغیچے میں چاروں طرف گھوم چکے تب وہ آکر اُس گول چبوترے پر بیٹھ گئے جو باغیچے کے بیچ میں بنا ہوا تھا اور جہاں سے تمام باغیچے کی بہار دکھلائی دیتی تھی۔ پنڈت جی نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لڑکوں سے کہا کہ تُم لوگ باغیچہ تو گھوم چُکے اب ذرا اِس کے بارے میں کچھ باتیں ہم سے سُن کر سیکھ لو۔ یہ باتیں تمھارے بڑے کام کی ہوں گی۔ موہن نے کہا۔ پنڈت جی! پہلے یہ تو بتا دیجئے

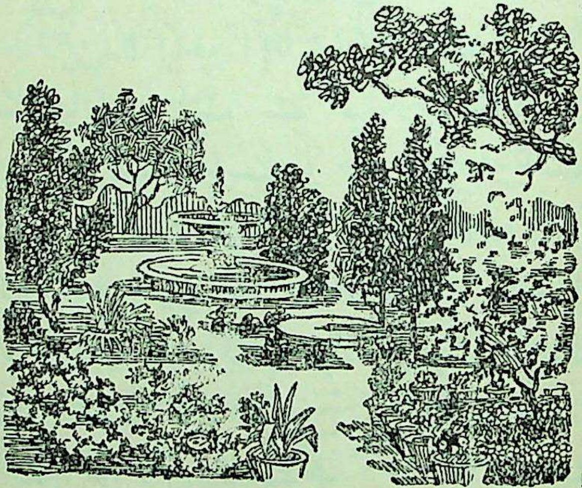

کہ باغیچہ کہاں اور کیسے لگانا چاہئے۔ پنڈت جی نے کہا۔ شاباش موہن۔ تُم نے تو میرے دل کی بات جان لی۔ میں تمھیں یہی بتانے جا رہا تھا۔ اچھّا سُنو۔ دیکھو باغیچہ لگانا آسان کام نہیں ہے۔ جس طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھیتی کے لئے اچھی زمین کی ضرورت ہوتی ہے
اُسی طرح باغیچہ لگانے کے لئے بھی اچھی زمین
کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اگر زمین ہی اچھی نہ ہوگی
تو پودے کیسے اُگیں گے اور جب پودے ہی
نہ اُگیں گے تو باغیچہ کہاں سے لگے گا ÷

زمین کا ایک اچھا سا ٹکڑا لے کر ہمیں پہلے
اُسے چاروں طرف سے گھیر دینا چاہئے جس سے
اُس کے اندر چوپائے یا جانور پہنچ کر اُگے ہوئے
پودوں کو برباد نہ کر سکیں۔ جہاں تک ہو سکے
وہاں تک باغیچے کے چاروں طرف ایک چھوٹی سی
چار دیواری بنوا دینا چاہئے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو
چاروں طرف کٹیلے پیڑوں کی جھاڑیاں یا تاروں
کی جالی لگوا دینی چاہئے ÷

اب زمین کو خوب تیار کرنا چاہئے۔ اُس میں
اگر کنکر پتھر یا جھاڑیاں ہوں تو انھیں صاف کر
دینا چاہئے۔ پھر زمین کو خوب برابر کر کے کھاد
سے زرخیز بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔
اِس بات کا ہمیشہ خیال رہے کہ باغیچے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیچ میں یا اُس کے پاس کسی جگہ پر کم سے کم ایک کُنواں ضرور ہو کہ جس سے پانی آسانی سے اچھی طرح پہنچ سکے۔کیونکہ بغیر پانی کے باغیچے کا کام نہیں چل سکتا۔جن شہروں میں پانی کے نل لگے ہوئے ہیں وہاں کُنوئیں کے بجائے باغیچے میں نل لگوائے جا سکتے ہیں لیکن کنوئیں کا ہونا ہر حالت میں سب جگہ اچھا اور ضروری ہے ﴿

زمین کے تیّار ہو جانے پر لڑکو! اِس بات کا ہمیشہ خیال رکھو کہ تمھیں باغیچے میں کچھ جگہ گھومنے پھرنے اور بیٹھنے کے لئے ملے۔ پودوں کے لگانے سے پہلے باغیچے کی زمین کو اپنی طبیعت کے مطابق کئی حصّوں میں بانٹ لینا چاہیئے اور اُس میں راستے اور بیٹھنے اُٹھنے کے لئے چبوترے وغیرہ بنوا لینے چاہیئے۔راستے زمین سے ایک یا آدھ فٹ اونچے اور کم سے کم دو گز چوڑے رہیں۔اُن کے دونوں طرف پانی جانے کے لئے نالیاں بھی بنی ہوں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اگر کسی راستے کو کاٹ کر پانی کے جانے کی ضرورت ہو تو نل یا پتھروں سے بنی ہوئی نالی کا رکھنا اچھا ہوگا۔ راستوں پر سرخ مٹی یا چھوٹے چھوٹے کنکروں کی بجری بچھوانا چاہیئے ؎

اس سے راستے خوبصورت اور مضبوط رہینگے۔

تھوڑی سی زمین پر ہری ہری دوب لگوانا اچھا ہے۔ یہ زمین کھیلنے اور بیٹھنے اُٹھنے کے کام میں آئیگی۔ ایسی ہری زمین کو عام طور سے لوگ لان کہتے ہیں جو انگریزی زبان کا لفظ ہے۔ لان پر اکثر لوگ پتھر یا لکڑی کی بنچیں بیٹھنے کے لئے رکھا کرتے ہیں۔ اس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیئے کہ باغ کی کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں پہنچنے کے لئے کوئی راستہ نہ ہو۔ باغ میں قاعدے اور سہولت کے ساتھ سب طرف راستوں کا ایک جال سا رکھنا چاہیئے ؎

کچھ لوگ باغیچے کے اندر پنکھا اور روشنی کے لئے لان یا چبوترے پر کھمبے بھی بنواتے ہیں۔ اور باغ کے کسی حصے میں ندی اور پہاڑ کی بہار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیکھنے کے لئے بناوٹی ندیاں اور پہاڑ بنواتے ہیں۔
سب سے ضروری بات باغ کے لگوانے میں یہ ہے کہ اِس میں پیڑ پودے بہت سوچ سمجھ کر لگائے جائیں۔ عام طور سے لوگ چار دیواری کے پاس مہندی یا ایسے ہی دوسرے پودوں کی گھنی جھاڑیاں یا پپیتے وغیرہ کے بڑے بڑے پیڑ لگواتے ہیں۔ لیموں۔ شریفہ۔ قلمی آم۔ نارنگی۔ امرود وغیرہ کے پیڑ قطاروں میں قاعدے سے چاروں طرف لگوائے جاتے ہیں۔ اِس کے لئے کوئی خاص قاعدہ نہیں ہے کہ باغیچے میں کس طرح کے پیڑ لگوانے چاہئے۔ میں نے تمہیں عام بات بتلائی ہے۔ خوشبودار پھول پودے یا بیلیں بھی باغیچے میں لگانی چاہیئے۔ اِن کے لگانے سے باغیچہ خوبصورت اور خوشبودار ہو جاتا ہے۔ پھلوں اور پھولوں کے پودوں کو ایسی جگہ لگوانا چاہیئے۔ جہاں سورج کی روشنی خوب اچھی طرح پہنچتی ہو۔ کیونکہ جہاں روشنی اچھی طرح نہیں پہنچتی وہاں پھل پھول کم ہوتے ہیں ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لان یا چبوترے کے چاروں طرف خوبصورت پھولوں کے پودے اچّھی اچّھی کیاریوں میں لگوانے چاہیئے۔ ہر ایک موسم کے پھول الگ الگ ہوتے ہیں۔ اس لئے اُن کی کیاریاں ایسی ہونی چاہئے کہ ہر موسم میں اُن کے پودے آسانی سے بدل دئے جا سکیں +

موسمی پھولوں کے علاوہ بارہ ماسی پودے بھی راستوں کے آس پاس لگوانے چاہیئے۔ اُن کے لگانے میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ بے میل رنگ والے پھولوں یا پتّوں کے پودے نہ لگائے جائیں کیونکہ اُن سے باغ کی خوبصورتی کو دھکا پہنچتا ہے۔ جگہ جگہ پر سرو یا ایسی ہی دوسری گھنی پتّی والے پودوں کی جھاڑیاں لگوانا باغ کو اور خوش نما بنا دیتا ہے۔

اُن جھاڑیوں کو جس وقت مالی قاعدے کے ساتھ کاٹ چھانٹ کر دُرست کر دیتا ہے اُس وقت یہ بڑی بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ ایسی جھاڑیاں ایسے گول تکونے اور چوکور ہری جگھوں کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیچ میں لگائی جاتی ہیں جن کے چاروں طرف فصلی رنگ برنگ کے پھولوں کے پودے لگائے جاتے ہیں۔ باغیچے ہیں جو بیٹھنے کے چبوترے ہوتے ہیں اُن کے اوپر قطاروں میں چاروں طرف اچھّے پھول پتّوں کے گملے سجائے ہجاتے ہیں۔ وہ بڑے بھلے معلوم ہوتے ہیں +

راستوں پر لوگ لوہے یا لکڑی کی محرابوں کے دروازے بھی بنوایا کرتے ہیں اور اُن کے اوپر بیلیں چڑھا دیتے ہیں۔ کبھی کبھی کچھ لوگ باغیچے میں کہیں کہیں پانی کے چھوٹے چھوٹے حوض اور فوّارے بھی بنوا دیتے ہیں۔ گرمی کے دنوں میں بیٹھنے کے لئے لکڑی کے چھوٹے چھوٹے کمرے بھی باغیچوں میں بنوا دیتے ہیں جن پر ہری ہری بیلیں خوب پھیلا دی جاتی ہیں۔ اُن کے دروازوں پر خوبصورت پودوں کے گملے بھی تاروں سے باندھ کر لٹکائے جاتے ہیں +

شام کو ایسے باغوں یا باغیچوں میں بڑا ہی مزہ رہتا ہے۔ وہاں ٹھنڈی خوشبودار ہوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور آنکھوں کو تراوٹ دینے والی ہریالی اپنی بہار سے دل خوش کیا کرتی ہے - درختوں پر بسیرا لینے والی چڑیاں اپنے چہچہانے سے طبیعت کو خوش کرتی ہیں۔ سویرے یہاں ٹہلنا بڑا ہی بھلا معلوم ہوتا ہے - لڑکو! اب تمھیں باغبانی کا تھوڑا سا حال معلوم ہو گیا ہوگا۔ باغبانی کی اور باتیں تمھیں ہم پھر کسی دوسرے وقت بتلائیں گے - آؤ اب چلو چلیں ÷

ہاں اتنا اور سمجھ لو کہ باغ کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک ہوشیار مالی کا رکھنا بہت ضروری ہے لیکن جو لوگ ایسا نہیں کر سکتے اُنھیں باغبانی سیکھ کر اپنے باغ کی دیکھ بھال خود کرنی چاہیئے چھوٹے چھوٹے پودوں کو روز سویرے اور شام پانی پہنچانا چاہیئے - اُن کے چاروں طرف کی خراب گھاس کو الگ کر دینا چاہیئے اور اُنھیں ضروری کھاد دے کر اُن کی کیاریوں کو گوڑتے رہنا چاہیئے۔ ایسا نہ کرنے سے باغ تھوڑے ہی دنوں میں برباد ہو جاتا ہے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشق

۱- باغ میں راستے کیسے بنائے چاہیئے ؟
۲- اچھے باغ میں کن کن چیزوں کا ہونا ضروری ہے ؟
۳- باغ کی سینچائی کے لئے کیا کرنا چاہیئے ؟
۴- نیچے لکھے ہوئے محاوروں کا استعمال کرو :-
گھومنا پھرنا - بیٹھنا اُٹھنا - پیڑ پودا - پھل پھول - دھکا پہنچنا - کاٹ چھانٹ کر - کہیں کہیں - دیکھ بھال -

---

سبق ۱۸

وکرماجیت

دربار - بلا غرور - شہرت - سیمبت - خوش قسمتی - رتن -

لڑکو ! تم نے وکرماجیت کا نام تو سُنا ہی ہوگا - لیکن شاید تم اُن کا حال نہ جانتے ہو - آج ہم تمھیں اُنھیں کے بارے میں کچھ بتلانا چاہتے ہیں ÷

راجہ وکرماجیت ملک مالوہ کے ایک بڑے مشہور راجہ تھے - اُن کا پایہ تخت شہر اُجّین میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تھا۔ راجہ وکرماجیت لڑکپن ہی سے بڑے ہونہار اور ہوشیار تھے۔ اُن کی عقل بڑی ہی تیز تھی۔ وہ اکثر عقلمند اور ہُنرمند آدمیوں کی صحبت کو پسند کیا کرتے تھے۔ اِسی وجہ سے اُن میں بہت سے اچھّے اچھے وصف آ گئے تھے۔ پچاس برس کی عمر تک سب وصفوں کے ہوتے ہوئے بھی اُن کا کوئی خاص نام نہ ہوا۔ اس کے بعد وہ ایسے مشہور ہوئے کہ آج تک اُن کا نام ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے ÷

راجہ وکرماجیت نے اپنے دربار میں ایسے بڑے بڑے عالموں اور عقلمند لوگوں کو اکٹھا کیا جو اُن کے دربار کے رتن کہلاتے تھے۔ مشہور شاعر کالیداس اُنھیں کے دربار کے ایک چمکتے ہوئے رتن تھے۔ اُنھوں نے سنسکرت زبان میں بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں ÷

کہا جاتا ہے کہ راجہ وکرماجیت کے راج میں علم کی اِتنی ترقی ہوئی کہ اِتنی ترقی آج تک کسی بھی راجہ کے عہد حکومت میں نہیں ہوئی۔ وکرماجیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے راج میں ایک بھی ایسا آدمی نہ تھا جو پڑھا لکھا نہ ہو۔ علم کے ساتھ ہی اُن کے عہد میں کاری گری اور ہُنر کی بھی کافی ترقی تھی۔ دولت کی بھی کمی نہ تھی۔ اِسی سے اُن کی سب رعایا خوب خوش تھی۔ راجہ وکرماجیت کو اِن سب باتوں کے سیکھنے کا بڑا شوق تھا۔ اُنھوں نے سب باتوں کو خود سیکھ کر رعایا کو سکھایا تھا۔ اور اپنی رعایا کو دُور دُور مُلکوں میں اچھّے اچھّے علموں اور ہُنروں کے سیکھنے کو بھیجا تھا۔

اُنھوں نے راج گدّی پر بیٹھنے کے تھوڑے ہی دنوں بعد تمام مالوہ اور گُجرات جیت لیا اور ایسی خوبی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی کہ سارا مُلک اُن کو جی جان سے چاہنے لگا۔ راجہ وکرماجیت سے اُن کی ساری رعایا خوش تھی۔ اُن کے دل میں بہت بڑا رحم تھا اور دوسروں کی مصیبت کو دیکھ کر اُنھیں ایسا ترس آتا کہ وہ پانی پانی ہو جاتے تھے۔ اور جب تک اُسے دور نہ کر لیتے تھے اُن کو کسی طرح چین نہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑتا تھا ÷

راجہ وکرما جیت کو رعایا کے سُکھ کا ہمیشہ بہت بڑا خیال رہتا تھا۔ اُن کے دربار میں کبھی کسی کو آنے جانے کی روک ٹوک نہ تھی۔ جو کوئی بھی چاہتا آکر اپنا سارا حال اُن سے صاف صاف کہہ سکتا تھا۔

رعایا کے دُکھ درد کو دور کرنے کے لئے راجہ کبھی کبھی خود بھیس بدل کر راتوں کو شہر میں گھوما کرتے تھے اور لوگوں سے اُن کا دُکھ درد پوچھ کر اُس کے دور کرنے کی ہمیشہ کوشش کیا کرتے تھے۔ اِسی لئے وکرما جیت کا زمانہ سونے کا زمانہ کہلاتا ہے ÷

راجہ وکرما جیت بڑے سخی اور سیدھے راجہ تھے۔ اُن کی بھلمنساہت کی شہرت تمام ملک میں تھی۔ وہ بڑے ہی نیک مزاج تھے۔ راجہ ہوتے ہوئے بھی وہ معمولی آدمی کی طرح کھاتے پیتے پہنتے اور رہتے تھے۔ وہ محل میں صرف ایک چٹائی بچھا کر سویا کرتے تھے۔ پانی پینے کے لئے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مٹّی کا معمولی سا برتن لے کر چھپرا ندی سے خود ہی پانی بھر کر لاتے اور پیا کرتے تھے ٭

اُن کے ملک کی آمدنی کا سارا حِصّہ رعایا کی بھلائی کے کاموں میں خرچ ہوتا تھا۔ انھیں اچھّے وصفوں کی وجہ سے آج بھی وکرماجیت کا نام چاروں طرف پھیلا ہوا ہے۔ گو کہ اُن کو پیدا ہوئے دو ہزار برس سے بھی زیادہ ہو گئے۔ ہندوستان میں اُن کے نام سے ایک سمبت بھی چلتا ہے جو کہ پوتھی، پتّروں، بہی، کھاتوں اور چِٹھّی وغیرہ میں اب تک لکھا جاتا ہے۔

ایسے ہی راجاؤں سے مُلک، مذہب، علم اور رعایا کی ترقی ہوتی ہے اور سب جگہ امن چین کی بیلیں پھولتی پھلتی ہیں۔ مُلک اور رعایا کے لئے ایسے راجاؤں کا ہونا بڑی ہی خوش قسمتی کی بات ہے ٭

مشق

ا۔ وکرماجیت کا حال اپنی اُردو میں لکھو۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲- اُن میں کون کون سے وصف اچھے تھے ؟

۳- اِن محاوروں کو اپنے جملوں میں استعمال کرو :-

پانی پانی ہونا - ترس آنا - پہننا اوڑھنا - سیدھا سادہ -

۴- اس سبق سے تمہیں راجہ کے کِن کِن وصفوں کا پتہ چلتا ہے ؟

سبق - ۱۹

گیہوں اور اُس کی کھیتی

جِسم   وقتاً فوقتاً   شروع   قسم

جتنے قسم کے بھی اناج ہم دیکھتے ہیں گیہوں سب سے اچھا مانا جاتا ہے - کیونکہ ہمارے جسم کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اُن میں سے بہت سی اس میں پائی جاتی ہیں - گیہوں ہمارے بدن میں خون، گوشت اور ہڈی بناتا ہے اور طاقت پیدا کرتا ہے - جتنی زیادہ اِن چیزوں کے بنانے کی طاقت اس میں پائی جاتی ہے اُتنی زیادہ طاقت کسی دوسرے اناج میں نہیں پائی جاتی - اِسی لئے گیہوں زیادہ پسند کیا جاتا ہے ؛

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گیہوں قریب قریب سبھی ملکوں اور سبھی طرح کی زمینوں میں پیدا ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ بہت پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پیداوار زیادہ تر چکنی اور ملائم مٹی میں اچھی ہوتی ہے۔ کچھار میں اسی لئے گیہوں بہت پیدا ہوتا ہے۔ گیہوں کے لئے جب وہ بویا جائے مٹی میں تھوڑی نمی کا رہنا ضروری ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ گیہوں زیادہ پانی چاہتا ہے۔ بونے کے وقت سے نمی کی ضرور ضرورت ہے اور جب اُس کے پودے اُگ کر کچھ بڑے ہونے لگتے ہیں تب وہ کچھ پانی چاہتا ہے لیکن پھر اُسے پانی کی ضرورت نہیں پڑتی اور وہ اسی سے اپنا کام چلا لیتا ہے۔

گیہوں کے کھیت کو برسات میں جوت کر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر اس وقت موقع نہ ہو تو کنوار کاتک میں اُسے کئی بار گہرا جوتنا چاہیئے۔ جس سے کھیت کی مٹی خوب نرم اور ہلکی ہو جائے۔ سینچنے کے لئے اگر کھیت میں کیاریاں بنائی جائیں تو اچھا ہے۔ گیہوں کے لئے اگر وہ کھیت لیا جائے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس میں پہلے سن بویا گیا ہو اور جس میں اس کی پتیاں وغیرہ پڑی رہی ہوں تو بہت اچھا ہوتا ہے۔

گیہوں کے کھیت میں کھاد کا ڈالنا بہت ضروری ہے اور اُس کے لئے سب سے اچھی کھاد ہرے پودوں اور پتیوں کی ہوتی ہے۔ کھیت میں جو گھاس وغیرہ پیدا ہوتی ہے اُسے کھیت ہی کی مٹی میں دبا کر چھوڑ دینا چاہیئے۔ وہی کھاد کا کام دیتی ہے۔ اگر سن کی کھاد کھیت میں ڈالی جائے اور پھر جوتنے کے بعد مٹی کے ڈھیلوں کو توڑ کر پہٹا یا سہاگے سے کھیت کو نرم کرکے گیہوں بویا جائے تو بہت اچھی پیداوار ہوگی۔

کھیت کو خوب تیار کر لینے پر گیہوں بونا چاہیئے بیج بوتے وقت اِس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ بیج خوب مضبوط بڑے اور اچھے ہوں۔ پوسا نمبر چار اور پوسا نمبر بارہ کا گیہوں بیج کے لئے سب سے اچھا ہوتا ہے۔ پوسا نمبر چار کے لئے تو بڑوا زمین جہاں سینچائی ہوسکے اور پوسا نمبر بارہ کے لئے مٹیار یا مار زمین کا ہونا ٹھیک ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پڑوا زمین میں تین چار انگل کی گہرائی سے بیج بوکر اُن کو ڈھکنے کے لئے پھٹے کا لگانا اچھا ہے مگر مار زمین میں بیج سات یا آٹھ انگل کی گہرائی میں بونے سے پودے اچھے اُگتے ہیں۔ عام طور پر ایک ایکڑ زمین کے لیئے ایک من بیج کافی سمجھا جاتا ہے۔

بیج بونے کے پچیس یا تیس دن کے بعد اگر کھیت میں سوڈا نائٹریٹ کے ساتھ کچھ ریت ملاکر چھڑک دی جائے تو پیداوار بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ایک ایکڑ کے لئے دو من سوڈا نائٹریٹ اور اُس میں پانچ گنی یعنی دس من ریت کا ڈالنا ٹھیک ہے۔ یہ کر چکنے کے بعد کھیت کو تھوڑے پانی سے سینچ دینا چاہیئے اور پھر وقتاً فوقتاً کھیت نراتے اور سینچتے رہنا چاہیئے۔ اگر ایسا کیا جائے تو گیہوں کئی اِنچ یا کئی گُنا بڑھ جائیگا۔

گیہوں یوں تو ہمارے ملک میں سبھی کہیں تھوڑا بہت پیدا ہوتا ہے لیکن پنجاب اور ہمارے صوبے میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اِن دونوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

صوبوں میں گیہوں کئی قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ ایک گیہوں سفید اور دیکھنے میں اچھا ہوتا ہے۔ دوسرا لال اور موٹا ہوتا ہے۔ اُسے 'کٹھیا' کہتے ہیں۔ یہ کھانے میں میٹھا اور مزہ دار بھی ہوتا ہے۔

کاتک کے اخیر اور اگہن کے شروع میں عام طور سے گیہوں بویا جاتا ہے اور چیت یا بیساکھ میں کاٹا جاتا ہے۔ گیہوں کے پودوں میں لمبی لمبی بالیں آتی ہیں اور ایک بال میں کئی کئی دانے رہتے ہیں۔ پک جانے پر گیہوں کی فصل کاٹی جاتی ہے اور کھلیان میں بیلوں سے ماڑی جاتی ہے۔ پھر بھوسے کو ہوا میں اُڑا کر گیہوں کے دانوں سے الگ کر لیتے ہیں۔ یہ جانوروں کو کھلایا جاتا ہے۔ بھوسے کے الگ کرنے کو "اُسانا" کہتے ہیں ✣

مشق

۱۔ گیہوں کیسی مٹّی میں بویا جاتا ہے؟

۲۔ گیہوں کئے قسم کا ہوتا ہے؟

۳۔ بیج کے لئے کون سا گیہوں اچھا ہے؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۴- گیہوں کے کھیت کو کس طرح تیار کرنا چاہیئے ؟
۵- گیہوں کے لئے کون سی کھاد اچھی ہوتی ہے ؟
۶- گیہوں کیوں پسند کیا جاتا ہے ؟

سبق - ۲۰

چیچک اور اُس سے بچنے کی تدبیر

چھوت ترڑپنا ٹیکا تکلیف احتیاط

رام چرن تُم کل اسکول کیوں نہیں آئے اور آج بھی اتنی دیر کرکے کیوں آئے - مدّرس نے کہا- دیکھو اس کا جواب سچ سچ دینا +

رام چرن نے کہا "منشی جی میرے چھوٹے بھائی کے چیچک نکل آئی ہے - کل میں اسی لئے نہیں آسکا اور آج بھی مجھے آنے میں دیر ہو گئی - کیونکہ گھر میں کھانا نہ تیار ہو سکا تھا - میری ماں چھوٹے بھیّا کے پاس بیٹھی ہوئی اُس کی دیکھ بھال کر رہی تھی +

منشی جی نے کہا "کیا بڑی چیچک نکلی ہے"؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

رام چرن بولا "منشی جی میں یہ نہیں جانتا۔ گھر میں مَیں نے سُنا ہے چیچک نکل آئی ہے"

منشی جی نے پھر کہا۔ "خیر رام چرن اب جب تک تمھارے بھائی کی چیچک اچھی نہ ہو جائے تُم اسکول نہ آنا۔ میں تمھیں چھٹّی دیتا ہوں۔ ہاں تُم یہ کر سکتے ہو کہ گھر میں اپنے پڑھے ہوئے سبقوں کو دُہراتے ہوئے یاد کرتے رہو۔ میں تمھیں اِس لئے چُھٹی دیتا ہوں کہ چیچک کی بیماری ایک طرح پر اچھوت کی بیماری ہے اور یہ بہت جلد ایک دوسرے کو چھُونے سے ہو جاتی ہے۔ تُم جانتے ہی ہو کہ یہاں کتنے لڑکے پڑھتے ہیں اور تُم اِن میں بہتوں کو چھوؤ گے۔ اِس طرح ممکن ہے اور لڑکوں کے بھی چیچک نکل آئے۔ دیکھو تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ اور جو باتیں مَیں اور لڑکوں کے ساتھ تمھیں بتلاتا ہوں اُنھیں سُن اور سمجھ لو"۔ یہ کہہ کر منشی جی نے اور لڑکوں کو بھی بُلا لیا اور چیچک کے بارے میں ضروری باتیں بتلانا شروع کیں۔

لڑکو! دیکھو چیچک وہ بیماری ہے جس میں پہلے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ بخار آتا ہے اور پھر تمام بدن میں چھوٹی یا بڑی پھنسیاں نکل آتی ہیں - اُن میں پھر پانی سا بھر جاتا ہے اور وہ سوکھنے لگتی ہیں اور سوکھنے پر اُن کے اوپر کی کھال نکل جاتی ہے اور تب چیچک کی بیماری دور ہو جاتی ہے - اِسی کو ماتا دیوی یا سیتلا بھی کہتے ہیں - یہ کئی طرح کی ہوتی ہے - اس بیماری میں بیمار کو بڑی تکلیف ہوتی ہے ؛

یہ بیماری ہمارے ملک میں اکثر پھیلتی ہے اور بہت سے بچے اور آدمی اس کے شکار ہو جاتے ہیں - چیچک کے آثار یہ ہیں کہ پہلے بیمار کو سردی معلوم ہوتی ہے پھر اُسے بخار آجاتا ہے - بخار کا زور دو یا تین دِن تک رہتا ہے - اُسی وقت میں چیچک کا نکلنا شروع ہو جاتا ہے - دانے پہلے پہل چہرے پر نکلتے ہیں پھر سارے بدن میں پھیل جاتے ہیں - بیمار کو اُس وقت بڑی تکلیف ہوتی ہے - اُس کو بڑی بے چینی رہتی ہے - یہ دانے پہلے لال رنگ کے ہوتے ہیں لیکن جب ان میں پانی سا بھرنے لگتا ہے تب یہ سفید اور کچھ کالے سے ہو جاتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہیں۔ پانی بھرنے سے یہ پھپھولے کچھ بڑے بھی ہو جاتے ہیں۔ دو تین دن کے بعد یہ دانے سوکھنے لگتے ہیں۔جب دو تین دن میں سوکھ جاتے ہیں تب اُن کے اوپر کی پپڑیاں اُکھڑنے لگتی ہیں ٭

جب دانے چھوٹے نکلتے ہیں تب اُن کے داغ بدن سے جلد دور ہو جاتے ہیں لیکن جب دانے بڑے بڑے نکلتے ہیں تب اُن کے داغ زیادہ گہرے رہتے ہیں، اِس لئے بہت دنوں تک نہیں دور ہوتے ٭

چیچک کے بیمار کو بڑی احتیاط کے ساتھ رکھنا چاہیئے۔جہاں مریض رکھا جائے وہاں صاف ہوا اور روشنی کافی آتی ہو۔وہ جگہ خوب صاف اور ستھری رکھی جائے۔بیمار کے پاس ایک یا دو آدمیوں کے سوا اور زیادہ آدمیوں کو آنے جانے نہ دیا جائے بچّوں کو تو مریض سے ہمیشہ دور ہی رکھنا چاہیئے گھر کے دوسرے کپڑوں کو اُس بیمار کے کپڑوں سے نہ ملنے دینا چاہیئے۔اگر مریض کو بھوک لگے تو اُسے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کسی حکیم یا ڈاکٹر سے پوچھ کر ہلکا کھانا دینا چاہیئے ÷

اس بیماری کی کوئی اچھی دوا اب تک نہیں مِل سکی ہے جو اِسے بالکل دور کر دے۔ہاں ٹیکا لگانا اِس بیماری کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ جیسے ہی آٹھ یا دس مہینے کے ہو جائیں بچّوں کے چیچک کا ٹیکا لگوا دینا چاہیئے اور پھر جب بچّہ کچھ بڑا ہو یا جوان ہو تب پھر ٹیکا لگوا دینا چاہیئے۔ اِس سے پھر کبھی چیچک کے نکلنے کا ڈر نہیں رہتا۔ اگر ٹیکا کچھ اچھّا نہیں لگتا تو چیچک نکل آتی ہے لیکن اُس کا زور بہت کم یا ہلکا ہو جاتا ہے ÷

سرکار کی طرف سے ٹیکا لگانے کے لئے ہر ایک ضلع اور تحصیل میں اچھّا انتظام کیا گیا ہے اور بہت سے آدمی نوکر رکھے گئے ہیں جو بچّوں کے ٹیکا لگایا کرتے ہیں۔ اُنھیں 'ویکسی نیٹر' کہتے ہیں۔جِن بچّوں کے ٹیکا نہیں لگتا اکثر چیچک اُن کے بڑے زوروں سے نکلتی ہے۔کبھی کبھی کسی کسی کی آنکھ بھی جاتی رہتی ہے یا اُس پر پھولی پڑ جاتی ہے۔چہرے تو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہتوں کے خراب ہو جاتے ہیں - اور بہتیرے مر بھی جاتے ہیں +

جب سے ٹیکے کا رواج ہو چلا ہے تب سے چیچک کے زور میں بہت کمی آگئی ہے نہیں تو ہر سال اِس بُری بیماری سے بہتوں کی جانیں چلی جایا کرتی تھیں - چیچک کے ٹیکا لگانے کا سب سے اچّھا وقت جاڑے کا ہے کیونکہ اُس وقت ٹھنڈک رہتی ہے اور ٹیکا لگانے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی +

ویکسی نیٹر ایک قلم سے جس میں دو تین سوئیاں لگی رہتی ہیں بازوؤں پر کھُرچ دیتا ہے اور پھر اُسی جگہ پر ایک دوا جو دودھ کی طرح ہوتی ہے لگا دیتا ہے - دوسرے دن اُس دوا کے اثر سے بازو پر کچھ دانے نکل آتے ہیں اور بخار بھی آجاتا ہے - چار پانچ دن میں یہ دانے سوکھ کر صاف ہو جاتے ہیں اور بدن کا وہ زہر جو چیچک کو پیدا کرتا ہے دور ہو جاتا ہے - اِسی سے پھر چیچک کے نکلنے کا ڈر نہیں رہتا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشق

۱۔ چیچک میں کیا تکلیف ہوتی ہے ؟
۲۔ چیچک کے مریض کو کیا احتیاط کرنی چاہیئے ؟
۳۔ چیچک کے روکنے کی کیا تدبیر ہے ؟
۴۔ سرکار نے چیچک کو روکنے کے لئے کیا کیا ہے ؟
۵۔ ٹیکا کب لگوانا چاہیئے ؟
۶۔ معنی بتاؤ اور جملے بناؤ:۔
چھوت ۔شکار ہونا۔ آنکھ جاتی رہتی ہے ۔

سبق-۲۱

بیل گاڑی

جُوا دُھری بانک رتّا مجھولی

لڑکو! یہ تو تُم جانتے ہی ہو کہ بَیل صرف ہل چلانے کے کام میں نہیں آتے بلکہ وہ گاڑیاں بھی کھینچتے ہیں ۔جس گاڑی میں بیل جوتے جاتے ہیں اُسے بیل گاڑی یا چھکڑا کہتے ہیں ۔ رتھ میں بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیل جوتے جاتے ہیں +

بیل گاڑیاں کئی طرح کی ہوتی ہیں اور ہمارے بہت کام آتی ہیں - ایک گاڑی بہت ہلکی اور چھوٹی ہوتی ہے جس میں صرف ایک ہی بیل جوتا جاتا ہے اس گاڑی کا جُوا اور گاڑیوں کی طرح سیدھا اور لمبا نہیں ہوتا بلکہ چھوٹا اور گول ہوتا ہے - یہ گاڑی زیادہ تر سواری کے کام آتی ہے - ہاں کبھی

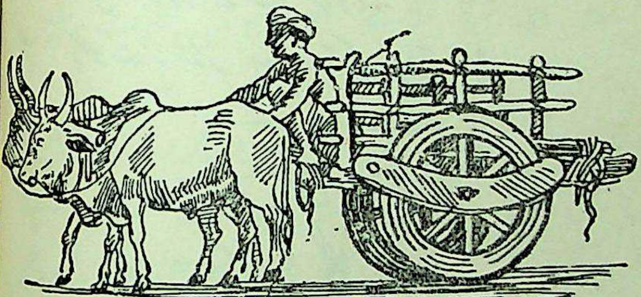

کبھی اس میں تھوڑا بہت بوجھ بھی لادا جاتا ہے +

منجھولی بھی ایک ہلکی اور چھوٹی گاڑی ہے اس میں بیلوں کی جوڑی جوتی جاتی ہے - اس میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک چھتری بھی لگی رہتی ہے۔ منجھولی صرف سواری کے کام آتی ہے ؛

ایک اور بھی چھوٹی گاڑی ہوتی ہے۔ یہ کچھ کچھ لمبی ہوتی ہے۔ اُسے ربّا کہتے ہیں۔ ربّا میں دو بیل جوتے جاتے ہیں۔ اُس پر بھی چھتری لگی رہتی ہے۔ وہ بھی صرف سواری کے کام میں آتی ہے ؛

کچھ گاڑیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں زیادہ تر بوجھ ہی لادا جاتا ہے۔ ایسی گاڑیوں میں دو تین اور چار بیل تک جوتے جاتے ہیں۔ گاڑی جتنی ہی بڑی ہوتی ہے اور زیادہ بوجھ ڈھوتی ہے اُتنی ہی وہ مضبوط اور بھاری بنائی جاتی ہے ؛

کسانوں کے پاس گاڑی کا ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ بغیر گاڑی کے اُن کی کھیتی کا کام مشکل سے چلتا ہے۔ گاڑی ہی میں وہ اپنی کھاد ڈھوتے ہیں۔ کھیت سے اناج کاٹ کر اُسی سے کھلیان میں ڈالتے ہیں اور اناج تیار ہو جانے پر گھر اور گھر سے بازار لے جاتے ہیں۔ جنگل سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لکڑی اور دوسری چیزیں بھی وہ بیل گاڑی پر
لاتے ہیں - ضرورت پڑنے پر وہ اپنی گاڑیوں
سے سواری کا بھی کام لیتے ہیں - اگر تم کسی گاڑی
کو غور سے دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ اس میں
سب سے نیچے ایک دُھرے میں دو پہیئے لگائے
جاتے ہیں - دُھرا یا تو لکڑی اور لوہے کا ہوتا
ہے یا بالکل لکڑی ہی کا ہوتا ہے - پہیّوں کے
بغل میں یا تو کیل لگاتے ہیں یا چوڑے تختے
لگاتے ہیں جنھیں بانک یا پیجنی کہتے ہیں - وہ پہیئے
کو دُھرے سے باہر نہیں جانے دیتے - گاڑی کا
یہی حصّہ سب سے زیادہ ضروری ہے اور اِسی پر
کُل گاڑی ٹھہرتی ہے -

دُھرے کے اوپر لکڑی کے لٹّھے لگے رہتے
ہیں اور اُن لٹّھوں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے
تختے جڑے رہتے ہیں - اُن تختوں کے تھوڑی دور
پر لمبے لمبے کھونٹے سے گڑے رہتے ہیں جن پر بانس
رکھ کر رسّیوں سے چار دیواری بنائی جاتی ہے - اِسی
چار دیواری میں بوجھ بھرتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دُھرے کے بیچ میں ایک لمبا تختہ یا لٹّھا لگایا جاتا ہے۔ اُس لٹّھے میں دُھرے پر لگے ہوئے پہلے دو لٹّھے آکر ملتے ہیں۔ اُسی کے آگے جُوا باندھا جاتا ہے۔ جس میں بیل جوتے جاتے ہیں۔ جن بڑی گاڑیوں میں تین یا چار بیل جوتے جاتے ہیں اُن میں ایک یا دو بیل جوئے والے بیلوں کے آگے موٹی رسّی سے باندھے جاتے ہیں ÷

گاڑی کچّی یا پکّی دونوں طرح کی سڑکوں پر چل سکتی ہے۔ جس کچّی سڑک پر یکّہ بگھی یا موٹر لاری نہیں جا سکتی وہاں بیل گاڑی ہی کام دیتی ہے ÷

مشق

۱۔ بیل گاڑیاں کتنی قسم کی ہوتی ہیں ؟
۲۔ بوجھ ڈھونے والی گاڑی کی بناوٹ کیسی ہوتی ہے ؟
۳۔ دُھرا بانک اور جُوا کہاں لگاتے ہیں ؟
۴۔ بیل گاڑیاں کسانوں کے کس کام آتی ہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق ۔ ۲۲

کپاس

بنولا اوٹنی چرخہ دھنّا فاصلہ جولاہا

ہم جو کپڑے پہنتے ہیں ۔ وہ سوت کے بنتے ہیں ۔ یہ سوت روئی سے بنتا ہے اور روئی کپاس سے تیّار کی جاتی ہے ۔ آؤ آج اُسی کپاس کا کچھ حال تمھیں بتلائیں ۔ جب برسات شروع ہوتی ہے تب کسان اپنے کھیتوں کو کپاس کے لئے تیار کرتے ہیں ۔ پہلے وہ اس میں گوبر اور دوسری چیزوں کی کھاد ڈالتے ہیں ۔ پھر کھیت کو خوب جوتتے ہیں ۔ اِس طرح جب کھیت بن جاتا ہے تب اُس میں کپاس کے بیج جنھیں بنولا کہتے ہیں بوتے ہیں *

کپاس کالے رنگ کی "دومٹ" زمین میں خوب پیدا ہوتی ہے ۔ اِس کے بیج اگر ہاتھ یا ڈیڑھ ہاتھ کے فاصلے پر بوئے جائیں تو پودے طاقتور ہوتے ہیں ۔ بیج بونے کے بعد اِنھیں مٹّی میں دبانے کے لئے کھیت میں پاٹا (سہاگا) استعمال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کرتے ہیں۔ جب پودے اُگ کر آٹھ یا دس انگل لمبے ہو جاتے ہیں تب کھیت کی گھاس وغیرہ دور کرنے کے لئے کھیت کو نراتے ہیں۔ کسان نراتے وقت اِس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ پودوں کی جڑیں نہ کٹ جائیں۔ اگر پودے بہت پاس پاس ہوتے ہیں تو وہ اُن میں سے کچھ کو نکال دیتے ہیں۔ اِسی طرح کئی بار وہ کپاس کے کھیت کو نرا نرا کر صاف کرتے ہیں ❋

جب پودے ہاتھ بھر اونچے ہو جاتے ہیں تب کسان اُن کی جڑوں پر مٹی چڑھاتے ہیں۔ ضرورت پر وہ اُن میں پانی بھی دیتے رہتے ہیں۔ بھادوں اور کنوار کے مہینوں میں اِن پودوں میں کچھ کچھ پیلے رنگ کے پھول نکلتے ہیں۔ اِن پھولوں کو پُری کہتے ہیں۔ اِنھیں پھولوں میں پھل لگتے ہیں جنھیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

"ٹنٹنیٹ" بوڑا کہتے ہیں۔ پکنے پر ٹنٹنیٹ کھل جاتے ہیں اور اُن سے سفید رنگ کی ایک ریشہ دار چیز نکل آتی ہے۔ اِسے کسان چُن لیتے ہیں۔ اِسی کو کپاس کہتے ہیں ÷

ایک ایسی بھی کپاس ہوتی ہے جس کا رنگ لال اور کچھ پیلا پن لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اِسے نرما کپاس کہتے ہیں۔ نرما کپاس کم پیدا ہوتی ہے ÷

کپاس۔ اوٹنے یا چرخے میں اوٹ کر اُس سے روئی نکالتے ہیں۔ اوٹنے سے بنولے الگ ہو جاتے ہیں اور روئی نکل آتی ہے۔ اِس روئی کو دُھنک کر صاف کرتے ہیں۔ روئی دُھنکنے والے کو دُھنیا کہتے ہیں۔ جب روئی صاف ہو جاتی ہے تب اُس کی پیونیاں بناکر چرخے سے اُس کا سُوت کاتتے ہیں ÷

اِسی سُوت سے کوری یا جولاہے کپڑا بُنتے ہیں۔ آج کل کپاس اوٹنے۔ سُوت کاتنے اور کپڑا بُننے کے کارخانے بھی کھُل گئے ہیں۔ اِن کارخانوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشینوں سے کام ہوتا ہے۔ جس کارخانے میں سُوت کاتا جاتا ہے اُسے پُتلی گھر کہتے ہیں اور جس میں کپڑا بُنا جاتا ہے اُسے مِل ۔

بنولے گائے بھینس وغیرہ دودھ دینے والے جانوروں کو کِھلائے جاتے ہیں۔ اِس کے کھانے سے اُن کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔ شہروں میں بنولوں سے تیل نکالتے ہیں ۔

مشق

۱۔ کپاس کب بوئی جاتی ہے ؟
۲۔ اُس کی کھیتی کیسے ہوتی ہے ؟
۳۔ بنولے کسے کہتے ہیں اور وہ کس کام آتا ہے ؟

سبق ۲۳

ہیضہ اور اُس سے بچنے کی تدبیریں

وبا، پروائی، چھوت، معدہ، اینٹھن، دُنیا سے کوچ کرنا

ایک دِن ماسٹر صاحب نے درجے میں کھڑے ہو کر لڑکوں سے کہا۔ دیکھو تم لوگ اپنے کھانے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پینے میں لاپروائی نہ کرنا اور بڑی ہوشیاری کے ساتھ رہنا کیونکہ میں نے سُنا ہے کہ اِس گانوں میں کل ایک آدمی کے یہاں باہر سے اُس کا بھائی ہیضہ میں بیمار ہوکر آیا ہے۔ اُس کی حالت ابھی تک اچھی نہیں ہوئی +

چیچک کی طرح ہیضہ بھی چھوت سے اُڑ کر لگنے والی بیماری ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے زہریلے کیڑوں سے پیدا ہوکر پھیل جاتی ہے۔ یہ زہریلے کیڑے پانی اور کھانے کی چیزوں سے مل کر آدمی کے پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں اور اِن کے زہر سے اُس کا معدہ بگڑ جاتا ہے اور اُس کو قے اور دست شروع ہو جاتے ہیں۔ قے اور دست سے بدن کی طاقت کم ہونے لگتی ہے اور خون کی روانی دھیمی ہوکر بند ہونے لگتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہیضے کے بیمار کے ہاتھوں اور پاؤں میں اینٹھن ہونے لگتی ہے۔ اُس کا مُنہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ ناخنوں کے رنگ میں سیاہی دوڑ جاتی ہے اور بیمار کی آنکھیں بھیتر دھنسنے یا بیٹھنے لگتی ہیں اور پیشاب بند ہو جاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ ہیضے میں دست کا رنگ چاول کے دھوون کے مانند سفید ہو جاتا ہے ٭

یہ بیماری ایک بڑی بیماری ہے اور اِس کے پنجے میں پھنس کر ہمارے مُلک کے بہت سے آدمی ہر سال اِس دُنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ جس گانوں یا گھر میں یہ مرض پہنچتا ہے اگر وہاں کے دوسرے رہنے والوں نے ہوشیاری نہ کی تو وہ بہت جلد دوسروں پر بھی اپنا اثر ڈالتا ہے اور ایک سے دوسرے کو ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے جیسے ہی کسی آدمی کو یہ مرض ہو ویسے ہی اور دوسرے آدمیوں کو اس سے بچنے کے لئے فوراً تدبیر کرنی چاہیئے ٭

ہیضہ سے بچنے کے لئے ہر ایک آدمی کو کھانے پینے میں ذرا بھی لاپروائی نہ کرنی چاہیئے۔ کھانے پینے میں ایسی چیزیں استعمال کرنی چاہیئے جو نہ تو سڑی گلی ہوں نہ باسی۔ بھوک سے تھوڑا کم کھانا ہیضے کے دنوں میں اچّھا ہوتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور اُن کے تیّار کرنے کے برتن بڑی صفائی کے ساتھ رکھے جائیں۔ کھانے کی چیزیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تازہ اور جلد ہضم ہونے والی ہوں۔ کھانا نہ تو بہت کم کھانا چاہئے اور نہ بھوک سے زیادہ۔ کیونکہ دونوں حالتیں ہیضے کے لئے نقصان کرنے والی ہیں۔ جہاں تک ہو سکے جوش دیا ہوا پانی پینے کے کام میں لایا جائے اور کھانے پینے کی سب چیزیں صاف ستھرے برتنوں میں ڈھک کر رکھی جائیں جس سے اُن پر اچھّی اور بُری جگھوں پر بیٹھنے والی مکھیاں نہ بیٹھ سکیں۔ مکھّیاں بھی اس مرض کے پھیلانے میں بڑا کام کرتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھ بُری جگھوں سے یا ہیضے کے بیماروں سے اس بیماری کے کیڑے لے آتی ہیں اور صاف جگھوں یا دوسرے آدمیوں پر بیٹھ کر اُنھیں چھوڑ دیتی ہیں ÷

ہیضے کے بیمار کے پاس جو آدمی تیمار داری کے لئے رہیں اُنھیں بڑی احتیاط سے رہنا چاہئے۔ اُس کے قے اور دست سے دوسرے آدمیوں کو بھی بچنا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے بیمار کی سانس کے سامنے نہ بیٹھنا چاہئے کیونکہ بیماری کے کیڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جو بہت چھوٹے ہوتے ہیں سانس کے ساتھ اِس کے پیٹ سے باہر آکر دوسروں کے اندر سانس ہی کے ساتھ چلے جاتے ہیں ۔

اِس بیماری کے علاج میں ذرا بھی دیر نہ کرنا چاہیئے ۔ فوراً ہی کسی اچھے حکیم یا ڈاکٹر کو بُلا کر اُس کی دوا کرانی چاہیئے ۔ آسانی کے لیئے اس بیماری میں کافور یا کافور کا عرق، یا پودینے کا عرق یا پسے ہوئے پودینے کا پانی، گلاب کا عرق، آلو بخارا، پیپرمنٹ وغیرہ کوئی ایک چیز مریض کو برابر دیتے رہنا چاہیئے۔ اِس بات کا ہمیشہ خیال رہے کہ زیادہ پانی پلانے سے نقصان ہوتا ہے اور اس بیماری میں اُسے پیاس بہت لگتی ہے ۔ بیمار کے آس پاس قلعی کا چونہ بھیلا دینے سے بیماری کے کیڑے مرتے رہتے ہیں ۔ اگر ہو سکے اور آسانی سے مِل سکے تو فنائل پڑا ہوا برتن اُس کی قے وغیرہ کے لیئے رکھنا چاہیئے اور گھر میں فنائل نالیاں وغیرہ دُھلوانے کے لیئے رہنا چاہیئے ۔ گھر میں جتنی ہی صفائی رہے گی اُتنا ہی اچھا ہو گا ۔ اگر فنائل نہ مِل سکے تو کنوئیں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ڈالنے والی لال دوا کو پانی میں گھول کر دھونے کے کام میں لانا چاہیئے۔ بیمار کے اُترے ہوئے کپڑوں کو بھی اِسی پانی سے دھونا چاہیئے۔ یہ دوا قریب ہر ایک گاؤں میں وہاں کے مُکھیا اور مدّرس کے پاس مِل سکتی ہے۔ دیکھو لڑکو! تمھیں جو سب ضروری باتیں ہم نے بتائی ہیں تُم کو اُن کا خیال رکھنا چاہیئے ؛

مشق

۱- ہیضہ کیسے پھیلتا ہے ؟
۲- اِس بیماری کی کیا پہچان ہے ؟
۳- اِس بیماری سے بچنے کے لئے کیا تدبیر کرنا چاہیے ؟
۴- جملے بناؤ :- آنکھیں دھنس جانا- کوچ کر جانا-

سبق-۲۴

مویشی خانہ

مویشی خانہ معلوم نیت جرمانہ خوراک

محمود کسان نے ایک دن اپنے لڑکے سے کہا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بیٹا حامد۔ تم میرے ساتھ کھیت چلو اور دیکھو تو بھینسوں نے ہمارا کتنا کھیت چر ڈالا ہے۔ معلوم نہیں وہ کس کی بھینسیں ہیں۔ چلو اُنھیں پھاٹک میں داخل کر آئیں۔ دو بھینسوں کو میں اکیلے نہ لے جا سکوں گا۔ اِسی سے تمھیں بھی چلنے کے لئے کہہ رہا ہوں ÷

حامد۔ ابّا جان! چلو اُنھیں مار کر دور بھگا دیں۔ وہ اپنے گھر چلی جائیں گی اور پھاٹک ہمارے پاس کہاں ہے جس میں اُنھیں ہم بند کر رکھیں ÷

محمود۔ میں اُنھیں کئی بار مار مار کر بھگا چکا ہوں لیکن بار بار آجاتی ہیں۔ اِسی لئے اِنھیں اب مویشی خانے میں بند کروا ہی دینا ٹھیک ہے۔ تم ابھی نہیں جانتے کہ پھاٹک یا مویشی خانہ سرکار کا ہے اور سرکار نے اُس کو اِسی لئے بنوایا ہے کہ اُس میں وہ جانور بند کروا دئے جائیں جو لوگوں کا نقصان کرتے ہیں ÷

حامد نے پھر پوچھا۔ ابّا جان تو ہم اِنھیں اپنے یہاں کیوں نہ باندھ رکھیں اور اِنھیں وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیوں بند کرائیں +

محمود - دیکھو ایسا کرنا ٹھیک نہیں - بھینسیں کسی نہ کسی آدمی کی تو ضرور ہی ہیں - ہم کسی دوسرے آدمی کی بھینسوں کو اپنے یہاں کیسے باندھ رکھیں - جب وہ آدمی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے آئیگا اور اُسے پتہ چلے گا کہ ہم نے اُس کی بھینسیں باندھ رکھی ہیں تب وہ ہمیں چور سمجھے گا اور ہم پر چوری کا مقدمہ چلائے گا - گو کہ ہماری نیت چوری کی نہیں ہے - اِسی لئے سرکار نے مویشی خانے بنوائے ہیں کہ اِس میں لوگ نقصان کرنے والے یا لاوارث جانوروں کو بند کرا دیں اور چوری کے الزام سے بھی بچے رہیں +

حامد - اچھا چلئے میں چلتا ہوں لیکن راستے میں مجھے پھاٹک کا اور بھی حال بتلاتے چلئے +

محمود نے کہا - ہاں ہاں چلو تو میں تمھیں پھاٹک کا اور حال بھی بتلاتا چلوں گا - یہ تو تم جان ہی گئے ہو کہ سرکار نے پھاٹک یا مویشی خانہ کیوں بنوایا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حامد - ہاں یہ تو میں سمجھ گیا +

محمود - مویشی خانہ ایک بڑا سا مکان ہے جس میں نقصان پہنچانے والے اور لاوارث جانور بند رکھے جاتے ہیں - مویشی خانہ کو کیٹل ہاؤس یا پاؤنڈ بھی کہتے ہیں - دیہات میں اِسے کانجی ہاؤس یا پھاٹک کہا کرتے ہیں - مویشی خانہ ایک منشی کے سپرد رہتا ہے جسے ہم لوگ تو پھاٹکدار کہتے ہیں لیکن اُس کا اصلی نام محرّر پاؤنڈ ہے - اُس منشی کے پاس ایک رجسٹر رہتا ہے جس میں وہ بند ہونے والے جانور گائے، بیل، بھینس، گھوڑا، گدھا، بکری وغیرہ کا پورا پورا حُلیہ اور بند کرانے والے کا نام اور پتہ اور تاریخ وغیرہ لکھ لیتا ہے اور جانور کو مویشی خانہ کے اندر بند کرا دیتا ہے +

حامد - ہاں ابّا جان! یہ تو میں سمجھ گیا لیکن آپ یہ تو بتلائیے کہ کیا مویشی خانے میں جانور کو کچھ چارہ پانی وغیرہ دیا جاتا ہے یا وہ وہاں بھوکا ہی رکھا جاتا ہے اور وہ کب تک وہاں بند رکھا جاتا ہے +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمود۔ سُنو حامد۔ ہماری سرکار ایسی نہیں ہے کہ وہ جانوروں کو وہاں بھوکا رکھے۔ پہلے سرکاری روپیہ سے مویشی خانے کے منشی جانور کو چارہ پانی دیتے ہیں اور جب اُس جانور کا مالک اُس کا پتہ لگاتا ہوا اُن کے پاس اُسے چھُڑانے آتا ہے تب منشی اُس سے جانور کے چارہ پانی کا خرچ اور اُس نے جو نقصان کیا ہے اُس کے لیۓ کچھ جرمانہ لے لیتے ہیں۔ تب اُس جانور کا حُلیہ پوچھ کر اِس بات کا پتہ لگا لیتے ہیں کہ یہ جانور اُسی کا ہے۔ جانور کے مالک کو اس بات کے ثبوت کے لئے کہ اُسی کا ہے ایک یا دو آدمی کی گواہی بھی دلانی پڑتی ہے۔ اس طرح پر جب منشی جی کو پورا اطمینان ہو جاتا ہے تب وہ اُس آدمی کو اُس کا جانور دیدیتے ہیں۔

حامد۔ سرکار کا یہ کام بہت اچھا ہے۔ اِس سے سب کا فائدہ ہوتا ہے۔ ایک تو جانور آدمیوں کا زیادہ نقصان نہیں کرنے پاتے اور دوسرے وہ کھونے بھی نہیں پاتے۔ جن کے وہ جانور ہیں۔ وہ تھوڑا خرچ دے کر پھر اپنے جانور پا جاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

محمود - تم ٹھیک کہتے ہو - ایک بات اور ہے - اگر کسی جانور کے مالک کا پتہ پندرہ دن تک نہیں لگتا یعنی کسی جانور کو پندرہ دن تک کوئی آدمی نہیں چھڑاتا تو وہ نیلام کر دیا جاتا ہے - اُس وقت کوئی بھی آدمی، اُسے خرید سکتا ہے - اب تم مویشی خانے کے بارے میں سب ضروری باتیں سمجھ گئے ۔

حامد - ہاں اب میں سمجھ گیا - اور ہمارا کھیت بھی آگیا - کیا یہی بھینسیں یہاں ہیں جنہیں ہمیں پھاٹک میں بند کرانا ہوگا ۔

محمود - یہی بھینسیں ہیں - چلو دونوں کو ہانک لے چلیں ۔

مشق

۱- مویشی خانہ کسے کہتے ہیں ؟

۲- مویشی خانہ کس لئے بنوایا جاتا ہے ؟

۳- مویشی خانے میں جانوروں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہوتا ہے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۲۵

ایکھ اور گنّا

اصل   خاص   آب وہوا   کارخانہ

لڑکو! تُم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا جس نے کبھی مٹھائی نہ کھائی ہو۔ مٹھائی لڑکوں کو بہت پسند ہے۔ لیکن کیا تُم جانتے ہو کہ اصل میں مٹھائی کس چیز سے بنائی جاتی ہے۔

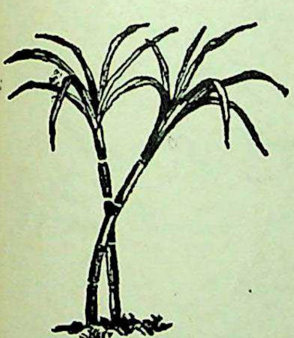

دیکھو۔ آج ہم تمھیں اُس چیز کا پورا حال بتلاتے ہیں جس سے مٹھائی بنائی جاتی ہے۔ مٹھائی کے لئے سب سے خاص چیز چینی ہے۔ چینی ہی سے سب طرح کی مٹھائیاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ چینی ہمیں گنّے سے ملتی ہے۔ ایکھ سے بھی چینی بنائی جاتی ہے لیکن ایکھ کی چینی اُتنی اچھی اور میٹھی نہیں ہوتی جتنی گنّے سے بنی ہوئی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہوتی ہے ÷

گنّا اکھ کی ایک قسم ہے - وہ ایک یا ڈیڑھ انچ موٹا اور آٹھ یا نو فیٹ تک اونچا ہوتا ہے - تم لوگوں نے اُسے دیکھا ہوگا - جوار کے موٹے پیڑ کی طرح اکھ کا بھی پیڑ ہوتا ہے - اکھ کا پیڑ گنّے کے بہ نسبت پتلا اور کم اونچا ہوتا ہے - گنّا ایک طرح کی اکھ ہے اکھ کئی طرح کی ہوتی ہے اور اکھ کی یہ قسمیں زمین یا آب و ہوا کی وجہ سے ہو جاتی ہیں - اکھ لال اور سفید دو رنگ کی ہوتی ہے - لال اکھ میں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے - یہی بات گنّے کے ساتھ بھی ہے ÷

اکھ کے لئے وہی کھیت لینا چاہئے جس کی زمین "چورس" اور نرم ہو - جس میں برسات کا پانی اتنا نہ اکٹھا ہوتا ہو کہ پودے اُس میں ڈوب کر سڑ جائیں - کھیت کی زمین کو ایک یا دو بار جوت کر چھوڑ دینا چاہئے اور اُسے برسات کے چار مہینے تک یوں ہی پڑا رہنے دینا چاہئے - اِس کے بعد اُس میں گہری جوتائی کرکے گوبر اور راکھ وغیرہ کی کھاد سے اُس کو خوب تیار کرنا چاہئے - اِس طرح

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زمین کے تیار ہو جانے پر اُس میں ایکھ کے اِن ٹکڑوں کو جنھیں راکھ اور پانی سے لپیٹ کر پہلے گاڑ رکھتے ہیں اور جس سے اُن کی گانٹھیں کچھ اُبھر آتی ہیں۔ تھوڑی تھوڑی دور پر جوتتے وقت مٹی میں دباتے جانا چاہیئے۔ اِس طرح پر جب ایکھ کی یہ قلمیں لگا دی جائیں تب کھیت کو سُہاگا یا پاٹے سے برابر کر دینا چاہیئے۔ ایسا کرنے سے ایکھ کے بوئے ہوئے ٹکڑے مٹی کے نیچے خوب دب جاتے ہیں۔ جب اِن قلموں کی گانٹھوں سے اکھوے نکل آئیں اُس وقت سے جب تک ایکھ کے پودے گز یا ڈیڑھ گز کے نہ ہو جائیں تب تک کھیت کو برابر گوڑتے نراتے، اور پانی دیتے رہنا چاہیئے۔

کہا گیا ہے کہ "تیرہ گوڑ تین پانی" یعنی ایکھ کے کھیت کو تیرہ بار گوڑنا اور نرانا چاہیئے اور تین بار پانی دینا چاہیئے۔ تب ہی ایکھ کی کھیتی اچھی ہوتی ہے ایکھ کے پودے میں کئی طرح کے کیڑے لگ جایا کرتے ہیں۔ کچھ کیڑے تو اُس کی جڑ میں لگ جاتے ہیں اور کچھ اُس کے پودے میں۔ کسانوں کو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چاہیئے کہ وہ کیڑوں پر ہمیشہ نگاہ رکھیں۔ ایکھ کے کھیتوں کو کیڑوں سے بچانے کے لئے وقت وقت پر گوڑتے اور نراتے رہنا چاہیئے۔ پودوں کی جو پتیاں سوکھ کر نیچے گر پڑیں انھیں پڑا نہ رہنے دینا چاہیئے بلکہ کھیت سے اکھٹا دینا چاہیئے۔ جن پودوں میں کیڑے لگ جائیں انھیں کاٹ کر جلا دینا ہی ٹھیک ہے +

چونکہ ایکھ چیت میں بوئی جاتی ہے اور گرمی بھر بڑھتی ہے اس لئے اسے پانی کی بڑی ضرورت رہتی ہے۔ برسات کے دنوں میں یہ برسات کے پانی سے بھی بڑھتی ہے اور پنپتی ہے۔ اگھن اور پوس کے مہینوں میں ایکھ تیار ہونے لگتی ہے اور کسان اسے کاٹ کاٹ کر کولھو میں پیرنے لگتے ہیں۔ اس طرح جب اس کا رس نکل آتا ہے تب اس رس سے بہت سی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ ایکھ کا رس پینے میں بھی بہت اچھا اور فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس کو پہلے کڑھاؤ میں ڈال کر اوٹاتے ہیں اور جب وہ گاڑھا ہو جاتا ہے تب اس سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راب اور زیادہ گاڑھا کر کے گُڑ بنا لیتے ہیں۔ اُس راب سے جو چینی بنائی جاتی ہے وہ بہت اچھی ہوتی ہے۔ چینی بنانے کے لئے رس کو چھانتے اور اُس میں دودھ اور چونے کا پانی اور سوار ڈال کر صاف کرتے ہیں۔ اِسی صاف کئے ہوئے رس سے چینی بنائی جاتی ہے۔ گُڑ سے بھی چینی بنائی جاتی ہے لیکن وہ کچھ لال اور گھٹیا ہوتی ہے۔ تاؤ سے بغیر صاف کئے ہوئے جو چینی بنائی جاتی ہے اُسے کھانڈ یا کچّی شکر کہتے ہیں۔ چینی سے مصری اور اولے بھی بنائے جاتے ہیں۔ چینی کئی طرح کی ہوتی ہے۔ اولے کے موٹے اور پتلے ہونے سے اُس کی کئی قسمیں ہو جاتی ہیں +

ایک بات تمھیں اور سمجھ لینی چاہیئے کہ ایکھ کی فصل کاٹتے وقت کھیت کی ساری ایکھ نہیں کاٹ لی جاتی بلکہ اُس کے ایک تھوڑے حصّے کی ایکھ بیج کے لئے رکھ چھوڑی جاتی ہے۔ پھاگن اور چیت کے مہینوں میں ایکھ کے انھیں پودوں کو کاٹ کاٹ کر دوسری فصل کے لئے قلمیں تیار

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کی جاتی ہیں۔ گنّے کی کھیتی بھی اِسی طرح کی جاتی ہے۔ اَب ہمارے مُلک میں لوگ ایکھ کی کھیتی میں خوب دل لگانے لگے ہیں اور اِسی لئے اب اس کی کھیتی ترقی کرتی جا رہی ہے۔

ہمارے ملک میں بہت سی جگہ اب چینی بنانے کے کارخانے کھُل گئے ہیں۔ جن میں کلوں کے ذریعہ سے ہزاروں من چینی روز بنائی جاتی ہے۔ تھوڑے دن پہلے ہندوستان میں ایکھ کی کھیتی بہت کم ہوتی تھی اور جاوا وغیرہ دوسرے مُلکوں سے ہر سال لاکھوں من چینی آیا کرتی تھی لیکن اب جب سے یہاں ایکھ کی کھیتی زوروں کے ساتھ ہونے لگی ہے تب سے مُلک میں بہت سی چینی تیّار ہوتی ہے ❊

مشق

۱۔ چینی کس چیز سے اور کیسے بنائی جاتی ہے ؟

۲۔ ایکھ کے لئے کس طرح کی زمین چاہئے ؟

۳۔ ایکھ کب اور کیسے بوئی جاتی ہے ؟

۴۔ ایکھ کی کھیتی میں کسان کو کن باتوں پر خاص توجّہ رکھنا چاہئے۔

۵۔ ایکھ کے لئے کھیت کیسے تیّار کیا جاتا ہے ؟

۶۔ اِس کو کیسے صاف کرکے چینی بناتے ہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق-۲۶

رسّی بنانا

بہ نسبت، اینٹھنا، دُھرا، پختہ، چپ چاپ، صحیح،

شیاما چرن کانپور سے گرمی کی چھٹّیوں میں راوت پور گیا۔ راوت پور میں اُس کے چچا رہتے تھے۔ اِسی لئے اُس نے یہ سوچا تھا کہ گرمیوں کی چھٹّیوں میں مَیں اپنے چچا کے یہاں رہوں گا اور خوب آم کھاؤں گا۔ ایک دن شیاما چرن جب چار بجے شام کو سوکر اُٹھا تب اُس نے دیکھا کہ اُس کے چچا شیو دیال اور اُس کا چچیرا بھائی کشتو بیٹھے ہوئے کٹی ہوئی گھاس کو بٹ رہے ہیں۔ اُس نے اُن سے پوچھا کہ چچا جی! کیا آپ دن کو نہیں سوتے۔ اُنھوں نے کہا۔ سوتے کیوں نہیں لیکن یہ کام ضروری ہے اور اِسے کر ڈالنا ہے کیونکہ بیلوں کو باندھنے کے لئے رسّیاں نہیں ہیں +

شیام نے پوچھا "کیا رسّیاں اِسی سے بٹی جاتی ہیں"۔ اُس کے چچا نے کہا۔ "ہاں شیاما! رسّیاں اِسی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے بنتی ہیں"+
شیاما نے پوچھا "کیا آپ مجھے بتلائیں گے کہ
اس سے رسّی کیسے بنائی جاتی ہے"؟
شیودیال - بیٹھو میں تمھیں اچھی طرح سمجھادونگا
کہ اس سے رسّی کیسے بنائی جاتی ہے +
شیاما وہیں پر اپنے چچا کے پاس چپ چاپ
بیٹھ گیا اور اپنے چچا کی باتیں سُننے لگا +
اُس کے چچا نے کہا۔ دیکھو شیاما پہلے ہم اِس
گھاس کو جسے مونج کہتے ہیں جنگل سے کاٹ لاتے
ہیں - پھر اِسے صاف کرکے دھوپ میں سُکھاتے
ہیں - جب وہ سوکھ جاتی ہے تب اُسے خوب کوٹتے
ہیں - کوٹنے سے اُس کے ریشے الگ الگ ہو
جاتے ہیں اور اُن میں کچھ نرمی آجاتی ہے - پھر
اُسے پانی میں بھگو دیتے ہیں - بھیگنے سے ریشے
بہت مُلائم ہو جاتے ہیں اور ٹوٹتے نہیں - انھیں
ریشوں میں سے تھوڑے تھوڑے ریشوں کو لے کر
اِسی طرح ہاتھ سے بَٹ لیتے ہیں - بٹنے سے جیسا کہ
تُم دیکھ رہے ہو ریشے ایک دوسرے سے خوب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لپیٹ جاتے ہیں۔ جب اس طرح ایک بھدّی شکل کی رسّی تیار ہو جاتی ہے تب اُسے خوب اینٹھ کر مضبوط بنانے کے لئے گرّے پر چڑھاتے ہیں۔ اس طرح ایک پتلی رسّی تیار ہو جاتی ہے۔ اُس پتلی رسّی کو بان کہتے ہیں۔ اُس سے چارپائیاں بُنی جاتی ہیں۔ دیکھو جس چارپائی پر تم بیٹھے ہو وہ اسی مونج کے بانوں سے بُنی ہوئی ہے ؛

شیاما۔ کیوں چچا جی بان یا کئی پتلی رسّیوں کو ملا کر پھر موٹی رسّی بنائی جاتی ہے ؟

شیو دیال۔ ٹھیک کہتے ہو۔ شیاما دیکھو کئی بانوں کو بٹ کر ایسی ہی موٹی رسّی بنائی جاتی ہے جیسی ہماری اِس گاڑی میں بندھی ہوئی ہے۔ مونج کے بان سے رسّیوں کے علاوہ بچھانے کے لئے پٹیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ ہمارے گاؤں کے بہت سے چمار کوری اِس طرح کی پٹیاں بنا کر بیچا کرتے ہیں جس طرح مونج کی گھاس سے بان اور رسّیاں بنتی ہیں۔ اسی طرح بگئی اور کانسہ نامی گھاسوں سے بھی بان اور رسّیاں بنائی جاتی ہیں۔ لیکن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ اِتنی مضبوط اور اچھی نہیں ہوتیں ۔

شیاما نے کہا۔ چچا جی میں نے تو اور طرح کی بھی رسّیاں دیکھی ہیں وہ تو مونج کی بٹی ہوئی نہیں ہوتیں ۔

کشنو۔ شیاما بھائی تمہارا کہنا صحیح ہے۔ ہم لوگ مونج کے علاوہ کئی چیزوں سے بھی رسّیاں بناتے ہیں۔ عام طور سے دیہاتوں میں سن ہی سے رسّیاں بنائی جاتی ہیں۔ سن کھیتوں میں بویا جاتا ہے۔ اِس کے پودے بڑے لمبے اور پتلے ہوتے ہیں۔ سن کا پھول پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اِس سے کچھ میٹھی اور بھینی خوشبو بھی آتی ہے اور اِس میں پھلیاں لگتی ہیں جو سوکھ جانے پر خوب بجتی ہیں۔ کیونکہ اُن کے اندر بیج بھرے رہتے ہیں۔ جب سن کے پودے سوکھ جاتے ہیں تب اُنھیں کاٹ لیتے ہیں اور اُن کی پھلیوں کو الگ کر کے اُن کو پانی میں بھگو دیتے ہیں۔ چار پانچ دن تک جب وہ پانی میں خوب بھیگ چکتے ہیں تب اُنھیں نکال لیتے ہیں۔ بھیگنے سے اُن کے اوپر کی چھال نرم ہو جاتی ہے۔ اُسے ہم الگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نکال لیتے ہیں۔ اِس چھال میں پتلے پتلے اور لمبے لمبے سفید ریشے نکلتے ہیں۔ انھیں ریشوں کو ڈھیرے میں کات کر اُن سے پتلی پتلی رسّیاں جنھیں سُتلی کہتے ہیں بناتے ہیں۔ سُتلی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو خوب بٹی جاتی ہے اور اِسی لئے خوب مضبوط ہوتی ہے۔ اور جس میں پتلی سُتلی کی دو لڑیں آپس میں خوب کس کر ملی رہتی ہیں اور اُسے کپڑے یا ٹاٹ سے بھگو کر خوب رگڑتے ہیں۔ اِس سے وہ چکنی اور پُختہ ہو جاتی ہے۔ اُسے پکّی سُتلی کہتے ہیں۔ دوسری طرح کی سُتلی وہ ہے جو معمولی بٹی ہوئی ایک ہی لڑ کی ہوتی ہے اور نہ تو پکّی سُتلی کی طرح صاف اور چکنی ہوتی ہے اور نہ اِتنی مضبوط ہی ہوتی ہے۔ سُتلی سے بورے۔ ٹاٹ کی پٹیاں اور رسّیاں وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ سُتلی کی کئی لڑوں کو مِلاکر اور خوب بٹ کر موٹی موٹی رسّیاں بنائی جاتی ہیں۔ سُتلی چارپائی بُننے کے کام میں بھی آتی ہے اور مونج کے بان سے کہیں زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔ کچھ پیڑوں کی چھالوں اور جڑوں سے بھی رسّیاں بنائی جاتی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

زیادہ تر دیہاتوں میں چھول یا ڈھانک کی جڑوں کو کوٹ کر اور اُن کے ریشوں کو بٹ کر رسّیاں بنائی جاتی ہیں۔ وہ رسّیاں سُتلی کی رسّیوں سے کم مضبوط ہوتی ہیں ÷

شیاما۔ کیوں بھائی کشنو سب باتیں تو تُم نے ہم کو بتلائیں لیکن ایک بات چھوڑ ہی دی۔ وہ یہ ہے کہ سَن کھیتوں میں کب بویا جاتا ہے اور کب کاٹا جاتا ہے۔

کشنو۔ شیاما تُم نے اچّھا سوال کیا۔ میں اِسے ضرور بھول گیا تھا۔ اچّھا سُنو۔ مَیں بتلاتا ہوں۔ سَن سفید اور لال کئی طرح کا ہوتا ہے۔ یہ برسات کے شروع میں جوار وغیرہ کے ساتھ بویا جاتا ہے اور کاتک یا اگھن کے مہینے میں جب خریف کی فصل کاٹی جاتی ہے تو کاٹ لیا جاتا ہے۔ جس کھیت میں سَن بویا جاتا ہے اُس کھیت میں گیہوں وغیرہ کی فصل بہت اچّھی ہوتی ہے۔ کیونکہ سَن کی وجہ سے اُس کھیت کی زمین زیادہ زرخیز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح لوگ سَن کی پتّیوں کی کھاد بھی بناتے ہیں ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

شیاما - آج مجھے کئی نئی باتیں معلوم ہوگئیں - میں نے تو اپنی کتابوں میں بھی پڑھا تھا کہ ناریل کی جٹاؤں اور جوٹ کے ریشوں سے بورے اور رسّے وغیرہ بنائے جاتے ہیں - آج مجھے معلوم ہوا کہ مونج، سن، اور دوسرے پیڑوں کی چھالوں یا جڑوں سے بھی یہ سب چیزیں بنائی جاتی ہیں - ہاں ہمارے بابو جی نے ایک بار ہمیں یہ بھی بتلایا تھا کہ سن کے ریشوں سے کپڑے بھی بنائے جاتے ہیں - وہ چمکیلے بھی ہوتے ہیں - اس کے ریشے پہلے خوب صاف کر لئے جاتے ہیں اور تب بٹے جاتے ہیں - کیوں چچا جی لوگ رسّی بنانے کا روزگار بھی کرتے ہوں گے +

شیو دیال - شیاما تم بڑے ہوشیار اور سمجھدار ہو - تمھارا کہنا ٹھیک ہے - ہمارے ہی گاؤں میں کئی آدمی اس کا روزگار کرتے ہیں - کل ہم تمھیں اُن لوگوں کا کاروبار بھی دکھلائیں گے -

مشق

۱ - رسّیاں کس چیز سے بنائی جاتی ہیں ؟

۲ - سن کی کھیتی کے بارے میں تم نے اس سبق میں کیا پڑھا ہے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳- سَن سے اور کیا کیا چیزیں بنتی ہیں ؟
۴- مونج کس کام میں آتا ہے ؟

سبق - ۲۷

سیّد انشاءاللہ خاں انشاؔ

سیّد انشاءاللہ خاں اُردو کے ایک بڑے نامی شاعر ہوئے ہیں - اُردو کی شاعری میں آپ نے جیسا نام پایا ہے ویسا ہی نام آپ کو ہندی لکھنے میں بھی مِلا ہے - کہا جاتا ہے کہ آپ کو دونوں زبانوں میں اچّھا کمال حاصل تھا ÷

سیّد صاحب حکیم میر ماشاءاللہ خاں کے لڑکے ہیں اور شاعری میں آپ اپنا تخلص انشاؔ رکھتے تھے۔ آپ کے بزرگ لوگوں کی مغل دربار میں بڑی عزّت تھی - آپ کے باپ مغل دربار میں حکیم اور شاعر تھے۔ وہاں سے وہ مرشد آباد چلے گئے - انشاؔ وہیں پیدا ہوئے تھے - لڑکپن میں اُنھوں نے اپنے باپ سے بہت کچھ علم اور ہنر حاصل کیا - لیکن شاعری کرنا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُنھوں نے اپنے آپ سیکھا۔ اُن کے باپ اُن کا کلام ٹھیک تو کر دیا کرتے تھے لیکن شاعری کی اور باتیں اُستاد کے طور پر نہ سکھایا کرتے تھے +

انشا صاحب شاہ عالم ثانی کے زمانے میں مرشد آباد سے دلّی چلے آئے اور شاہ عالم نے جسے شاعری سے بڑا شوق تھا اُنھیں اپنے یہاں بڑی عزّت کے ساتھ رکھ لیا۔ تھوڑے دنوں تک دلّی میں رہ کر انشا صاحب لکھنؤ چلے آئے اور اپنی دلچسپ کہانیوں اور اپنے شعروں کی وجہ سے وہاں کے نواب سعادت یار خاں کے دوست ہو گئے۔ لیکن بہت دنوں تک یہ نواب صاحب کے یہاں نہ رہ سکے۔ کیونکہ اِن کی اور نواب صاحب کی عادتوں میں بڑا فرق تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں نواب نے اِنھیں نظر بند کر دیا +

ایک دن نواب صاحب کو بھلا بُرا کہہ رہے تھے کہ اُسی وقت نواب نے جو اُدھر سے جا رہے تھے سب سُن لیا۔ اور ناراض ہوکر اُن کی تنخواہ بھی بند کر دی۔ اِس سے انشا کو اپنے آخری دنوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سخت آفتوں اور مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کہتے ہیں
کہ اِتنے غریب ہو گئے تھے کہ اُن کے پاس کھانے
کو بھی نہ رہتا تھا۔ اِس طرح بڑی تکلیف سے آپ
نے ۱۸۱۷ء میں اِس دُنیا سے کوچ کیا +

آپ ہی سب سے پہلے آدمی ہیں جنھوں نے
اُردو زبان کی ایک اچھی قواعد لکھی۔ اُس کا نام
"دریائے لطافت" رکھا۔ اُسی کی وجہ سے آپ کی
گنتی بڑے بڑے عالموں میں ہونے لگی۔ انشا
بڑے ہی عقلمند اور ہوشیار تھے۔ آپ کی بات چیت
بڑی دلچسپ اور بڑی ہی دل پسند اور دل خوش
کرنے والی ہوتی تھی۔ فارسی اور عربی زبانوں کے
بھی آپ عالم تھے اور اُن میں بھی عمدہ شاعری
کیا کرتے تھے۔ اِس کے سوائے آپ کو ہندی
کا بھی اچھا علم تھا اور ہندی نظم اور نثر دونوں
خوب لکھ لیتے تھے۔ تُرکی، پشتو، پنجابی، مارواڑی،
کاشمیری، مرہٹی اور پوربی بولیاں بھی جانتے تھے۔
آپ نے اُردو میں ایسی بھی نظم کہی ہے جس
میں ہندی کا کوئی حرف نہیں آیا۔ آپ کو لوگ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُردو کا خسرو کہتے ہیں۔ انشاؔ اور رنگینؔ دونوں نے مِل کر اُردو کے ریختہ کو چلایا ہے۔ آپ کے خیالات بڑے اونچے اور اچّھے ہوتے تھے۔ تیسرے جارج کی تعریف میں آپ نے ایک بہت ہی اچّھا قصیدہ لکھا تھا ٭

اُردو، فارسی اور عربی میں آپ نے چودہ بڑی بڑی اور اچّھی کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ہندی میں "مہارانی کیتکی کی کہانی" نام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اِس کتاب میں سب سے زیادہ تعریف کے لائق بات یہ ہے کہ اُس کی زبان نہ تو ٹھیٹھ اُردو ہی ہے اور نہ ٹھیٹھ ہندی ہی۔ یعنی نہ تو اُس میں کہیں مُشکل فارسی اور عربی کے ہی الفاظ آئے ہیں اور نہ کہیں سنسکرت کے ہی مُشکل الفاظ آسکے ہیں۔ اِسی لئے اُسے سبھی آدمی سمجھ سکتے ہیں اور پسند کرتے ہیں۔ بول چال کی معمولی با محاورہ زبان جیسی اس میں ملتی ہے شاید ویسی اور کہیں نہیں مِلتی۔ یہ کتاب کلکتہ کے فورٹ ولیم کالج سے شائع ہوئی تھی اور اِس میں قریب پچاس صفحے کے ہیں ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آج کل کچھ آدمیوں کا یہ خیال ہے کہ انشا بھی للوجی لال اور سدل مسر کی طرح آج کل کی کھڑی بولی کے بنانے والے ہیں۔ جس طرح انھیں ہندی کی کھڑی بولی کا رائج کرنے والا کہا گیا ہے۔ اُسی طرح موجودہ اُردو کا بھی موجد کہا گیا ہے۔ اُنھوں نے اُردو زبان کی بھی خوب جانچ کی تھی اور اُس کے محاوروں اور قاعدوں کی تلاش کر کے جیسا ابھی ہم نے بتایا ہے آپ نے اُردو کی بھی ایک قواعد لکھی تھی۔ آپ نے یہ بھی دکھایا تھا کہ اُردو زبان پر ہندوستان کی اور دوسری زبانوں کا کتنا اثر پڑا ہے +

انشا اُن آدمیوں میں سے ہیں جنھوں نے اُردو اور ہندی کو ایک کر کے ٹھیٹھ ہندی کے نام سے بول چال کی آسان زبان کے چلانے کی کوشش کی ہے۔ اُردو اور ہندی کا جھگڑا اِس سے بہت کچھ صاف ہو گیا ہے۔ با محاورہ زبان کا رواج ہندی میں شاید انشا ہی نے زوروں پر چلایا تھا۔ اِسی لئے انشا صاحب اُردو جاننے والوں اور ہندی جاننے والوں میں اچھی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُنھیں جتنی محبّت اُردو سے تھی اُتنی ہی محبت ہندی سے بھی تھی۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ انشا بڑے آزاد مزاج کے تھے۔ نوابوں کے یہاں رہتے ہوئے بھی اُن کا مزاج بہت سیدھا سادہ تھا۔ ہندوستان کی محبّت بھی اُن کے دل میں بہت تھی اور وہ ہندوؤں کو اپنا بھائی مانتے تھے ⁂

مشق

۱۔ انشا نے کون کون سی زبانیں سیکھی تھیں ؟

۲۔ ہندی میں اُنھوں نے کونسی کتاب لکھی۔ اُس کی زبان کیسی ہے ؟

۳۔ انشا کس لئے بہت مشہور ہیں ؟

۴۔ اُن کی عادت کیسی تھی ؟

۵۔ معنی بتاؤ :۔ دلچسپ۔ نظربند۔ تنگدستی۔ مفلسی۔ دُنیا سے کوچ کیا۔

سبق۔ ۲۸

دیمک

ترکیب چوپٹ ہزارہ فوّارہ

چیونٹی کے برابر ایک سفید رنگ کا چھوٹا اور

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

موٹا کیڑا ہوتا ہے جسے دیمک کہتے ہیں۔ دیمک کیڑوں میں "راج" ہے۔ یہ بلا مٹی اور پانی کے بہت اچھا گھر بناتی ہیں۔ اِس کے گھر میں بہت چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں ہوتی ہیں۔ اِن کوٹھریوں کو وہ اِتنی ہوشیاری سے بناتی ہیں کہ ایک کوٹھری سے دوسری میں وہ آسانی سے جا سکتی ہیں ٭

ہر ایک گھر میں کئی طرح کی دیمکیں ہوتی ہیں۔ ان میں کوئی کچھ کام کرتا ہے اور کوئی کچھ۔ دیمکوں میں بادشاہ اور ملکہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ دوسری دیمکوں سے قد میں بڑے ہوتے ہیں۔ اُن کا حکم دوسری سب دیمکیں مانتی ہیں۔ بادشاہ اور ملکہ دونوں کام نہیں کرتے۔ وہ باہر بھی نہیں نکلتے۔ دوسری دیمکیں اُن کا کام کرتی ہیں۔ ملکہ کا کام صرف انڈے دینا ہے۔ وہ ہزاروں انڈے دیتی ہے۔ دوسری دیمکیں اُن انڈوں کو سیتی ہیں۔ انڈے صرف ملکہ ہی دیتی ہے۔ دوسری دیمکیں انڈا نہیں دیتیں۔ بادشاہ اور ملکہ کی کوٹھری بڑی اور مضبوط ہوتی ہے ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کچھ دیمکیں گھر بنانے کا کام کرتی ہیں اور کچھ انڈے بچوں کی حفاظت کرتی ہیں۔ دیمک کے انڈوں سے جب بچے نکلتے ہیں تب وہ بالکل اندھے ہوتے ہیں۔ وہ ایک باریک جھلی سے ڈھکے رہتے ہیں۔ پہلے بچوں کی صورت ایک سی ہوتی ہے لیکن بڑے ہو جانے پر وہ کئی طرح کے ہو جاتے ہیں۔ اُن میں سے کچھ تو اندھے اور بلا پیر کے ہوتے ہیں اور کچھ آنکھوں والے اور پردار۔ بلا پر کی دیمکیں مکان بناتی ہیں اور پروالی گھروں سے باہر نکل کر کام کرتی ہیں۔ جتنا نقصان دیمکیں کرتی ہیں اُتنا کوئی دوسرا کیڑا نہیں کرتا۔ یہ جس چیز میں لگ جاتی ہیں اُسے کھوکھلا کر دیتی ہیں۔ یہ لکڑی۔ پودے۔ کاغذ اور کپڑے میں بہت لگتی ہے۔ اناج کے ڈھیر میں بھی یہ لگ جاتی ہے۔ یہ جس کھیت میں لگ جاتی ہے اُس کو چوپٹ کر دیتی ہے۔ اس لئے جب اِس کا لگنا شروع ہو فوراً اِس کے دور کرنے اور روکنے کی کوشش کرنی چاہئے +

کھیت کی دیمک کو روکنے کے لئے یہ ترکیب

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اچھی ثابت ہوئی ہے اور اس سے کسان فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ترکیب یہ ہے کہ پہلے نیم۔ تمباکو۔ روسہ (اروسہ) اور مدار (آکھ) کے پتّے پانچ پانچ سیر لے کر ایک من پانی میں بھگوئیں اور اُس مٹکے کو جس میں اِس کو بھگوئیں اُس کو کسی گھورے پر چالیس روز تک گاڑ رکھنا چاہئے۔ چالیس روز کے بعد اُس کو نکال کر اور پتّوں کو خوب مل کر چھان لینا چاہئے۔ پھر اُس پانی میں آدھ سیر ہلدی۔ ایک چھٹانک ہینگ۔ آدھ سیر توتیا۔ آدھ سیر تارپین کا تیل اور دو سیر بیج مِلا کر رکھ چھوڑنا چاہئے +

جب کسی کھیت کی دیمک کو دور کرنا ہو تب اُس میں سے ایک سیر عرق لے کر اُسے ایک من پانی میں مِلا کر مالی کے ہزارہ (فوّارہ) سے کھیت میں چھڑک دینا چاہئے۔ ایسا کرنے سے دیمک دور ہو جائیگی۔

مشق

۱۔ دیمک کیسی ہوتی ہے ؟
۲۔ دیمک کیا نقصان پہنچاتی ہے ؟
۳۔ اُس کے دور کرنے کی ترکیب بتاؤ ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۲۹

بیربل کی خدمت

نیک دل - وزیر - خاص - قائل - خزانچی - پرورش

شودرک نامی ایک بہت بڑا راجہ تھا - وہ بڑا عقلمند، ہوشیار اور نیک دل تھا - ایک دن وہ وزیروں کے ساتھ راجہ کے دربار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اِتنے میں دربان نے آکر راجہ سے کہا - مہاراج ملک دکن سے ایک برہمن اپنے بال بچّوں کے ساتھ نوکری کے لئے آیا ہے -

راجہ نے کہا "اچھا اُسے بُلا لاؤ"۔

"مہاراج کا جو حکم" یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور بیربل کو دربار میں لے آیا - راجہ نے بیربل سے پوچھا - یہاں کیسے آنا ہوا -

بیربل بولا "مہاراج آپ کی ناموری سُن کر آپ کی خدمت کرنے کے لئے آیا ہوں"۔

راجہ نے پوچھا "اچھّا تو کہو تنخواہ کیا لوگے؟

بیربل نے کہا "مہاراج ایک ہزار روپئے روز لونگا"۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

راجہ نے پوچھا "تمھارے ساتھ آدمی کتنے ہیں"۔

بیربل بولا "ہم سب چار آدمی ہیں۔ ایک میری عورت، دوسرا میرا لڑکا، تیسری میری لڑکی اور چوتھا میں ہوں"

بیربل کی باتیں سُن کر دربار کے لوگ اپنا اپنا مُنہ پھیر کر ہنسنے لگے۔ لیکن راجہ بڑا عقلمند تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اِس میں کوئی خاص بات ضرور ہے۔ اُس نے سوچا کہ دی ہوئی دولت فضول نہیں جاتی۔ کسی نہ کسی دن اُس سے فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اُس نے بیربل کو اپنے یہاں رکھ لیا اور اپنے خزانچی کو بُلا کر ہر روز بیربل کو ایک ہزار روپیوں کے دینے کا حکم دیدیا۔

بیربل نے راجہ کے حکم کے مطابق کام کرنا شروع کردیا۔ وہ روز اپنی جو تنخواہ لے جاتا اُس میں سے آدھا روپیہ تو برہمنوں کو بانٹ دیتا۔ چوتھائی سے لولوں لنگڑوں اور اندھوں وغیرہ کو کھانا کِھلاتا اور جو کچھ بچ جاتا اُس سے اپنی اور اپنے بال بچّوں کی پرورش کرتا۔ اسی طرح سے ہر روز وہ اپنے سب روپئے خرچ کردیا کرتا تھا اور رات کو وہ اپنی ڈھال تلوار باندھ کر راجہ کے دروازے پر پہرا دیا کرتا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور رات میں جب کبھی راجہ پکارتا کہ دروازے پر کون ہے۔ یہی جواب پاتا "بیربل" ہے۔ جو کچھ راجہ حکم دیتا بیربل اُس کی اُسی وقت تعمیل کرتا۔

ایک رات کو دکھن کی طرف سے کسی عورت کے رونے کی آواز راجہ کے کانوں میں پہنچی۔ راجہ نے نیند سے چونک کر کہا۔ "دروازے پر کون ہے"؟

بیربل بولا "میں ہوں بیربل" کیا حکم ہے"؟

راجہ نے کہا "جاؤ اور دیکھو کون عورت رو رہی ہے۔ اُس سے اِس وقت یوں رونے کی وجہ پوچھو"۔

راجہ کا حکم پاکر بیربل چلا گیا۔ راجہ بھی اِس بات کی جانچ کرنے کے لئے کہ وہ جاتا ہے یا نہیں بھیس بدل کر چُپکے سے اُس کے پیچھے ہو لیا۔ وہاں جاکر بیربل کیا دیکھتا ہے کہ ایک خوبصورت عورت گہنوں سے لدی ہوئی بڑے زور سے رو رہی ہے۔ وہ کبھی ناچتی۔ کبھی کودتی۔ کبھی دوڑتی۔ کبھی سر پیٹ پیٹ کر روتی اور ہائے ہائے کرکے پچھاڑ کھاکر زمین پر گرتی ہے۔ اِتنا ہونے پر بھی اُس کی آنکھوں میں آنسو کے قطرے بھی نہیں آتے۔ یہ دیکھ کر بیربل نے پوچھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو کون ہے؟ کیوں روتی ہے؟ تجھے کیا تکلیف ہے؟ بتلا تو اِس کے دور کرنے کی کوشش کی جائے"۔

عورت نے کہا "میں راجہ شودرک کا دولت اقبال ہوں۔ اُس کے گھر میں مجھے بہت آرام ملا ہے۔ اَب وہ مَر جائے گا۔ تَب میں کہاں رہوں گی۔ یہی سوچ سوچ کر روتی ہوں"۔

بیربل نے کہا "کیا کوئی ایسی بھی تدبیر ہے جس سے راجہ نہ مرے اور اُس کے یہاں تم ہمیشہ آرام سے رہو"۔ دولت نے کہا "تدبیر تو ہے مگر بڑی مشکل ہے۔ تجھ سے نہ ہو سکے گی"۔

بیربل بولا "جہاں تک ہو سکے گا میں کرنے کی کوشش کروں گا"۔

دولت نے کہا "اگر تو اپنے لڑکے کی خوش دلی سے دیوی پر قربانی کرے اور تیرا لڑکا خوشی سے دیوی پر قربان ہو جائے تو راجہ نہ مرے گا"۔ یہ کہہ کر دولت غائب ہو گئی۔

اَب بیربل اپنے گھر آیا۔ اُس کے پیچھے چھپے چھپے راجہ بھی آیا۔ بیربل نے اپنی عورت۔ بیٹے اور بیٹی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کو جگایا اور ساری باتیں کہہ سُنائیں - بیٹا بولا - ابّاجان دُنیا میں اُسی کا جینا اچھّا ہے جو مالک کے کام آتا ہے - لو میں تیّار ہوں - ایک تو آپ کا حکم دوسرے مالک کا کام تیسرے یہ بدن دیوی پر چڑھے گا - اِس سے بڑھ کر اور کیا اچھّا ہوگا - بس اَب اِس میں دیر نہ کرنا چاہیئے" ٭

بیربل اپنی عورت سے بولا "اگر تُم خوش دلی سے اپنے بیٹے کو دو تو راجہ کے لئے اُسے میں دیوی کو بھینٹ دیدوں" ٭

عورت نے کہا "مجھے اپنے بیٹا بیٹی کسی سے کچھ بھی کام نہیں - میرا رشتہ اور ناتا تو آپ ہی سے ہے - جو کچھ آپ حکم دیں گے اُسے پورا کرنا اور ماننا میرا فرض ہے" اِس بات کے ختم ہوتے ہی وہ سب ایک رائے ہوکر دیوی کے مندر کی طرف چل پڑے - بیربل مندر میں پہنچا اور دیوی کی پوجا کرکے اور ہاتھ جوڑ کر بولا ٭

"اَے دیوی جی تُم میرے لڑکے کو بھینٹ میں لو اور راجہ کو بہت دنوں تک زندہ رکھو" اُس نے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یہ کہہ کر ایسا ایک ہاتھ مارا کہ لڑکے کا سر زمین پر لوٹنے لگا۔ بھائی کا مرنا دیکھ کر اُس کی لڑکی نے بھی اپنا گلا کاٹ ڈالا۔ بیٹے اور بیٹی کو مرا دیکھ کر اُس کی عورت بھی تلوار سے اپنا گلا کاٹ کر مر گئی۔ اِن سب کا مرنا دیکھ کر بیربل نے سوچا کہ جب لڑکے بچّے ہی نہ رہے تو نوکری کس کے لئے کروں۔ اُس نے بھی راجہ کی بھلائی کا خیال کرتے ہوئے اپنے کو دیوی پر چڑھا دیا۔

یہ سب باتیں دیکھ کر راجہ کے دل میں بڑا افسوس ہوا اور اُس نے سوچا کہ میرے برابر کے تو بہت سے آدمی روز مرتے اور پیدا ہوتے ہیں لیکن اِن کی طرح مالک کا خیر خواہ نہ تو کوئی ہے نہ ہوگا۔ آج میری وجہ سے ایک کُنبہ کا کُنبہ تباہ ہو اور ایک راج کرے۔ اس طرح کا راج کرنا اچھا نہیں بلکہ سب طرح بُرا ہے۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا بھی گلا کاٹ کر مر جانے کے لئے جیوں ہی تلوار اُٹھائی ویسی ہی دیوی نے سامنے سے آکر اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ "بیٹا میں تیری ہمّت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے خوش ہوں - اب جو کچھ تو مانگنا چاہے مانگ لے"+

راجہ نے کہا "دیوی اگر تو خوش ہے تو ان چاروں کو ابھی جلا دے - یہی بھیک میں تجھ سے مانگتا ہوں" دیوی نے کہا "بہت اچھا" یہ کہہ کر دیوی چلی گئی - بیربل اپنے بال بچّوں کے ساتھ جی اُٹھا اور اپنے گھر لوٹ گیا - راجہ بھی چھپ کر اپنے محل کو چلا گیا +

جب بیربل دروازے پر پہنچا تب راجہ نے پوچھا "وہ عورت کیوں روتی تھی" بیربل نے کہا "ایک دُکھیا روتی تھی - اُسے سمجھا بجھا کر چلا آیا ہوں"+

راجہ بیربل کی اِس خیر خواہی سے بہت خوش ہوا اور سویرے ہی بھرے دربار میں اُس نے رات کا سارا حال کہہ سُنایا - سب لوگ بیربل کی بڑائی کرنے لگے - راجہ نے اپنا آدھا راج اُسے دیدیا +

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشق

۱- شودرک کون تھا ؟
۲- بیربل کی عورت نے کیا کہا تھا ؟
۳- بیربل اور اُس کے بال بچّے کیسے جی اُٹھے ؟
۴- بیربل کی کس بات سے راجہ خوش ہوا ؟

سبق - ۳۰

موچی اور اُس کا کام

شاید حیثیت مشقّت حفاظت محفوظ

شاید کوئی آدمی ایسا ہو جو موچی کو نہ جانتا ہو۔ اِسی طرح شاید کوئی ایسا لڑکا ہوگا جسے موچی کا نام اور کام نہ معلوم ہو۔ یہاں اسکول میں جتنے بھی لڑکے ہیں سب جُوتے پہن کر آتے ہیں۔ جو بہت غریب آدمی کے لڑکے ہیں اُن کی بات تو جانے دو۔ وہ بیچارے جُوتے نہیں پہن سکتے۔ کیونکہ اُن کے ماں باپ اپنی غریبی کے باعث اُنھیں جُوتے نہیں پہنا سکتے۔ جتنے بھی دولتمند اور معمولی حیثیت کے آدمیوں کے لڑکے ہیں وہ اکثر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جوتے پہنا کرتے ہیں۔ جوتا موچی بناتا ہے۔ اِسی لئے سبھی اُسے جانتے ہیں ٭

موچی کو یوں تو تم لوگ جانتے ہی ہو مگر اُس کی بہت سی باتوں کو نہیں جانتے۔ اِسی لئے ہم تمھیں آج موچی کا کچھ حال بتلا رہے ہیں۔ موچی کا پیشہ بھی ایک بہت ایمانداری اور محنت ومشقّت کا پیشہ ہے۔ دیکھو اِسی سے ہمارے پَیر محفوظ رہتے ہیں اور اِنھیں راستے کے کنکروں اور پتھّروں اور کانٹوں وغیرہ سے تکلیف نہیں ہونے پاتی۔ اُسی کے بنائے ہوئے جوتے ہمارے پیروں کو گرمی سردی سبھی سے ہمیشہ بچائے رہتے ہیں۔ ہم گرمی کے دنوں میں جب سورج کی تیز دھوپ سے ساری زمین توے کی طرح جلنے لگتی ہے، جوتے پہنے ہوئے بڑے آرام سے اِدھر اُدھر چلا پھرا کرتے ہیں۔ اِسی طرح جاڑے کے دنوں میں بھی ہمیں جوتوں سے بڑا آرام مِلتا ہے۔ ہمارے پیروں میں اُن کی وجہ سے سردی نہیں اثر کرنے پاتی۔ برسات میں بھی جوتے ہمارے پیروں کی حفاظت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کیا کرتے ہیں ٭

یہ تو معلوم ہو گیا کہ موچی جوتے بنایا کرتا ہے۔ اچھا اب یہ بھی سُنو کہ وہ کس طرح جوتے بناتا ہے۔ یہ کسی سے بھی نہیں چھپا کہ جوتے گائے، بیل، بھینس وغیرہ کے چمڑے سے بنائے جاتے ہیں۔ جانوروں کے چمڑے کو لے کر پہلے مسالہ کی مدد سے خوب اچھا یعنی چکنا، صاف اور ملائم بناتے ہیں۔ اِسی کو چمڑے کا کمانا کہتے ہیں۔ جتنا اچھا چمڑا کمایا جاتا ہے اُتنا ہی وہ صاف چکنا اور ملائم ہوتا ہے۔ اور جتنا ہی کم چمڑا کمایا جاتا ہے اُتنا ہی وہ بھدّا کھُردرا اور کڑا رہتا ہے۔ کڑے اور کھُردرے چمڑے سے جو جوتے بنائے جاتے ہیں اُن کے پہننے سے پیروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ پیروں کا چمڑا چھِل جاتا ہے جیسے لوگ کہتے ہیں کہ جوتے نے کاٹ لیا۔ خوب کمائے ہوئے اور ملائم چمڑے سے تیار کئے ہوئے جوتے پیروں کو آرام پہنچاتے ہیں۔ بس اسی لئے جوتوں کے لئے چمڑے کا کمانا بہت ہی ضروری ہے۔ کچّے یا بغیر کمائے ہوئے چمڑے کے جوتے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں بنائے جاتے۔ جو چمڑا کما لیا جاتا ہے اُسے پکّا چمڑا کہتے ہیں ÷

دیہاتوں میں جو موچی رہتے ہیں وہ چمڑے کو اتنا زیادہ اچھا نہیں کماتے۔ اِس کے کئی سبب ہیں۔ اوّل تو وہ شاید چمڑے کے کمانے کی اچھّی ترکیبیں نہیں جانتے۔ دوسرے اگر جانتے بھی ہیں تو اُن ترکیبوں سے وہ دیہات میں چمڑے کے کمانے کا کام بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اِس کے لئے اُن کو گانوؤں میں سہولتیں اور آسانیاں نہیں رہتیں نہ تو اُن کو آسانی سے اچھّی طرح کمانے کے لئے مسالہ وغیرہ مِل سکتا ہے اور نہ اُن کو پرتا ہی پڑتا ہے۔ خرچ اور وقت کی بچت کرنے کے لئے اُن طریقوں اور مسالوں کا استعمال وہ اپنے چمڑے کے تیار کرنے میں نہیں کر سکتے۔ اگر وہ خوب اچھّے مسالے شہروں سے منگا کر چمڑے کو بڑھیا بڑھیا ترکیبوں سے پکا لیا کریں تو اُن کا وقت بھی بہت لگے اور اُن کو خرچ بھی بہت کرنا پڑے۔ جسے وہ جوتوں کے دام سے پورا نہیں کر سکتے ÷

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِنھیں وجہوں سے دیہاتوں میں موچی معمولی طرح سے چمڑا کما لیا کرتے ہیں۔ ایک بات اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دیہات کے آدمی زیادہ نرم اور عمدہ چمڑے کے ہلکے جوتوں کو پسند بھی نہیں کرتے۔ کیونکہ اُن کو وہ لوگ اپنے لائق نہیں سمجھتے۔ سچ بات تو یہی ہے کہ ملائم جوتے اُن کے کام کے نہیں ہوتے۔ وہ دیہات میں کافی دنوں تک ٹھہر بھی نہیں سکتے۔ بلکہ بہت جلد ٹوٹ جاتے ہیں۔ اُن کے لئے دام بھی زیادہ دینا پڑتے ہیں اور وہ زیادہ دنوں تک چلتے بھی نہیں۔ اس لئے دیہات کے کسان لوگ بھاری۔ مضبوط اور کڑے جوتے پسند کیا کرتے ہیں۔ دیہات کے موچی بھی اِسی لئے چمڑے کو معمولی طرح سے پکا کر ایسے ہی مضبوط بھاری اور کڑے جوتے جو زیادہ چل سکیں بنا کر بیچا کرتے ہیں۔ وہ جوتے اوپر کی طرف بالکل کھلے رہتے ہیں جس سے اُن کے اندر کافی ہوا پہنچتی رہتی ہے۔ اِل اُن کے نیچے کا حِصّہ جسے "تلا" کہتے ہیں بہت موٹا اور مضبوط رہتا ہے۔ اِن جوتوں کا اوپری

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

حصّہ دُہرے چمڑے کا بنایا جاتا ہے اور اُن کی سِلائی چمڑے سے کی جاتی ہے ÷

دیہاتی موچی کے پاس بہت تھوڑے سے اوزار رہتے ہیں۔ اِس کے خاص اوزار رانپی، سُتاری، کلبوت اور ہتھوڑا ہوتے ہیں۔ رانپی ایک لوہے کی چوکور چپٹی اور لمبی پٹّی ہوتی ہے۔ اُس کا ایک سِرا خوب تیز رہتا ہے۔ اُسی میں دھار رہتی ہے جس سے موچی چمڑے کو کاٹا چھانٹا کرتے ہیں۔ اُس کے دوسرے سرے پر لکڑی کا ایک بینٹ لگا رہتا ہے۔ سُتاری لوہے کی ایک پتلی سلاخ ہوتی ہے۔ اُس کو ہم موچی کی سوئی کہہ سکتے ہیں۔ اُسی سے وہ جوتے سیا کرتا ہے۔ سُتاری دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک قسم کی سُتاری وہ ہے جس سے چمڑے میں چھید کئے جاتے ہیں اور پھر اُن چھیدوں میں چمڑے کی پتلی ڈوری ڈال کر سیا جاتا ہے۔ دوسرے قسم کی سُتاری وہ ہے جس کے تیز اور نکیلے سِرے میں ایک کنٹیا سی بنی رہتی ہے۔ اِسی سے موچی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چمڑے میں چھید کرکے اُن میں سے سوت نکالتا اور سیا کرتا ہے۔ یہ اُن جوتوں کے بنانے میں کام دیتی ہے جن میں سوُت کی سِلائی کی جاتی ہے۔ یہی دو اوزار بہت خاص ہیں ٭

کلبوت لکڑی کا بنا ہوا جوتے کا ایک قسم کا سانچہ ہے۔ اُس کو ڈال کر جوتے کے چمڑے کو اوپر اُٹھاتے اور اُس کی شکل و صورت ٹھیک کرتے ہیں۔ دیہاتی موچیوں کے پاس کوئی ایسا سانچہ نہیں ہوتا جس پر چمڑا چڑھا کر وہ جوتے بنا سکیں۔ اُن کے پاس ایک لوہے کا ہتھوڑا سا ہوتا ہے۔ اُسی سے وہ چمڑے کے کوٹنے کا کام لیا کرتے ہیں۔ اِن سب کے علاوہ اُن کے پاس لکڑی کا موٹا چوکور لمبا اور کم چوڑا ٹکڑا بھی رہتا ہے۔ اِسی پر رکھ کر وہ رانپی سے چمڑے کو کاٹتے چھانٹتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ چمڑے کو پانی سے گیلا کرکے نرم کرنے کے لئے اپنے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک برتن بھی رکھتے ہیں ٭

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہمارے ملک کے الگ الگ صوبوں اور ضلعوں میں ہر قسم کے جوتے بنتے ہیں۔ ہمارے صوبے میں بھی کئی طرح کے جوتے دیسی موچی یا دیہاتی موچی بنایا کرتے ہیں۔ سب میں یہ بات ضرور ایک سی رہتی ہے کہ سبھی جوتے اوپر سے کھلے رہتے ہیں جس سے اُن کے بھیتر ہوا کافی پہنچتی رہتی ہے اور اُن کے اُتارنے اور پہننے میں بھی کوئی خاص دقّت نہیں ہوتی +

ہلکے۔ بھاری۔ موٹے۔ پتلے۔ بڑے۔ چھوٹے سبھی طرح کے جوتے بنائے جاتے ہیں۔ جوتے پر اچھے کاریگر موچی مخمل وغیرہ چڑھا کر اُن پر ریشم یا کلابتو وغیرہ سے اچھے اچھے بیل بوٹے بھی بنایا کرتے ہیں۔ ایسے جوتے بڑے آدمی پہنتے ہیں اور معمولی آدمی بیاہ شادیوں میں اُن جوتوں کا استعمال کرتے ہیں۔ انھیں کامدار جوتے کہتے ہیں +

مشق

۱۔ جوتوں سے ہمیں کیا فائدے ہیں ؟
۲۔ چمڑے کا کمانا کسے کہتے ہیں ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۳- دیہاتی موچی کے پاس کون کون اوزار ہوتے ہیں ؟
۴- دیہاتی کسان کیسے جوتے پسند کرتے ہیں ؟
۵- ستاری اور کلبوت کیا ہیں ؟
۶- گاؤں کے موچی کیوں اچھا چمڑا نہیں بناتے ؟
۷- معنی بتاؤ :-
وقت ، خاص - الگ الگ - علاوہ -
۸- جملوں میں استعمال کرو :-
دقّت نہیں ہوتی - معمولی حیثیت -

سبق - ۳۱

ایک بڈّھا گھوڑا

دل و جان ، ناممکن ، ہنہنانا ، شکریہ

ایک آدمی کے پاس ایک گھوڑا تھا - جب وہ گھوڑا بڈھا ہو چلا اور اُس کی طاقت کچھ کم ہوگئی تب ایک دن اُس کے مالک نے اُسے اپنے پاس بُلاکر کہا " پیارے گھوڑے اب تم میرے کام کے نہیں رہے - اِس لئے مجھے افسوس ہے کہ تمھیں اب بیٹھے بیٹھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کھانا نہیں دے سکتا"۔

گھوڑے نے کہا "آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن ذرا یہ تو سوچئے کہ زندگی بھر مَیں نے آپ کا کام کیا۔ اب مَیں بُڈھا ہو چلا اور کوئی کام کرنے کے لائق نہیں رہا۔ اِسی وقت کے لئے مَیں نے دل وجان سے آپ کا کام کیا تھا۔ آپ مہربانی کر کے مجھے اِس بُڑھاپے میں اپنے پاس سے دُور نہ کیجئے اور روکھا سوکھا کھانا دے کر میرا پیٹ بھرئیے۔ مَیں آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔ مجھے کون رکھے گا"۔

مالک نے کہا "تُم ٹھیک کہتے ہو۔ مَیں تمھیں اپنے پاس رکھنے کے لئے تیّار ہوں مگر تُم میرا ایک کام کر آؤ۔ مجھے ایک شیر کی ضرورت ہے۔ اگر تُم مجھے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ایک شیر لاکر دے دو تو میں تمھیں کبھی نہ نکالوں گا اور آرام سے رکھوں گا"۔

یہ کہہ کر مالک نے گھوڑے کو جنگل کی طرف ہانک دیا۔ گھوڑا یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ شیر کا لانا تو ناممکن ہے۔ خیر جیسی آپ کی مرضی ہو۔

گھوڑا جنگل میں پہنچ کر ایک پیڑ کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ وہ طرح طرح کی باتیں سوچنے لگا۔ تھوڑی دیر میں ایک چالاک لومڑی اُدھر سے نکلی۔ اُس نے گھوڑے سے پوچھا۔ بھائی رنجیدہ کیوں ہو۔ کس فکر میں ہو۔ یہاں اکیلے کیسے کھڑے ہو؟

گھوڑے نے جواب دیا۔ "بی لومڑی کیا کہوں۔ کچھ کہتے نہیں بنتا۔ جس مالک کا اب تک جی جان سے کام کیا اُسی نے آج مجھے یہ کہہ کر گھر سے نکال دیا کہ تم بڈّھے ہو گئے اور میرے کام کے نہیں رہے۔ اب میں تمھیں کھانا نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر ایک شیر تم میرے لئے پکڑ لاؤ تو میں تمھیں عمر بھر آرام سے اپنے پاس رکھوں گا۔ لیکن بی لومڑی تمھیں بتاؤ کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں"۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

لومڑی نے کہا۔"اچھا بھائی گھبراتے کیوں ہو! تمھارے مالک کو ایک شیر ہی چاہیئے نا؟ میں تمھیں ایک شیر پکڑلائے دیتی ہوں۔ تم جاکر اُسے دے دو اور چین سے رہو۔ دیکھو ایک میرا کہنا مانو۔ تم یہاں مُردے کی طرح لیٹ جاؤ میں ایک شیر کو بُلا لاتی ہوں لیکن جب تک میں نہ کہوں اُس وقت تک تم ویسے ہی پڑے رہنا"۔

گھوڑے نے کہا" اچھا میں تمھارا کہنا کرتا ہوں اور مُردے کی طرح لیٹا جاتا ہوں"۔ لومڑی نے کہا۔ "بہت ٹھیک۔ لو میں بھی جاتی ہوں"۔

یہ کہہ کر لومڑی ایک شیر کے پاس پہنچی اور بولی مہاراج بندگی۔ آج آپ کے لئے ایک شکار دیکھ آئی ہوں۔

ایک بہت اچھا گھوڑا یہاں سے تھوڑی دور پر ایک پیڑ کے نیچے پڑا ہوا ہے۔ چلئے اُسے لے آئیے۔ شیر بڑا خوش ہوا اور لومڑی کے ساتھ چل دیا۔ پیڑ کے نیچے پہنچکر اُس نے دیکھا کہ سچ مچ ایک عمدہ گھوڑا پڑا ہوا ہے +

لومڑی نے کہا" مہاراج یہ بھاگ نہیں سکتا۔ اِس

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے چوٹ لگی ہے۔ میں اُسے اُس کی رسّی سے آپ کی کمر میں باندھ دیتی ہوں۔ آپ اِسے اپنی ماند میں گھسیٹ لے چلیئے"۔

شیر راضی ہوگیا۔ لومڑی نے جھٹ رسّی کا ایک سِرا گھوڑے کی کمر میں باندھ کر دوسرا شیر کی کمر میں باندھ دیا اور ہنس کر کہا "بھائی گھوڑے بھاگ جاؤ۔ بھاگ جاؤ۔ اِس شیر کو گھسیٹ لے جاؤ اور اپنے مالک کو خوش کرو"۔

گھوڑا لومڑی کا شکریہ ادا کرتا ہوا تیزی سے اپنے گھر کی طرف دوڑا۔ گھِسٹتے گھِسٹتے شیر کا سارا بدن چھل گیا۔ وہ بہت گرجا تڑپا مگر گھوڑے نے ایک نہ سُنی اور اپنے مالک کے گھر پہنچا ہی دیا۔

گھر پہنچ کر گھوڑا بہت زور سے ہنہنایا۔ اُس کا ہنہنانا سُن کر مالک گھر سے باہر آیا تو اُس نے دیکھا کہ اُس کا گھوڑا سچ مچ ایک شیر پکڑ لایا ہے۔

مالک کو دیکھ کر گھوڑے نے کہا "لیجئے صاحب میں آپ کے لئے شیر لے آیا۔ مالک بہت خوش ہوا اور ہمیشہ کے لئے گھوڑے کو اپنے پاس رکھ لیا"۔

مشق

۱۔ مالک نے گھوڑے کو کیوں نکال دیا اور اُسے کیا کرنے کو کہا؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

۲- لومڑی نے گھوڑے کی کس طرح مدد کی؟

۳- اس کہانی کو سُناؤ۔

سبق ۲۲

میلہ

بسنت ۔ اسکاؤٹ ۔ حُلیہ ۔ رہنٹ ۔ بزاز۔

بسنت پنچمی کا دن تھا۔ اسکول میں چھٹی تھی۔ لڑکوں نے آپس میں یہ صلاح کی کہ چلو ہم سب لوگ راجہ پور چلیں اور بسنت کا میلہ دیکھیں۔ راجہ پور ہمارے گانوں سے بہت دور نہیں ہے۔ ہم لوگ میلہ دیکھ کر شام کو لوٹ سکتے ہیں۔ موہن نے کہا۔

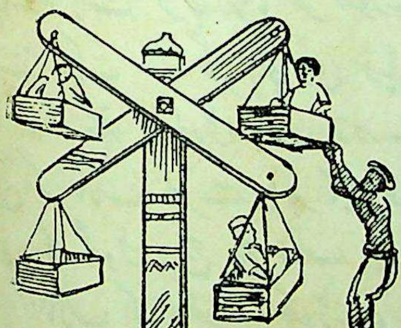

"ارے بھائی راجہ پور چل کر کیا کروگے۔ آؤ سب یہیں پر کھیلیں۔ یہ سُن کر ماتا دین بولا۔ واہ موہن واہ! کیسی باتیں کرتے ہو کھیل تو ہم لوگ روز ہی کھیلتے ہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چلو آج میلہ دیکھیں۔ سال بھر کے بعد بسنت کا میلہ ہوتا ہے۔ وہاں دُور دُور سے لوگ آئینگے۔ طرح طرح کی دُکانیں ہوں گی۔ آج رہنٹ کا جھولا بھی وہاں جھولنے کو ملیگا اور ہم جمنا جی میں نہا بھی سکیں گے۔

اِس پر سب لوگوں نے کہا "ماتا دین ٹھیک کہہ رہا ہے۔ چلو موہن تُم بھی چلو۔ سب لڑکے راجہ پور جانے کو تیّار ہو گئے۔ اُنھوں نے اپنے اپنے گھروں سے کچھ پیسے لئے اور اپنی اپنی دھوتیاں ساتھ لے راجہ پور کو چل دئے۔

راستے میں لڑکے ہنستے ہنساتے اور کھیلتے کودتے جاتے تھے۔ تھوڑی دیر میں سب لوگ میلے میں پہنچ گئے۔ پہلے جمنا جی کے کنارے جاکر سب نیلے نیلے پانی میں نہائے۔ جمنا جی میں بہت سے مرد عورتیں نہا رہی تھیں۔ کچھ لوگ تیر بھی رہے تھے۔ لڑکے نہاتے ہوئے یہ سب تماشا دیکھنے لگے۔ لوگوں کو تیرتا ہوا دیکھ کر کچھ لڑکے بھی بازی لگا لگا کر تیرنے لگے۔ شیام تیرنے میں سب سے اوّل رہا۔ لڑکے نہا کر میلے میں گئے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میلے میں رہنٹ لگا ہوا تھا۔ لڑکے خوشی خوشی جھولے والے کو پیسہ دے جھولنے کے لئے بیٹھ گئے۔ جب جھولا گھومنے لگا تب مرآری کو ڈر لگا اور اُس نے رونا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر سب لڑکے ہنس پڑے۔ مُراری اور زور سے رونے لگا اور اُس نے جھولے والے سے اُتارنے کو کہا۔ جھولے والے نے جھولا روک کر مُرآری کو اُتار دیا۔ جھُولا جھول کر لڑکے ایک حلوائی کی دُکان پر پہنچے اور سب نے اپنے اپنے پیسوں کی مٹھائی لے کر کھائی پھر اور دُکانوں کو دیکھنے لگے۔

میلے میں بہت سی دُکانیں تھیں۔ کسی پر مٹھائی بک رہی تھی تو کسی پر چنا، لائی۔ کوئی پھل بیچ رہا تھا تو کوئی ترکاری۔ کچھ لوگ مٹّی کے کھلونے بیچ رہے تھے۔ بزازوں کی بھی کئی دُکانیں تھیں۔ ایک ٹھٹھیرے کی دُکان تھی۔ اُس پر برتن بک رہے تھے۔ ایک آدمی گھوم گھوم کر باجے اور کاغذ کے کھلونے بیچ رہا تھا۔

شیام نے کہا۔ بھائی مَیں یہ کِھلونا اپنی چھوٹی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہن کے لئے خرید لوں۔ شیام کو باجہ خریدتے دیکھ کر اور بھی کئی لڑکوں نے باجے خریدے۔

میلے میں گھومتے ہوئے لڑکے مہادیو جی کے اُس مندر میں پہنچے جس میں لوگ آم کی بَور اور پھول پتّی لے کر مہادیو جی کا پوجا کرنے کو آ جا رہے تھے۔ وہاں ایک جگہ پر نقّارہ بج رہا تھا۔ کچھ لوگ ایک دوسری جگہ بھاگ گا رہے۔ اُن کے سر پر بسنتی رنگ کے صافے تھے۔ مندر کے دوسری طرف ایک کنُوئیں پر کچھ لوگ کھانا کھاکر پانی پی رہے تھے۔ لڑکوں کو بھی پیاس لگی ہوئی تھی۔ اُنھوں نے وہاں پانی پیا اور پھر میلے میں گھومنے لگے۔

کئی لڑکوں نے کتابیں خریدیں۔ جب لڑکے کتابیں خرید رہے تھے۔ تب سوہن نے کہا۔ ارے للّو کہاں گیا۔ لڑکے للّو کو چاروں طرف تلاش کرنے لگے۔ تھوڑی دور پر اُنھیں ایک اسکاوَٹ مِلا۔ اُس نے ان لوگوں کو گھبرایا ہوا دیکھ کر پوچھا۔ تُم ایسے کیوں گھبرائے ہوئے ہو۔ کیا تمھارا کوئی ساتھی کھو گیا ہے۔

لڑکوں نے کہا ہاں۔ سوہن کا چھوٹا بھائی للّو نہیں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مِلتا۔ وہ ابھی کھو گیا ہے۔ اُس کو ہم تلاش کر رہے ہیں۔ اسکاؤٹ نے پوچھا۔ وہ کہاں کھو گیا ہے؟ لڑکوں نے کہا۔ ہم کتابیں خرید رہے تھے وہیں سے وہ لاپتہ ہو گیا۔ اسکاؤٹ نے کہا۔ گھبراؤ نہیں۔ میں ابھی پتہ لگوائے دیتا ہوں۔ ذرا اُس کا حُلیہ تو بتاؤ۔

لڑکوں نے للّو کی صورت اور اُس کے کپڑے بتلا دئے۔ اِسکاؤٹ نے جیب سے ایک سیٹی نکال کر بجائی۔ فوراً دو تین اسکاؤٹ آ گئے۔ اُس نے اُن سے کہا۔ دیکھو بھائی ابھی ابھی یہیں سے سوہن کا ایک چھوٹا بھائی جو دس، گیارہ برس کا ہے اور ایک پتلا کرتا اور ٹوپی پہنے ہوئے ہے، کھو گیا ہے۔ آؤ اُسے ڈھونڈھ لائیں۔

تھوڑی دیر میں ایک اسکاؤٹ للّو کو تلاش کر کے لایا۔ سوہن اور اُس کے ساتھی للّو کو پاکر بہت خوش ہوئے اور اُس کا شکریہ ادا کرنے لگے۔

اسکاؤٹ نے کہا۔ شکریہ کی ضرورت نہیں۔ ہم تمھارے بھائی ہیں، تمھاری خدمت کرنا ہمارا کام ہے، تمھیں بھی اِسی طرح دوسروں کی مدد کرنی چاہئے۔ اَب شام ہو چلی تھی۔ لڑکوں نے گھر کے لئے کچھ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مٹھائی خریدی اور اپنے گانوں کو چل دئے۔

مشق

۱۔ لڑکوں نے میلے میں کیا دیکھا؟

۲۔ اسکاؤٹ نے لڑکوں کی کیا مدد کی؟

۳۔ کسی ایسے میلے کا حال بتاؤ جو تم نے دیکھا ہو۔

سبق۔۳۴

پالتو جانور

وفادار بہ نسبت علاوہ تعلیم

یہ تو تُم جانتے ہی ہو کہ بہت سے جانور ایسے ہیں جن کو لوگ اِس لئے پالتے ہیں کہ اُن سے کئی طرح کے فائدے ہیں۔ اِس طرح کے جانوروں میں گائے، بیل۔ بکری۔ بھینس اور بھیڑ وغیرہ ہیں۔ اِن جانوروں کے بارے میں تم کو بہت سی باتیں معلوم ہو چکی ہیں۔ آج ہم تمھیں اُن جانوروں کے بارے میں کُچھ ضروری باتیں بتلاتے ہیں جن کو لوگ اپنے آرام اور دوسرے کاموں کے لئے پالا کرتے ہیں۔ اِس طرح کے جانوروں میں گھوڑے۔ اونٹ۔ خچّر۔ ٹٹّو وغیرہ خاص ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھوڑے کے بارے میں بھی تُم کو بہت سی خاص خاص باتیں معلوم ہی ہو چکی ہیں۔ گھوڑا اُن آدمیوں کے یہاں پالا جاتا ہے جو اِتنے مالدار ہوتے ہیں کہ اُس کا کُل خرچ اچّھی طرح آسانی کے ساتھ برداشت کر سکتے ہیں۔ گھوڑے کو لوگ اپنے آرام کے لئے پالتے ہیں۔ وہ صرف سواری ہی کا کام نہیں دیتا بلکہ کُچھ مُلکوں میں اُس سے ہل بھی چلائے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے ملک میں گھوڑا صرف سواری کے لئے رکھا جاتا ہے اور گاڑی بگھی وغیرہ میں جوتا جاتا ہے۔

اونٹ بھی ایک بڑے کام کا جانور ہے۔ جن مُلکوں میں رتیلے میدان ہوتے ہیں وہاں تو اونٹ ہی سے کام نکلتا ہے۔ اونٹ ریگستان کا جہاز کہلاتا ہے۔ ریت پر اونٹ جس آسانی اور خوبی کے ساتھ چل سکتا ہے اُس آسانی اور خوبی کے ساتھ گھوڑے۔ ہاتھی اور دوسرے جانور نہیں چل سکتے۔ بات یہ ہے کہ اونٹ کے پیروں کے نیچے گوشت کی گدّیاں ہوتی ہیں اور اِس سے اُس کے پیر ریت میں نہیں دھنس سکتے۔ یہ بات دوسرے جانوروں میں نہیں ہوتی۔ اِسی سے دوسرے جانوروں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے پیر ریت میں دھنس جاتے ہیں اور اُن کو چلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

دوسری خاص بات جو اونٹ میں ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ جب ایک مرتبہ اپنا پیٹ پانی سے خوب بھر لیتا ہے تب وہ کئی دنوں کے لئے چھُٹّی پا جاتا ہے اور پھر اُسے پانی کی کوئی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ کیونکہ اُس کے پیٹ میں ایک خاص تھیلی ایسی ہوتی ہے جس میں وہ خوب پانی بھر لیتا ہے اور ضرورت پڑنے پر اُسی پانی سے اپنا کام نکالتا ہے۔ گھوڑوں یا دوسرے جانوروں میں یہ بات نہیں ہوتی۔ اُن کو پانی کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اونٹ اِسی سے ریتیلے میدانوں میں جہاں بڑی دور تک پانی کئی کئی دنوں تک نہیں مِلتا آسانی کے ساتھ برابر اپنا کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اِسی کے ساتھ ہی ساتھ اونٹ جتنا بوجھ لے کر چلا جا سکتا ہے اُتنا اور کوئی دوسرا جانور نہیں لے جا سکتا۔ ہمارے یہاں اونٹ زیادہ تر بوجھ ڈھونے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ کہیں کہیں یہ بڑی بڑی گاڑیوں میں بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جوتا جاتا ہے۔جس گاڑی میں اونٹ جوتا جاتا ہے اُسے اونٹ گاڑی کہتے ہیں اور وہ بہت اونچی ہوتی ہے۔

اونٹ کی گردن سب جانوروں کی گردنوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے اور اُس کی پیٹھ پر ایک کوہان اونچا سا ہوتا ہے جو اور کسی جانور کے پیٹھ پر نہیں ہوتا۔ کسی کسی اونٹ کے دو کوہان بھی ہوتے ہیں۔ اونٹ پیڑوں کی پتّیاں بہت کھاتا ہے۔ اونٹنی کا دودھ بہت میٹھا ہوتا ہے۔

ٹٹّو اور خچّر تو تُم جانتے ہی ہو کہ وہ صرف بوجھ لادنے کے کام میں آتے ہیں۔ یہ گھوڑے کی قسموں میں سے ہیں اور قریب قریب سب ہی جگہ پائے جاتے ہیں۔

جو لوگ بہت زیادہ روپئے والے ہوتے ہیں یا جو لوگ راجہ ہیں وہ اپنی سواری کے لئے ہاتھی بھی رکھتے ہیں۔ ہاتھی سب جانوروں سے ڈیل ڈول میں بڑا ہوتا ہے۔جس قدر اِس کا بدن لمبا، چوڑا اور بھاری ہوتا ہے اُسی قدر اُس میں طاقت بھی ہوتی ہے۔ اِس لئے کہہ سکتے ہیں اور یہ کہا بھی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جاتا ہے کہ دُنیا کے سب زمین پر رہنے والے جانوروں میں ہاتھی ہی اپنی طاقت اور ڈیل ڈول کی وجہ سے راجہ ہے۔

ہاتھی اور جانوروں کی بہ نسبت زیادہ عقلمند بھی ہوتا ہے۔ وہ آدمی کی سب باتوں کو سمجھ لیتا ہے اور اپنے مہاوت کا پورا فرمانبردار ہوتا ہے۔ ہاتھی کے ایک بہت لمبی ناک ہوتی ہے۔ اِسی کو سونڈ کہتے ہیں۔ اِس سے یہ وہی کام لیتا ہے جو ہم لوگ اپنے ہاتھ سے لیا کرتے ہیں۔ سونڈ سے وہ سوئی جیسی چیز بھی زمین سے اُٹھا لیتا ہے۔ ہاتھی کے دو دانت اِتنے لمبے ہوتے ہیں کہ وہ اُس کے مُنہ سے باہر سونڈ کے دونوں طرف نکلے رہتے ہیں۔ جب یہ بہت لمبے ہو جاتے ہیں تب کاٹ لیئے جاتے ہیں۔ ہاتھی کے دانت سے بہت سی چیزیں بنائی جاتی ہیں اور وہ بہت قیمتی ہوتی ہیں۔ ہاتھی کے کان بھی دوسرے جانوروں کے کانوں سے زیادہ بڑے ہوتے ہیں اور ہاتھی اُن سے اپنے مُنہ پر ہوا پہنچایا کرتا ہے۔ اُس کی آنکھ ضرور اُس کے قد کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مطابق نہیں ہوتی بلکہ بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ ہاتھی پر پہلے ایک ہودا رکھا جاتا ہے۔ اُس پر بڑے آدمی بیٹھتے ہیں۔ مہاوت ہاتھی کی گردن کے پاس بیٹھتا ہے اور ایک تیز اور نُکیلا ہتھیار لئے رہتا ہے جسے آنکس کہتے ہیں۔ اِسی سے وہ ہاتھی کو چلایا کرتا ہے۔

ہاتھی تیرنے میں بھی بہت تیز ہوتا ہے اور بڑے بڑے دریا کو آسانی سے پار کر جاتا ہے۔ اُس کا تیرنا بھی بڑا ہی عجیب ہوتا ہے۔اور جانوروں کی طرح ہاتھی نہیں تیرتا۔ پہلے وہ اپنی سونڈ کو اُٹھاکر اپنے سب بدن کو ڈبو دیتا ہے اور پھر اپنے پیر سے زمین میں ایسی ٹھوکر لگاتا ہے کہ اُس کی وجہ سے وہ پانی کو چیرتا ہوا دور تک نکل جاتا ہے۔

اِن جانوروں کے علاوہ اور بھی چھوٹے بڑے کئی جانور ایسے ہیں جو پالے جاتے ہیں۔ایسے جانوروں میں کتّا سب سے خاص ہے۔ کتّا بہت ہی وفادار اور نمک حلال ہوتا ہے۔ یہ اپنے مالک کو خوب پہچانتا ہے۔ اُس کے اور اُس کے گھر والوں کے ساتھ محبت رکھتا ہے۔ مالک کے لئے وہ اپنی جان تک دے دیتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے۔ اگر کُتّے کو اچھّی طرح تعلیم دی جائے تو وہ بہت سے کام آدمی کی طرح کر سکتا ہے۔

کُتّے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ کچھ کُتّے شکاری ہوتے ہیں اور جنگل کے

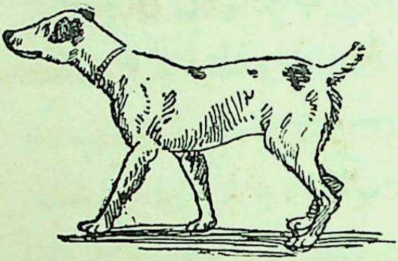

بڑے بڑے جانوروں کے شکار میں شکاریوں کی بڑی مدد کرتے ہیں۔ ولایتی کُتّے بہت چالاک اور تیز ہوتے ہیں۔ اِن کے بال بھی بہت بڑے بڑے اور گھنے ہوتے ہیں۔ ہمارے مُلک میں بھی کئی طرح کے کُتّے پالے جاتے ہیں۔ جتنا زیادہ پیار انگریز لوگ کتّوں کا کرتے ہیں اُتنا ہمارے مُلک کے آدمی نہیں کرتے۔ جو لوگ جنگل میں زیادہ رہتے ہیں وہ کُتّے ضرور پالا کرتے ہیں۔ اکثر تم نے یہاں کے اہیروں اور گڈریوں کو کُتّے پالتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ کُتّے اُن کی گایوں اور بھیڑ بکریوں کی ہر وقت رکھوالی کیا کرتے ہیں اور اُن کو جنگلی جانوروں سے بچایا کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

مشق

۱۔ ہمارے یہاں کے خاص خاص پالتو جانور کون ہیں ؟
۲۔ اونٹ کیسا جانور ہے؟ اُس کی کچھ خاص باتیں بتاؤ۔
۳۔ ہاتھی کس طرح تیرتا ہے اور وہ جانوروں کا راجہ کیوں کہا جاتا ہے؟
۴۔ کُتّا کیسا جانور ہے اور اُسے لوگ کیوں پالتے ہیں ؟

سبق۔۳۴

ریل اور اُس کے فوائد

سفر اکیلے دُکیلے زیادہ تر مطابق

لڑکو! تم میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جس نے ریل گاڑی نہ دیکھی ہو۔ بلکہ بہت سے لڑکے ایسے بھی ہوں گے جو اُس پر سوار بھی ہوئے ہوں گے۔ ریل گاڑی بہت لمبی ہوتی ہے۔ اِس میں سب سے آگے ایک انجن لگا ہوتا ہے اور اُس کے پیچھے بہت سے ڈبّے لگے رہتے ہیں۔ اِن ڈبّوں کو کوئی گھوڑا نہیں کھینچتا۔ اِنھیں صرف ڈبّوں کے آگے لگا ہوا انجن ہی کھینچتا ہے۔ یہ انجن بھاپ کے زور سے چلتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

انجن میں آگ جلانے کے واسطے ایک بھٹی ہوتی ہے اور ایک حوض پانی سے بھرا رہتا ہے جس میں کئی نلکیاں لگی ہوتی ہیں۔ حوض کا پانی آگ سے گرم ہوکر بھاپ بنتا رہتا ہے۔ یہ بھاپ ان میں چلی آتی ہے اور انجن کے پہیوں کے چکر دینے والے پرزوں کو گھماتی ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ بھاپ کے زور سے انجن کے پہیوں کو گھمانا یا نہ گھمانا چلانے والے ہی کی مرضی پر ہے۔ جب وہ چاہے پہیئے کو چلاکر انجن کو دوڑا سکتا ہے اور جب چاہے انھیں روک سکتا ہے۔ کیونکہ اُس میں ایک کل ایسی لگی رہتی ہے کہ جب وہ انجن کو چلانا چاہتا ہے تب وہ اُس کل کو گھما دیتا ہے۔ اُس وقت بھاپ زور کرکے انجن کے پہیئے کو گھما دیتی ہے۔ پہیئے گھومنے لگتے ہیں اور انجن چلنے لگتا ہے۔ اُس کے ساتھ ہی ساری گاڑیاں بھی پیچھے پیچھے چلنے لگتی ہیں۔ یہ گاڑیاں لوہے کی بڑی بڑی کڑیوں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑی اور جکڑی رہتی ہیں۔ انجن کے چلتے ہی گاڑیاں بھی چلنے لگتی ہیں اور جب ریل کو وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ٹھہرانا چاہتا ہے تب اُسی کل کو جسے دباکر اُس نے انجن چلایا تھا دوسری طرف گھوما دیتا ہے۔ اُس وقت بھاپ کا زور انجن کے پہیئے سے ہٹ جاتا ہے۔ اِسی لئے وہ پھر نہیں گھومتے اور انجن ٹھہر جاتا ہے۔ اَب کہیں کہیں بجلی کے زور سے بھی انجن چلنے لگے ہیں۔

پُرانے زمانے میں جب ریل گاڑیاں نہ تھیں، تب لوگ چھکڑوں، بیل گاڑیوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ رئیس یا امیر لوگ سفر کے لئے رتھ، بگھی، یکّہ اور دوسری اسی طرح کی سواریوں کو کام میں لایا کرتے تھے۔ کچھ لوگ ہاتھی اور اونٹوں کو بھی سواری کے کام میں لاتے تھے۔ اگر کسی دور کے مقام کو جانا ہوتا تھا تو لوگ کئی مہینوں میں پہنچتے تھے اور جاڑا، گرمی اور برسات سے تکلیف اُٹھاتے تھے۔ اکیلے دُکیلے سفر کرنا بہت مشکل تھا۔ چور، لُٹیرے اور ڈاکو راستے میں سب سامان لوٹ لیتے تھے۔ اِن سواریوں پر سفر کرنے میں وقت بہت لگتا تھا۔ جب سے ریل گاڑی چلی ہے، مہینوں کا سفر لوگ اِسی کے ذریعہ سے گھنٹوں میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

طے کر لیتے ہیں۔

سفر کے علاوہ مال اسباب بھی ریل گاڑیوں کے ذریعہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ جاتا ہے۔ مال بھیجنے کے لئے دوسری گاڑی ہوتی ہے۔ اُسے مال گاڑی کہتے ہیں۔ مال سواری گاڑیوں میں نہیں بھیجا جاتا۔ سواری گاڑیاں بھی کئی طرح کی ہوتی ہیں جو دھیرے دھیرے چلتی ہیں اور ہر ایک اسٹیشن پر رُکتی ہیں۔ اُسے "پسنجر" گاڑی کہتے ہیں اور کچھ ایسی ہوتی ہیں جو تیز چلتی ہیں۔ اور بڑے بڑے اسٹیشنوں پر ٹھہرتی ہیں۔ یہ "اکسپرس" کہلاتی ہیں۔ اِن کے علاوہ ڈاک کو لے جانے کے لئے ڈاک گاڑی بھی ہوتی ہے جو سب گاڑیوں سے تیز چلتی ہے۔ سواری گاڑیوں میں چار درجے ہوتے ہیں۔ اُن کو اوّل، دوسرا، ڈیوڑھا اور تیسرا درجہ کہتے ہیں۔ اوّل۔ دوسرے اور ڈیوڑھے درجے میں امیر لوگ بیٹھتے ہیں۔ اُن میں آرام تو زیادہ ملتا ہے مگر کرایہ بھی زیادہ دینا پڑتا ہے۔ معمولی طور سے زیادہ تر لوگ تیسرے درجہ میں سفر کرتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ریل گاڑی بڑے فائدے کی چیز ہے۔ اِس کے ذریعہ سے غلّہ۔ کپڑے۔ چیزیں وغیرہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو بڑی آسانی سے پہنچ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ پھل اور ترکاریاں بھی ایک شہر سے دوسرے شہر کو پہنچا دی جاتی ہیں۔ اگر ریل نہ ہوتی تو اِن چیزوں کا ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا بہت مشکل ہوتا۔

پہلے پہل جارج اسٹیفن نے انجن نکالا تھا۔ یہ ملک انگلینڈ کے رہنے والے تھے۔ انجن پہلے تو کوئلہ ڈھونے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ جب یہ انجن بن گیا اور ٹھیک ٹھیک کام دینے لگا تب اُنھوں نے اور بھی کئی طرح کے انجن بنائے۔ سنہ ۱۸۲۵ء میں ریل گاڑی کا انجن تیار کیا گیا۔ جب یہ پہلے پہل چلایا گیا تب ہزاروں آدمی اُسے دیکھنے کے لئے اکٹھا ہوئے۔ اور جب گاڑی چل نکلی تب اُنھوں نے بہت تعجب کیا۔

جب پہلے پہل ریل گاڑی نکالی گئی تھی تب اُس کی چال بہت کم تھی لیکن اب تو یہ فی گھنٹہ سینتالیس میل تک جاتی ہے۔ دو منٹ میں ایک میل جانا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تو گاڑیوں کی معمولی چال ہے - سواریوں میں ریل گاڑی بڑے آرام کی گاڑی ہے - اِس میں سبھی طرح کے لوگ سفر کر سکتے ہیں -

اِس وقت ہمارے ہندوستان میں بھی بہت سی ریل گاڑیاں چلتی ہیں - یہاں ایسٹ انڈین ریلوے (اِی - آئی - آر) سب سے بڑی اور مشہور ریلوے ہے اور بھی بہت سی ریلیں ہیں جو تمام ہندوستان میں پھیلی ہیں -

ریل کے بارے میں دو ایک باتیں اور بھی جاننا ضروری ہیں - ریل گاڑیاں لوہے کی پٹریوں پر چلتی ہیں - یہ پٹریاں چورس زمین پر برابر برابر فاصلے میں بچھائی جاتی ہیں اور گاڑیاں بھی اُسی کے مطابق ٹھیک ناپ جوکھ کر بنائی جاتی ہیں - گاڑیاں چکنی پٹریوں پر لڑھکتی چلی جاتی ہیں -

انجن کو ٹھیک چلانے کے لئے دو آدمی انجن میں رہا کرتے ہیں - ایک کو جو اچھی طرح گاڑی چلانا جانتا ہے 'ڈرائیور' کہتے ہیں اور دوسرے کو جو اُس کی مدد کے لئے رہتا ہے کوئلہ جھونکنے والا یا اسٹوکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کہتے ہیں۔ اِن کے علاوہ ایک تیسرا آدمی اور ہوتا ہے جس کے حکم سے گاڑی اسٹیشن پر ٹھہرتی اور چلتی ہے۔ اُسے 'گارڈ' کہتے ہیں۔ یہی گاڑی کا مالک ہوتا ہے۔ اِس کے پاس گاڑی کو چلانے اور روکنے کے لئے دو جھنڈیاں ہوتی ہیں۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ سب مسافر اُتر چکے اور چڑھنے والے گاڑیوں میں اچھی طرح بیٹھ گئے تب وہ ایک سیٹی بجاتا ہے تاکہ ڈرائیور گاڑی کو چلانے کے لئے ہوشیار ہو جائے۔ جوں ہی وہ گاڑی کو چلانا چاہتا ہے ہری جھنڈی ہلا دیتا ہے۔ ڈرائیور ہری جھنڈی کا اشارہ پاکر گاڑی چلا دیتا ہے اور جب گاڑی کو روکنا چاہتا ہے تب لال جھنڈی دکھلا دیتا ہے اور ڈرائیور فوراً گاڑی کو روک لیتا ہے۔ اِسی طریقے پر گاڑی تمام اسٹیشنوں پر اُسی کے حکم سے ٹھہرتی اور چلتی ہے۔

گاڑی میں سفر کرنے والوں کو اسٹیشن پر جاکر اسٹیشن ماسٹر یا ٹکٹ بیچنے والے سے دام دے کر ٹکٹ خریدنا ہوتا ہے۔ جب مسافر ٹکٹ لے لیتا ہے تب وہ گاڑی میں بیٹھنے پاتا ہے۔ ٹکٹ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

وہ مقام اور کرایہ لکھا ہوتا ہے جہاں سے مسافر جہاں کو جانا چاہتا ہے۔

جس مقام پر مسافر اُترتا ہے وہاں پر اُس کا وہ ٹکٹ لے لیا جاتا ہے۔ اِس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس آدمی نے ریل میں سفر کرنے کا کرایہ دیا ہے اور کس نے نہیں دیا۔ جو لوگ بغیر ٹکٹ کے سفر کر لیتے ہیں سرکار اُن سے جرمانہ لیتی ہے۔

مشق

۱۔ ریل گاڑی سے کیا فائدہ ہے ؟

۲۔ ریل گاڑی کے طرح کی ہوتی ہے ؟

۳۔ ریل گاڑی کو کون چلاتا ہے اور اُس چلانے والے کا کیا نام ہے ؟

۴۔ گارڈ کا کیا کام ہے ؟

۵۔ ریل میں چڑھنے کے لئے مسافر یا سفر کرنے والے کو کیا کرنا چاہیئے ؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق ۔ ۳۵

لوہار

مفید ۔ پیشہ ۔ شکل ۔ خاص ۔ روزگار ۔

کان سے نکلنے والی دھاتوں میں سے لوہا ہی ایک ایسی دھات ہے جو ہمارے لئے سب سے زیادہ مفید ہے ۔ اِسی سے وہ سب چیزیں بنتی ہیں جو ہمارے روز کے کام میں آتی ہیں ۔ چاقو ۔ قینچی ۔ سروتا ۔ پھاوڑا وغیرہ سبھی کام میں آنے والی چیزیں لوہے سے بنائی جاتی ہیں ۔ جتنے بھی کل پُرزے اور مشینیں تم دیکھتے ہو اِسی دھات کی بنی ہوئی ہیں ۔ اگر لوہا نہ ہو تو شاید ہمارے بہت سے کام کسی طرح نہ ہو سکیں ۔

لوہے کی چیزیں جو بناتا ہے اُسے لوہار کہتے ہیں لوہار کا کام ایسا ہے کہ جس میں بہت زیادہ محنت اور ہوشیاری کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ بہت کڑا ہوتا ہے ۔ اُسے گڑھ کر تیّار کرنے میں بڑی محنت اور مشقّت کی ضرورت ہے ۔ اِسی لئے لوہار کا پیشہ بہت فائدہ مند اور اچھّا کہا جاتا ہے ۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

جس وقت لوہا کان سے نکلتا ہے اُس وقت وہ اِس شکل میں نہیں رہتا جس میں تُم اِس کو دیکھا کرتے ہو۔ بلکہ وہ مٹّی میں مِلا رہتا ہے۔ لوہار اُسے صاف کرتے ہیں اور اِس شکل میں کر دیتے ہیں۔ اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کان سے نکال کر صاف کیا ہوا لوہا ہر طرح اچّھا اور صاف ہوتا ہے۔ یہ بات نہیں ہے۔ لوہاروں کو اُس وقت پھر صاف کرنا ہوتا ہے جب وہ اُس سے کوئی چیز بنانے لگتے ہیں۔ جب لوہا خوب اچھی طرح صاف کیا جاتا ہے تب وہ ملائم اور اچّھا ہو جاتا ہے۔ اس کو فولاد کہتے ہیں۔ فولاد ہی سے لوہار ہتھیار بناتا ہے۔

لوہے کی چیزیں بنانے کے لئے لوہار کے پاس بہت سے اوزار ہوتے ہیں۔ اِن میں سے نہائی ہتھوڑے چھینیاں اور سنسی وغیرہ خاص خاص ہیں۔ ہتھوڑے لوہار کے پاس کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ جو ہتھوڑا بہت بڑا اور بھاری ہوتا ہے اُسے گھن کہتے ہیں۔ اِسی سے آگ میں تپائے ہوئے لوہے کو لوہار کٹواتا ہے۔ اِس کی چوٹ سے لوہا بڑھتا ہے اور اس کے خراب حصّے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

الگ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب ہتھوڑے لوہے کو کوٹنا ہوتا ہے تب یہ اُس سے کام نہیں لیتا۔ بلکہ ہتھوڑے سے خود ہی لوہے پر چوٹ پہنچاتا ہے۔ جو ہتھوڑے چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہیں اُنھیں ہتھوڑیاں کہتے ہیں۔ اُن سے بھی لوہے کے کوٹنے کا کام لیا جاتا ہے۔

لوہار کی دُکان میں ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ جہاں لوہے کو تپانے کے لئے خوب آگ جلائی جا سکے۔ اُس جگہ کو کہیں کہیں "ہڑئی" بھی کہتے ہیں۔ لوہار کے پاس دھونکنی کا ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ بغیر دھونکنی کے اُس کا کام ٹھیک طور پر نہیں چل سکتا۔ سُنار کی طرح لوہار آگ کو پھُکنی سے تیز نہیں کرتا۔ بلکہ دھونکنی کے ذریعہ ہوا پہنچا کر اُسے تیز کرتا ہے۔ دھونکنی کا ایک سرا جس میں چھید رہتا ہے لوہے کا ہوتا ہے اور جو ٹھیک اُس جگہ پر گڑا رہتا ہے جس کے پاس ہی آگ جلائی جاتی ہے۔ اِس چھید سے ہوا آکر آگ کو تیز کرتی رہتی ہے۔ دھونکنی کا باقی سب حصہ چمڑے کا بنا رہتا ہے اور ایک طرف اُس کا مُنہ اِس طرح کا بنا رہتا ہے کہ دھونکنی کے اُٹھانے سے کھُل جاتا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

ہے اور چھوڑ دینے سے بند ہو جاتا ہے۔ اِسی مُنہ سے دھونکنی کے اندر ہوا بھر جاتی ہے اور دھونکنی کے لوہے والے سرے سے نکل کر آگ کو تیز کرتی ہے۔ دھونکنیاں بھی چھوٹی بڑی کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ اِن کی بناوٹ بھی طرح طرح کی ہوتی ہے چھوٹی دھونکنیاں عام طور سے ایسی ہوتی ہیں کہ اُنھیں لوہار اپنے ہاتھ سے پکڑ کر بڑی آسانی سے دھونک سکتا ہے۔ بڑی دھونکنی سے آگ دھونکنے کے لئے لوہار کو ایک نوکر رکھنا پڑتا ہے۔

جس چیز پر گرم کئے ہوئے لوہے کو رکھ کر لوہار پیٹتا یا دوسرے سے پٹواتا ہے اُسے نہائی کہتے ہیں۔ نہائی بہت ہی سخت لوہے کی بنی ہوتی ہے اور اوپر چوکور اور برابر ہوتی ہے۔ کبھی کبھی اُس کا نکیلا حصّہ لوہے کی چیزوں کو گول بنانے کے لئے کچھ آگے نکلا ہوا رہتا ہے۔ نہائی لکڑی کے ایک موٹے ٹکڑے میں گڑی رہتی ہے اور لکڑی کا یہ ٹکڑا زمین کے اندر کافی دور تک گڑا رہتا ہے۔ ایسا اِس لئے کیا جاتا ہے کہ نہائی پر پڑنے والے گھن یا ہتھوڑے کی دھمک دُکان کی زمین پر نہ پڑے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

تپے ہوئے لوہے کو لوہار اپنے جس اوزار سے پکڑتا ہے وہی سنسی کہلاتی ہے۔ یہ بھی لوہے کی بنی ہوتی ہے اور اِس کی شکل قینچی کی طرح ہوتی ہے۔ اِس کے جس حصے سے لوہا دبایا جاتا ہے وہ کچھ چپٹا رہتا ہے۔ اس کے دوسرے سرے کو لوہار پکڑتا ہے سنسی لوہے کی دو چھڑوں سے بنائی جاتی ہے اور وہ دونوں چھڑیں برابر رہتی ہیں جو آپس میں ایک کیل کے ذریعہ سے ملی رہتی ہیں۔ چھوٹی اور بڑی کئی طرح کی سنسیاں ہوتی ہیں۔ یہ بھی لوہار کے لئے بڑی مفید اور ضروری ہے۔

لوہے کے ٹکڑے کاٹنے کے لئے لوہار کے پاس جو چھوٹے چھوٹے اوزار ہوتے ہیں اُنھیں چھینی کہتے ہیں۔ کوئی چھینی چھوٹی اور کوئی بڑی ہوتی ہے۔ اُس کی شکل ایک موٹی کیل کی طرح ہوتی ہے جس کا ایک سِرا تیز اور چپٹا ہوتا ہے۔ اُس سِرے سے لوہے کاٹے جاتے ہیں۔ دوسرے سِرے پر گھن یا ہتھوڑے سے چوٹ پہنچائی جاتی ہے۔ چھینی لوہار کے لئے ہتھوڑے اور سنسی کے بعد تیسری زیادہ مفید چیز ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت سے لوہار جو چاقو اور سروتے اور اُسترے وغیرہ بناتے ہیں وہ اپنی دُکانوں میں اِن چیزوں پر سان یا باڑھ رکھنے کے لئے سان کا پتّھر بھی رکھتے ہیں۔ یہ پتّھر گول چپٹا اور پتلا ہوتا ہے اور اِس کے بیچ میں لکڑی کی ایک دُھری سی لگی رہتی ہے۔ اِس دُھری کے دونوں سروں میں دو نوکدار کیلیں لگی رہتی ہیں۔ اِنھیں کیلوں کے زور سے سان کا پتّھر دو آمنے سامنے زمین میں گڑے ہوئے کھونٹوں کے بیچ میں ٹنگا رہتا ہے۔ دُھری کی دونوں کیلیں کھونٹوں میں لگی رہتی ہیں۔ دُھری کے چاروں طرف چمڑے یا سوت کی رسّی لپیٹ دی جاتی ہے۔ اِسی رسّی کے دونوں سِروں کو ایک آدمی پکڑ کر کھینچتا ہے جس کے کھینچنے سے سان کا پتّھر چکّر کرنے لگتا ہے۔ اُسی کے اوپر لوہار چاقو۔ قینچی یا کوئی اور دوسری چیز جس پر سان رکھنی ہوتی ہے رکھ کر دھار بناتا ہے۔

لوہا جس وقت آگ میں تپایا جاتا ہے اُس وقت وہ آگ کے انگارے کی طرح خوب لال

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اور ملائم ہو جاتا ہے ۔ اِسی لئے اُسے لوہار جس شکل میں چاہتا ہے کر لیتا ہے ۔ اگر بہت زیادہ گرمی لوہے میں پہنچائی جائے تو وہ پگھل کر پانی کی طرح بہنے بھی لگتا ہے ۔ جس وقت لوہا پانی کی طرح ہو جاتا ہے اُس وقت اُسے کسی بھی سانچے میں ڈھال سکتے ہیں ۔ لوہار اِسی لئے اپنے پاس بہت سی چیزوں کے سانچے بھی رکھتے ہیں ۔

لوہاری کا کام ہمارے مُلک میں اِتنا زیادہ نہیں ہوتا جتنا انگلینڈ ، امریکہ اور دوسرے مُلکوں میں ہوتا ہے ۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ ریل گاڑی کا سارا سامان موٹر ۔ بائیسکل ۔ چھاپے کی کلیں اور اِسی طرح دوسری مشینیں وغیرہ سب چیزیں لوہے سے بنائی جاتی ہیں ۔ اور زیادہ تر اُن کو دوسرے ملکوں کے لوہار تیّار کرتے ہیں ۔ مکانوں میں لگنے والی کڑیاں ۔ بارجے ۔ جنگلے وغیرہ اس قسم کی مفید چیزیں دوسرے مُلک کے لوہار بنا کر بھیجتے ہیں ۔

سُنا جاتا ہے کہ ہمارے مُلک کے لوہار پُرانے زمانے میں اچھے کاریگر تھے ۔ جے پور وغیرہ میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت سے لوہار اب بھی ایسے ہیں جو اچھے کاری گر ہیں لیکن یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ ہمارے مُلک کے لوہاروں میں اپنے روزگار یا تجارت کی ترقّی کی جانب ابھی اچھا خیال نہیں پیدا ہوا۔ اِس کا خاص سبب یہ ہے کہ ہمارے مُلک کے لوہار بہت پڑھے لکھے نہیں ہوتے۔ اگر اِنھیں پڑھا لکھا کر علم طبیعات کی تھوڑی سی تعلیم دے دی جائے تو اِن سے بہت کچھ اُمید کی جاسکتی ہے۔

مشق

۱۔ لوہار کسے کہتے ہیں اور اُس کا کیا کام ہے؟

۲۔ لوہار کے کام میں آنے والے خاص خاص اوزاروں کے نام بتاؤ۔

۳۔ فولاد کسے کہتے ہیں؟

۴۔ لوہے سے ہمیں کیا فائدے ہیں؟

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق - ۳۶

حُبِّ وطن

احسان مجبور آخرکار نتیجہ وطن

اُجّین شہر میں ایک بہت بڑا سوداگر رہتا تھا۔ اُس کا کاروبار اِتنا بڑھا چڑھا ہوا تھا کہ دُور دُور تک اُس کا کام پھیلا ہوا تھا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اُس کی دُکانیں تھیں اور اُس کی تجارت ہوا کرتی تھی۔ اپنی دُکانوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے وہ سب جگہ گھوما کرتا تھا۔ کبھی اگر اِس شہر میں رہتا تو کبھی اُس شہر میں رہتا تھا۔ اِسی طرح وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہمیشہ سفر کیا کرتا تھا۔

ایک دِن وہ جب اپنے گھر سے بنگال کی طرف روانہ ہوا تب اُس نے اپنے گھر کے سب لڑکوں سے پوچھا کہ تُم لوگ مجھے یہ بتلاؤ کہ مَیں تُم لوگوں میں سے کس کے لئے کیا چیز وہاں سے لاؤں۔ جو چیز جو بتلائیگا مَیں اُسے وہی چیز لاکر

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دونگا۔ ہاں اِس بات کا تم لوگ ضرور خیال رکھو کہ جو چیز تم مجھ سے لانے کے لئے کہو وہ ایسی ہو کہ تمھارے کسی کام میں آسکے اور تم کو کچھ فائدہ بھی پہنچا سکے۔

جب سب لڑکوں نے اپنی اپنی چیزوں کے بارے میں بتلا دیا اور جب وہ اُن سب چیزوں کے نام اپنی ایک کاپی میں لکھ چکا تب اُس کی نگاہ اپنے طوطے پر پڑی جو پاس ہی ایک پنجڑے میں بیٹھا ہوا بول رہا تھا۔ سوداگر نے اُس کا بولنا سُن کر سمجھا کہ طوطا بھی اِس سے کسی چیز کے لانے کے لئے کہہ رہا ہے۔ اُس نے طوطے سے پوچھا۔ "کیا تم بھی بنگال سے اپنے لئے کوئی چیز منگانا چاہتے ہو۔ میں وہاں اپنے ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں اور لوٹتے وقت تمھاری چیز اپنے ساتھ لیتا آؤنگا۔"

طوطے نے یہ سُن کر جواب دیا۔ "میں آپ سے کوئی چیز منگانا نہیں چاہتا اور اس طرح آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا۔ لیکن آپ سے اپنا ایک

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پیغام اپنے ایک دوست کے پاس بھیجنا چاہتا ہوں جو برنداون کے جنگل میں ایک مندر کے باغ میں رہتا ہے۔ اگر آپ مہربانی کر کے میرا وہ پیغام اُس کے پاس پہنچا دیں تو مَیں آپ کا احسان مانونگا"۔

سوداگر نے طوطے سے کہا "ہاں ہاں! پیارے طوطے! مَیں تمھارا پیغام تمھارے دوست کے پاس ضرور پہنچا دونگا۔ تم مجھے بتلاؤ کہ اُس کے پاس کیا پیغام بھیجنا چاہتے ہو"۔

طوطے نے کہا "جب آپ اُس مندر کے پاس پہنچیں تو آپ چاروں طرف خوب غور سے دیکھیں۔ آپ کو وہاں پر بہت سے طوطے دکھائی پڑینگے اور آپ میرے دوست کو تو شاید نہ پہچان سکیں۔ اِس لئے آپ وہاں کھڑے ہو کر صرف یہ کہیں کہ مَیں اُس طوطے کے پاس سے ایک پیغام لایا ہوں جو اِس باغ کا رہنے والا ہے اور کسی طرح تین سال ہوئے ایک شکاری کے جال میں پھنس کر دوسرے مُلک میں پہنچ گیا ہے اور میرے یہاں ایک اچھے پنجرے میں رہتا ہے۔ وہ طوطا اس باغ میں امرود

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بہت کھاتا تھا۔اُس نے اپنے دوست کے لئے کہلا
بھیجا ہے کہ بھائی ہماری تمہاری ملاقات بہت روز
سے نہیں ہوئی ہیں تو مجبور ہوں اور کسی طرح اُڑ کر
تمہارے پاس نہیں آسکتا لیکن شاید تم نے بھی
میرا خیال بالکل بھُلا دیا ہے کیونکہ تم اگر چاہتے تو
کبھی نہ کبھی ضرور میرے پاس پتہ لگا کر آتے۔تم کو
کوئی روک ٹوک نہیں۔جہاں چاہو جاسکتے ہو۔خیر اور
زیادہ کیا کہیں۔اب چند روز کی بات اور ہے اِس پیغام سے
میں اپنا تم کو آخری سلام بھیجتا ہوں۔خدا کرے کہ تم ہمیشہ
خوش رہو اور اپنے وطن میں اِسی طرح خود مختار ہوکر اپنی
اچھی زندگی بسر کرو۔میں تو اسی پنجڑے میں اپنے مالک یعنی اس
سوداگر کی روٹیاں کھاکر کسی طرح اپنے دن کاٹ ہی لونگا۔اب
میرا گھر یہی پنجڑا ہے۔مجھے تمھارا باغ خواب میں بھی نظر
نہیں آسکتا۔بس بھائی میرا اتنا پیغام تم جاکر وہاں
کہہ دینا اور پھر جو کچھ حال ہو اُسے آکر مجھ سے بتا دینا۔
سوداگر نے طوطے کی یہ سب بات بڑے غور
سے سُنی اور اُس سے کہا کہ میں ضرور تمھارا یہ پیغام
تمہارے دوست کے پاس پہنچا دونگا۔سوداگر وہاں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے روانہ ہوا اور جب بردوان کے پاس آیا تب اُسنے طوطے کی باتیں یاد آئیں۔ وہ فوراً اُس باغ کی تلاش میں گھومنے لگا۔ شام ہوتے ہوتے اُسے وہ باغ مِل گیا۔ وہ اُس مندر کے پاس کھڑا ہوکر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ وہاں درختوں پر بہت سے طوطے رہتے تھے اور اس وقت بسیرا لے رہے تھے۔ اُس نے اُن کی طرف دیکھ کر طوطے کا پیغام کہہ سُنایا اور طوطے تو اِدھر اُدھر اُڑتے اُڑاتے رہے لیکن ایک طوطا مندر کے اوپر آکر بیٹھ گیا اور پھر اُس کے پاس دو۲ تین۳ طوطے اور آکر بیٹھ گئے۔

اُن کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سوداگر کی سب باتوں کو بہت غور سے سُن رہے ہیں۔ سوداگر نے اپنے طوطے کی سب باتیں وہاں کہہ دیں۔ جُب وہ چُپ ہوکر کھڑا ہوگیا اور یہ دیکھنے لگا کہ اِن باتوں کا کچھ جواب کوئی طوطا دیتا ہے یا نہیں۔ تب اُس نے یہ دیکھا کہ ایک طوطا مندر سے زمین پر گر پڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے تڑپ کر مر گیا۔ یہ دیکھ کر سوداگر کو بڑا افسوس ہوا اور اُس نے اپنے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دِل میں سوچا کہ اگر میں طوطے کی باتیں نہ کہتا تو یہ طوطا نہ مرتا۔ یہ میرے طوطے کا دلی دوست ہے اور اسی سے اِن باتوں کو سُن کر مرگیا۔ اسے اپنے دوست کی محبّت نے زیادہ زندہ رہنے کی اجازت نہ دی اور یہ افسوس کے مارے مر گیا۔ خیر اب یہاں سے مجھے چل دینا چاہیئے۔

سوداگر اپنا کام کرکے گھر کو روانہ ہوا اور گھر میں آکر اُس نے سب لڑکے بچّوں کو جو جو چیزیں اُنھوں نے منگائی تھیں بڑی خوشی سے دیں۔ جب طوطے نے اُس سے اپنے پیغام کا حال پوچھا تو وہ تھوڑی دیر کے لئے چُپ ہوگیا اور اپنے دِل میں سوچنے لگا کہ اَب کیا کرنا چاہیئے۔ اس سے مَیں اِس کے دوست کا حال کہوں یا نہ کہوں۔ وہ یہ سب باتیں سوچ رہا تھا کہ طوطے نے اُس سے پھر وہی سوال کیا اور کہا کہ آپ بولتے کیوں نہیں۔ آخرکار سوداگر نے آنکھوں میں آنسو بھرکر طوطے سے کہا۔ میرے پیارے طوطے! دُنیا میں محبت بہت بڑی چیز ہے۔ تُم جس طرح اپنے دوست کو چاہتے ہو اور اُس کی یہاں یاد کرتے ہو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اُسی طرح وہ بھی تُم کو چاہتا اور تمھاری یاد کیا کرتا تھا۔ کیا بتاؤں اگر تمھارا دوست اس وقت زندہ ہوتا اور تمھارے پیغام کو سُن کر مر نہ گیا ہوتا تو میں تم کو اُس کے پاس ضرور پہنچا دیتا۔

مجھے بہت افسوس ہے کہ میں نے تمھارا پیغام اُس کے سامنے کہہ سُنایا اور اُس کی جان لی۔ اگر میں نہ کہتا تو وہ کیوں مرتا۔ سوداگر یہ کہہ ہی رہا تھا کہ طوطا جو اُس کی سب باتیں بڑے دھیان سے سُن رہا تھا۔ اُسی اپنے دوست کی طرح پنجڑے کے اندر تڑپ کر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا۔ سوداگر کو یہ حال دیکھ کر بڑا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ میں نے ایک غلطی تو کی ہی تھی اور اس کا نتیجہ بھی دیکھ چکا تھا۔ پھر مجھے دوسری غلطی نہ کرنی چاہیے تھی اور اس طوطے کے مرنے کا حال اپنے طوطے سے نہ کہنا چاہیے تھا۔ اگر میں ایسا کرتا تو یہ طوطا نہ مرتا۔ اِن دونوں میں اِتنی محبت تھی کہ دونوں نے ایک دوسرے کی یاد کرکے اپنی اپنی جان دیدی۔ وطن کے لوگوں کی یاد یہ ہوتی ہے اور دوستی اِسی کا نام ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سوداگر نے اب اپنا پنجڑا کھولا اور اُس طوطے کو نکال کر باہر پھینک دیا کیونکہ وہ مر ہی چکا تھا لیکن اِتنے میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ اُس کا طوطا جسے اُس نے مرا ہوا سمجھ کر پھینک دیا تھا اُڑ کر ایک درخت پر جا بیٹھا اور سوداگر سے بولا بھائی سلام۔ اَب میں قید سے چھوٹ گیا اور اپنے دیس کو جہاں میرے دوست خود مختار ہو کر رہتے ہیں جاتا ہوں۔ تم یہ مت سمجھو کہ میرا دوست جس کے لئے تم پیغام لے گئے تھے مر گیا ہے وہ مرا نہیں۔ اُس نے مُجھے قید سے چھوٹنے کی ترکیب بتلائی تھی کہ تُم مرنے کا بہانہ کر کے اپنے کو قید سے چھُڑا سکتے ہو اور پھر اپنے اُس پیارے وطن میں آ کر آزادی کے ساتھ ہم لوگوں میں اپنی زندگی اچھی طرح بسر کر سکتے ہو۔ اُس کی بتلائی ہوئی ترکیب سے مَیں اَب قید سے چھوٹ گیا اور تم کو اپنا مالک سمجھ کر سلام کر کے اب اپنے وطن میں اپنے دوست کے پاس جاتا ہوں۔

تُم میرے جانے کا افسوس مت کرو۔ یہ سوچو کہ وطن بہت بڑی چیز ہے اور آزاد ہو کر اپنے وطن

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

میں جس طرح تم رہتے ہو اُس طرح سب کو رہنے دو۔ طوطا یہ کہہ کر اُڑ گیا اور سوداگر اُس کی باتوں کو اپنے دل میں سوچتا اور اُن کی تعریف کرتا ہوا پھر اپنے گھر کے اندر چلا گیا۔

لڑکو! وطن سے بڑھ کر پیاری چیز اور کوئی نہیں ہے۔اپنے وطن کے آدمیوں سے زیادہ پیارا بھی کوئی نہیں۔

مشق

۱۔ طوطے کے دوست نے طوطے کو کیا ترکیب بتائی ؟

۲۔ اس سبق سے تم کو کیا بات معلوم ہوتی ہے ؟

۳۔ سوداگر نے کیا غلطی کی ؟

۴۔ معنی بتاؤ:۔ وطن ۔ پیغام ۔ احسان ۔

سبق ۔ ۳۷

پھُلواڑی لگانا

برآمدہ ۔ خوشبو ۔ مفید ۔ صاف ۔ اکثر ۔ خوشبودار ۔

لڑکو! تم جانتے ہی ہو صُبح شام کو ٹہلنا تندرستی کے لئے بہت ہی مفید ہے۔ لیکن اِس کے یہ معنی

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہیں کہ تم اپنے کمرے یا اپنے برآمدے میں ٹہلو۔ ٹہلنے کا مطلب یہ ہے کہ تم صُبح شام کہیں باہر جاکر کسی اچھّی جگہ ٹہلو۔ ٹہلنے کے لئے عام طور سے پُھلواڑی ہی اچھّی جگہ سمجھی جاتی ہے۔ پُھلواڑی میں ٹہلنے سے کئی باتوں کا فائدہ پہنچتا ہے۔ پُھلواڑی میں ٹہلتے ہوئے تمھیں وہاں کے ہرے ہرے پودے دیکھنے کو ملینگے جس سے تمھاری آنکھوں کو فائدہ ہوگا۔ وہیں تم اچھّے اچھّے پھُول بھی کھلے ہوئے پاؤگے جن کے دیکھنے سے تمھارا دل خوش ہوگا اور اُن کی خوشبو سے تمھارا دماغ بھی تازہ ہوگا۔ اِسی لئے پھلواڑی ایک اچھی جگہ مانی گئی ہے۔ اور اِسی لئے لوگ پُھلواڑی لگوایا کرتے ہیں۔

پُھلواڑی یاتو اپنے مکان کے سامنے ہی لگوائی جائے یا پھر مکان کے پاس ہی کہیں اچھی جگہ لگائی جائے۔ مکان کے سامنے پُھلواڑی لگوانے سے ٹہلنے وغیرہ کا آرام ہوگا اور مکان کی بھی خوبصورتی بڑھ جائے گی اِس لئے لوگ اکثر اپنے مکانوں کے سامنے پھلواڑی لگوایا کرتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ مکان کے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سامنے کائی اور اچھی زمین پھلواڑی لگانے کے لائق ہے یا نہیں۔ جب مکان کے سامنے اچھی زمین مل جائے تب اُس زمین کو خوب اچھی طرح صاف کرا لینا چاہیئے۔ اُس کے کنکر پتھر اور ایسی ہی دوسری چیزیں وہاں سے ہٹوا کر پھنکوا دینی چاہیئے۔ زمین صاف ہو جانے پر اگر وہاں کی مٹّی اچھی نہیں ہے تو باہر کھیتوں سے اچھی مٹّی منگوا کر ڈلوا دینا چاہیئے۔ اگر مٹّی کائی اچھی ہے تو اُسے خوب کھُدوا کر اُلٹوا دینا ہی اچھا ہے۔

اِس طرح جب زمین دُرست ہو جائے تب اُسے اپنی طبیعت کے موافق کئی حصّوں میں بانٹ دینا چاہیئے۔ اُس میں چھوٹے چھوٹے راستے اور بیٹھنے کے لئے چبوترے وغیرہ بھی بنا لینا چاہیئے۔ اگر ہو سکے تو کہیں کہیں فوّاروں اور پانی کے چھوٹے چھوٹے حوضوں کا بھی رکھنا اچھا ہے۔ اگر کہیں جگہ ہو تو لوہے یا لکڑی کے کھمبے گاڑ کر پنکھے اور جھولے وغیرہ کا انتظام کر لینا چاہیئے۔

جب یہ سب باتیں ٹھیک ہو جائیں تب پھلواڑی لگانے کا کام کرنا چاہیئے۔ پہلے خوبصورت خوبصورت پودھوں اور خوشنما و خوشبودار پھولوں کے پودھوں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے لئے کیاریوں کا بنوانا ٹھیک ہوگا۔ ان کیاریوں میں پانی پہنچانے کے لئے چھوٹی چھوٹی نالیوں کا بھی بندوبست کرنا ضروری ہے کیونکہ اِن کے بغیر پھلواڑی کا کام ہی نہیں چل سکتا۔

کیاریوں اور نالیوں وغیرہ کے تیار ہو جانے پر جو زمین باقی رہے اُسے خوب تیار کرکے چورس اور برابر کرلینا چاہیئے۔ اِسی زمین پر دوب لگانا چاہیئے جس سے پھلواری میں خوب ہریالی چھائی رہے۔ اِس دوب کو وقت وقت پر پانی دیتے اور کٹواتے رہنا چاہیئے۔ اگر دوب کاٹی نہ جائے گی تو وہ بہت بڑھ کر پھلواڑی کی خوبصورتی کو بگاڑ دیگی۔

پودھوں کے لگانے سے پہلے زمین کی مٹّی کو تیار کرلینا بہت ضروری ہے۔ مٹّی ایسی بنائی جانی چاہیئے کہ اُس میں جو بیج بوئے جائیں یا جو پودھے لگائے جائیں وہ اچھّی طرح اُگ اور بڑھ سکیں۔ اُنھیں مٹّی سے اچھی خوراک مل سکے اور وہ خوب ہرے بھرے ہوکر کھِل سکیں اِس لئے پہلے مٹّی کو کھاد سے بنا لینا ہی ٹھیک ہوگا۔ پھلواڑی کے لئے عام طور سے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

گھاس پات اور پتّیوں کی کھاد زیادہ مفید ہوا کرتی ہے۔گوبر اور ایسی ہی دوسری چیزوں سے تیّار کی جانے والی کھاد بھی اچھّی ہوتی ہے۔ اُس سے بھی پھُلواڑی میں کام لیا جاتا ہے۔کیاریوں وغیرہ میں کھاد تیّار کرا کے پھیلوا دینا چاہیئے۔ پھر اُس میں پانی دے دینا چاہیئے جس سے کھاد مٹّی میں مِل کر اُسے زرخیز بنا دے۔ اِس کے ساتھ ہی گڑائی بھی ضروری ہے۔جس طرح کھیتوں کو کئی بار ہل سے جوتنا ضروری ہوتا ہے۔اُسی طرح پھُلواڑی کی زمین کو کھُرپی سے گوڑنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

اِس طرح پوری تیّاری کے بعد پودھوں کے لگانے کا کام شروع کرنا چاہیئے۔اس کے لئے کوئی بھی خاص قاعدہ نہیں کہ کون سے پودھے کہاں لگائے جائیں۔ہر ایک ہوشیار مالی اِسے اچھّی طرح سے جانتا ہے۔ یہ اپنی طبیعت کی بات ہے کہ کیسے پودھے لگائے جائیں۔پھر بھی عام طور سے لوگ پھُلواڑیوں میں اِس بات کا خیال رکھ کر پودھے لگواتے ہیں کہ اُن پودھوں سے ہر طرح کا فائدہ اُٹھایا جا سکے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھلواڑی میں کچھ پودھے تو ایسے لگوانا چاہیئے۔ جو دیکھنے میں خوبصورت اور اچھّے ہوں اور جو آنکھوں کو بھلے معلوم ہوں۔ بہت سے ایسے پودھے ہیں جن کی پتّیاں ایسی خوبصورت ہوتی ہیں کہ اُنھیں دیکھ کر طبیعت ہری بھری اور خوش ہو جاتی ہے۔ کُچھ ایسے پودھے بھی ہیں جو دیکھنے میں بھی بھلے لگتے ہیں اور جن کی پتّیاں خوشبودار بھی ہوتی ہیں۔ ایسے پودھوں کو بھی پُھلواڑی میں کہیں کہیں لگوا دینا اچھّا ہوتا ہے۔ اِس طرح کے پودھوں میں دَونا۔ اجوائن پیپرمنٹ کے پودھے۔ کافور پتّی وغیرہ کے پودھے خاص ہیں۔ تُلسی کا پودھا بھی اِسی طرح کا ہوتا ہے۔ اُس کی پتّیاں خوشبودار ہوتی ہیں۔ اُن کے کھانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ اِسی لئے لوگ تُلسی کے پودھے کو اکثر گھروں میں لگوایا کرتے ہیں۔

کُچھ پودھے ایسے بھی لگوانا چاہیئے جن میں اچھے اچھے پھول کِھلتے ہیں۔ پھول بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو صرف دیکھنے کے لئے ہوتے ہیں کیونکہ اُن میں خوبصورتی تو بہت ہوتی ہے لیکن خوشبو

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نہیں ہوتی۔ایسے پھولوں سے پھلواری کی رونق بڑھتی ہے۔اس لئے ایسے پھول دار پودھوں سے بھی پھلواری کی کچھ کیاریوں کو سجانا چاہئے۔دوسری قسم کے پھول وہ ہیں جن میں دل کو خوش اور دماغ کو تازہ کرنے والی عمدہ خوشبو ہوتی ہے۔دیکھنے میں وہ چاہے اُتنے خوبصورت نہ ہوں جتنے پہلی قسم کے پھول ہوتے ہیں مگر اپنی خوشبو کے باعث دل خوش کرنے والے ضرور ہوتے ہیں۔اِسی سے لوگ ایسے پھولوں کو بہت پسند کرتے ہیں اور اپنی پھلواڑیوں میں بہت لگایا کرتے ہیں۔خوشبودار پھولوں سے ہار اور مالا وغیرہ بہت بنائے جاتے ہیں۔جنھیں لوگ بڑے شوق سے پہنا کرتے ہیں۔

خوشبودار پھولوں میں گلاب سب سے اچھا مانا جاتا ہے کیونکہ وہ خوشبودار بھی ہوتا ہے اور دیکھنے میں خوبصورت بھی بہت ہوتا ہے۔اِسی سے اُسے پھولوں کا راجہ کہتے ہیں۔

گلاب کے علاوہ بیلا۔چمیلی۔چمپا۔جوہی۔نوارکی وغیرہ کے پھول بھی اچھے اور خوشبودار ہوتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

پھلواڑی میں اِسی لئے اِن سب پھولوں کے پودھے ضرور لگوانا چاہیئے۔ اِن پھولوں سے پھلواڑی خوشبودار ہو جاتی ہے اور اُس کی ہوا صاف اور خوشبودار ہوکر تندرستی کے لئے بہت مفید ہو جاتی ہے۔

پھلواڑی میں جہاں بیٹھنے وغیرہ کے لئے بندوبست کیا جائے وہاں ہمیں چاہیئے کہ اچھے اچھے پودھوں اور پھولوں کے گملے اچھی طرح سجوا دیں۔ راستوں میں جہاں موقع ہو کہیں کہیں پر لوہے یا بانس کی کھپچیوں سے دروازے بنا دینا بھی اچھا ہوتا ہے۔ اِنھیں پر اگر ہری ہری بیلیں چڑھا دی جائیں تو پھر کیا کہنا ہے۔ باغ کی خوبصورتی چوگنی بڑھ جائیگی دروازوں وغیرہ کے ادھر اُدھر لوگ کیکٹس کیلیس اور پام وغیرہ کے خوبصورت پودھے بھی گملوں میں لگواکر سجایا کرتے ہیں۔ یہ پودھے بہت خوشنما ہوتے ہیں۔

ہاں پھلواڑی کی ہری ہری زمین میں موقع کے مطابق سرو یا ایسے ہی دوسرے گھنے پودھے یا پیڑ بھی لگوا دینا چاہیئے۔ اور وقتاً فوقتاً اُنھیں کٹوا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

چھٹوا کر خوبصورت بنواتے رہنا چاہیئے- اُن کی جھاڑیوں سے بھی ہرے میدانوں کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ پھُلواڑی کے چاروں طرف مہندی یا ہمیشہ ہرے بھرے رہنے والے کسی دوسرے پودے کی جھاڑی یا ٹٹی بنوا دینا چاہیئے اور اِسے کافی اونچا رکھ کر پندرہویں بیسویں روز کٹوا چھٹوا کر خوبصورت بناتے رہنا چاہیئے۔ اِس سے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو فائدہ اس سے یہ ہوگا کہ پھلواڑی کا اندر کا حصّہ جہاں پھول وغیرہ کے نرم پودھے لگے ہوئے ہیں حفاظت میں رہیگا۔ وہاں تک آسانی سے بکری جیسے جانور نہ پہنچ سکیں گے اور وہاں کے پودھوں کو نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ دوسرا فائدہ اِس سے یہ ہوگا کہ پھُلواری اندر اور باہر دونوں طرف سے بہت خوشنما اور اچھّی معلوم ہوگی- ہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس جھاڑی کے لئے ایسے پودھے لئے جائیں جو ہمیشہ یعنی ہر موسم میں ہرے بھرے رہتے ہوں۔

کچھ لوگ پھُلواڑی کے کسی حصّے میں کچھ ایسے پودے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بھی لگوا دیتے ہیں جو دواؤں کے طور پر کام آتے ہیں۔ جیسے سودرشن اور گھیکوار وغیرہ۔اِسی کے ساتھ کچھ لوگ پھلواڑی کے کسی حصّے میں ایسا بندوبست بھی کیا کرتے ہیں کہ وہاں فصل کی معمولی ترکاریاں جیسے سیم۔ تروئی۔ بینگن۔ مرچ۔ بھنڈی وغیرہ بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور کچھ کھانے کی دوسری فصلی چیزیں بھی پیدا کی جاسکتی ہیں جیسے مکّا۔کھیرا وغیرہ۔

لڑکو! اب تو تُم جان ہی گئے ہوگے کہ پُھلواڑی سے کیا فائدے ہیں اور وہ کیسے لگائی جاتی ہے۔اِس لئے تُم اب اپنے گھروں کے سامنے پُھلواڑی لگا سکتے ہو۔ اور اِس سے فائدہ اُٹھا سکتے ہو۔

مشق

۱۔ پھلواڑی سے کیا فائدہ ہے؟

۲۔ پُھلواڑی کیسے لگائی جاتی ہے؟

۳۔ پُھلواڑی میں کس کس قسم کے پودھے لگائے جاتے ہیں؟

۴۔ معنی بتاؤ اور جملے بناؤ:۔

(۱) ہرے بھرے رہنا (۲) تازہ ہونا۔(۳) خوشنما۔

(۴) فرحت (۵) زرخیز۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سبق ۔ ۳۸

سر آشو توش مکرجی

روزنامچہ ۔ اقلیدس ۔ تندرستی ۔ وظیفہ ۔ علم طبعی

ہندوستان میں شاید ہی کوئی ایسا پڑھا لکھا آدمی جس نے سر آشو توش مکرجی کا نام نہ سُنا ہو۔ وہ سارے ہندوستان کے اُن نیک لڑکوں میں سے تھے جن کے نام سے سارے ہندوستان کو فخر ہے۔ سر آشو توش مکرجی کی پیدایش صوبہ بنگال کے بھوانی پور نامی موضع میں ۱۸۶۴ء میں ہوئی تھی ۔ اِن کے باپ ڈاکٹر گنگا پرشاد مکھیو اُپادھیائے بھوانی پور کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے۔ اِن کے دو لڑکے تھے اور یہ اپنے دونوں لڑکوں کی پڑھائی لکھائی کی طرف بڑا خیال رکھتے تھے۔ آشو توش اِن کے سب سے بڑے لڑکے تھے ۔ چھوٹے لڑکے کا نام ہیمنت کمار چٹو پادھیائے تھا جن کا انتقال تھوڑی ہی عمر میں ہو گیا تھا۔

بچپن میں آشو توش بابو بہت بیمار رہتے تھے۔ اِسی وجہ سے جب یہ نَو برس کے ہوئے تب ہی اِن کے باپ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

نے اُنھیں آب و ہوا کے بدلنے اور تندرستی کو ٹھیک کرنے کے لئے متھرا میں کئی مہینے تک رکھا۔ تب تک یہ کسی مدرسہ میں پڑھنے کے لئے داخل بھی نہ ہوئے تھے۔ ہاں گھر پر ہی اِن کے باپ اِنھیں پڑھایا لکھایا کرتے تھے نو برس کی عمر ہی میں یہ حساب کے مشکل سوال حل کر لیتے تھے۔ اِتنی تھوڑی عمر میں ہی اِنھوں نے علم اقلیدس کے بھی چار مقالے سیکھ لئے تھے۔

یہ دیکھ کر اِن کے باپ نے اِن کے لئے علم حساب جبر مقابلہ اور اقلیدس کی بہت سی اچھی اچھی کتابیں بڑے شوق سے خرید دیں جنھیں یہ بڑے شوق سے پڑھنے لگے۔ لڑکپن ہی سے انھیں وقت کا بڑا خیال رہتا تھا اور وقت پر کام کرنے کی عادت انھوں نے ڈال لی تھی۔ اِس کی انھیں بچپن ہی سے دی گئی تھی کہ اچھے طریقوں اور قاعدے سے کام کرنے سے کتنا کام کیا جا سکتا ہے۔ اِن کے باپ نے اِن کے دل میں پڑھنے اور عالم ہونے کا پورا شوق پیدا کر دیا تھا۔

وہ اِن کو دُنیا کے اُن قابل آدمیوں کے قصّے برابر سُنایا کرتے تھے جنھوں نے اپنی قابلیت اور علمیت

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سے دُنیا میں اپنا نام ظاہر کر دیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوا کہ بچے آشو توش ترقی کی دوڑ میں ہمیشہ سب سے آگے رہے۔

اِنھوں نے خوب محنت سے پڑھنا شروع کیا۔ یہ بچپن میں اپنے دن کا روزنامچہ برابر لکھا کرتے تھے اور جو وقت بچتا تھا اُسے یہ اچھی اچھی کتابوں کے پڑھنے میں خرچ کرتے تھے۔ انٹرنس کا امتحان دینے کے لئے پہلے ہی اِنھوں نے انگریزی کے بہت سے اچھے مصنفوں کی بنائی ہوئی کتابیں پڑھ لی تھیں اور حساب میں تو بہت زیادہ معلومات حاصل کرلی تھیں۔ بھوانی پور کے ساؤتھ سوبرین اسکول سے ۱۸۷۹ء میں اِنھوں نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔

پریسیڈنسی کالج کے فسٹ ایر (پہلے سال) کے سالانہ امتحان دینے سے پہلے ہی اِنھوں نے ایم اے کا حساب سیکھ لیا تھا۔ کبھی کبھی رات بھر کھڑے ہوکر پڑھتے رہا کرتے تھے۔ اس طرح لگاتار بہت محنت کرنے سے اِن کی تندرستی خراب ہو گئی اور ایف۔ اے کا امتحان دینے سے پہلے بہت بیمار ہو گئے اِس لئے انھیں کچھ زمانہ تک پڑھنا لکھنا چھوڑ کر تندرستی حاصل کرنے کے لئے باہر چلا جانا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

بڑا۔ ایسی حالت میں ہوتے ہوئے بھی اِنھوں نے ایف۔اے کا امتحان دیا اور اُس میں پاس بھی ہو گئے۔ اِن کا نمبر تیسرا رہا اس امتحان میں اوّل نہ آنے کی وجہ سے اِن کو بہت افسوس ہوا۔ بی۔ اے اور ایم۔اے کے امتحانوں میں یہ اوّل آئے۔ ایم۔ اے اِنھوں نے حساب میں پاس کیا۔ اِسی درمیان میں فرینچ زبان بھی اِنھوں نے کچھ سیکھ لی۔ ۱۸۸۶ء میں اِنھوں نے پریم چند رائے چند کا مشہور وظیفہ (اسکالرشپ) بھی حاصل کیا۔

اِس کے بعد ہی اِن کی حساب دانی کی تعریف چاروں طرف پھیلنے لگی۔ یہ ولایت کی بہت سی کمیٹیوں کے ممبر بھی بنائے گئے۔ جب اِن کے حساب کے مضمون اخباروں میں چھپنے لگے تب یورپ اور امریکہ کے بہت سے عالم اِن کی لیاقت کا لوہا مان گئے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اِنھوں نے علم طبیعات یا سائنس کا بھی امتحان پاس کیا۔ سنسکرت کا بھی اِن کو بڑا شوق تھا۔ اِنھوں نے سنسکرت کی سبھی اچھی اچھی ادبی کتابیں پڑھ ڈالی تھیں۔ اِس کے سوا ہندو لا (قانون) سے تعلق رکھنے والی سب کتابیں اِنھوں نے پڑھ ڈالی تھیں۔ ۱۸۸۹ء میں

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِنھوں نے بی ایل یا وکالت کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۹ء میں یہ کلکتہ یونیورسٹی کے ممبر مقرر ہوئے۔ اِس کے بعد یہ علم حساب کا کورس مقرر کرنے والی کمیٹی کے چیرمین کا کام بہت دنوں تک کرتے رہے۔

اِنھوں نے وکالت بھی شروع کردی اور تقدیر سے اِن کی وکالت بھی خوب چلنے لگی۔ پہلے تو اِن کا خیال پڑھانے ہی کا کام کرنے کا تھا۔ لیکن آمدنی کے زیادہ ہونے سے آپ نے وکالت کا پیشہ ہی پسند کیا۔ اِنھوں نے جیسا نام پڑھنے لکھنے میں کیا ویسا ہی وکالت میں بھی کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہائی کورٹ کے جج بنائے گئے۔ اِس کام کو بھی اِنھوں نے اِتنی لیاقت اور ہوشیاری سے کیا کہ کئی بار کورٹ کے سب سے بڑے جج بنائے گئے۔

سر آشوتوش کا خاص کام کلکتہ یونیورسٹی کی دُرستی تھی۔ آپ اس کی جان سمجھے جاتے تھے۔ آپ کی طرح کسی نے بھی کلکتہ کے وائس چانسلر کے عہدے پر زیادہ دنوں تک کام نہیں کیا۔ یونیورسٹی کے ساتھ آپ کا ایسا تعلق ہوگیا تھا کہ یونیورسٹی کے کہنے سے آشوتوش کا اور آشوتوش کے کہنے سے یونیورسٹی کا خیال آجاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

یونیورسٹی میں رہ کر وہاں بنگلہ زبان اور بنگلہ علم ادب کی بڑی ترقی کی۔ آپ ہی کی کوشش سے بنگلہ زبان انٹرنس سے ایم۔اے تک کے امتحانوں میں ہوگئی ہے۔

آشو توش بابو پوری قومی ہمدردی رکھنے والے اور پکے سناتنی ہندو تھے۔ جو آپ مُنہ سے کہتے اُسے کرکے دکھا بھی دیتے تھے۔ آپ کا مزاج بالکل سیدھا سادا تھا۔ آپ کے یہاں جو چاہتا جا سکتا تھا۔ آپ کا کھانا پینا رہن سہن سبھی بالکل سادہ تھا۔ دفتر اور عدالت کو چھوڑ کر اور سب کہیں سبھی موقعوں پر آپ دیسی ڈھنگ کی دھوتی کُرتہ پہنا کرتے تھے۔

آخری زمانہ میں آپ ججی چھوڑ کر پھر وکالت کرنے لگے تھے۔ آپ ایک مرتبہ مہاراجہ ڈمراؤں کے مقدمے میں پٹنہ آئے۔ وہیں آپ کو ایک مہلک مرض ہوگیا جس سے ۱۹۲۷ء میں آپ نے انتقال کیا۔

سر آشو توش بابو صرف بنگال ہی میں ہردل عزیز نہ تھے بلکہ آپ کے اوصاف کو دیکھ کر تمام ہندوستان آپ کو چاہتا تھا۔ آپ بڑے ہی عالم اچھے کام کرنے والے ملک، مذہب اور ذات کے سچے خادم تھے،

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

اِسی سے ملک میں سبھی جگہہ آپ کا نام بہت عزّت کے ساتھ لیا جاتا ہے۔

مشق

۱- آشو توش بابو کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ اُن میں کیا خاص بات تھی؟

۲- کلکتہ یونیورسٹی سے اُن کا کیا تعلق تھا؟

۳- اُنھوں نے کیا کیا کام کئے؟

۴- سر آشو توش کا نام کیوں اِتنا مشہور ہے؟

۵- جملے بناؤ اور معنی بتاؤ۔

لوہا مان گئے۔ نام لیا جاتا ہے۔ نام پیدا کیا۔

سبق - ۳۶

راج گیری

اوزار - نکیلی - فاصلہ - قائمہ - چورس -

لڑکو! تم نے مکان جو اینٹوں اور پتھروں سے بنائے جاتے ہیں ضرور ہی دیکھے ہونگے۔ کیا تم یہ جانتے ہو کہ اِن پکّے مکانوں کو کون بناتا ہے۔ اچھا

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

سُنو ہم بتاتے ہیں۔ اِن مکانوں کو کاریگر لوگ بناتے ہیں۔ اِن کاریگروں کو راج کہتے ہیں اور اِن کے کام یا اِن کے پیشے کو راج گیری کہتے ہیں۔

یہ تو تُم جانتے ہی ہو کہ اینٹیں مٹّی سے بنائی جاتی ہیں۔ پس اِنھیں اینٹوں سے شہروں میں پکّے مکان بنتے ہیں۔ یہ اینٹیں ایک دوسرے سے یا تو گیلی مٹّی سے جسے گارا کہتے ہیں چپکاکر رکھی جاتی ہیں یا چونے سے چپکائی جاتی ہیں۔ یہ کام راج کرتا ہے۔ ہر راج کے پاس کم سے کم چھ اوزار ہوتے ہیں۔ یہ اوزار اُن کے بڑے کام کے ہوتے ہیں۔ اور بغیر اُن کے اُس کا کام ہی نہیں چل سکتا۔ اِن اوزاروں کے نام اور کام یہ ہیں۔

ا۔ سب سے پہلے اِن اوزاروں میں وہ اوزار کام آتا ہے جسے راج لوگ کنّی کہا کرتے ہیں۔ اِسی اوزار سے راج گارا یا چونہ لے کر اینٹوں پر بچھاتا ہے اور اُس پر برابر سے پھیلا کر اُس کے اوپر اینٹیں جماتا ہے۔ جتنا کام راج اپنے اس اوزار سے لیتا ہے اُتنا اور کسی اوزار سے نہیں لیتا۔ کنّی لوہے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ایک چپٹے اور پتلے ٹکڑے کی ہوتی ہے۔ بیچ میں وہ کچھ گولائی لئے ہوئے چوڑی اور دونوں سروں کی طرف کچھ جھکی ہوئی نکیلی ہوتی ہے۔ ایک طرف اُس میں پکڑنے کے لکڑی کا ایک بینٹ لگا رہتا ہے۔ کنّیاں چھوٹی اور بڑی کئی قسم کی ہوتی ہیں۔

۲۔ دوسرا اوزار وہ ہے جسے بسولی کہتے ہیں۔ راج گیر اس سے اینٹوں کے توڑنے اُن کے کاٹنے چھانٹنے اور اُنھیں گڑھ کر بنانے کے کام میں لاتے ہیں۔ یہ لوہے کے ایک ہتھوڑے کی طرح ہوتی ہے۔ ایک سرا تو اِس کا چپٹا رہتا ہے اور دوسرا سرا پتلا ہوتا ہے۔ اِسی میں لوہے کا ایک پینا یا تیز ٹکڑا لگا رہتا ہے جس سے راج اینٹوں کے کاٹنے چھانٹنے کا کام لیتا ہے۔ اِسے پتّی یا پھل کہتے ہیں۔ بسولی میں بھی لکڑی کا ایک بینٹ ہاتھ سے پکڑ کر بسولی کے چلانے کے لئے لگا رہتا ہے۔ بسولی راجوں کے لئے ویسی ہی کام کی چیز ہے جیسی بڑھئیوں کے لئے بسولا ہے۔

۳۔ اِنھیں دو چیزوں کی طرح ایک تیسری چیز بھی راج گیروں کے پاس ہوتی ہے۔اُسی سے وہ

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

دیوار کی سدھائی دیکھتا ہے اور اینٹوں کو ایک سیدھ میں لگاتا ہے۔ یہ کوئی خاص اوزار نہیں ہے بلکہ ایک معمولی سوت ہے۔ راج پہلے ایک اینٹ جماکر اُس کے اوپر دوسری اینٹ میں اِسی سوت کو باندھ کر ایک اور اینٹ سے دبا دیتا ہے اور اِسی طرح دوسری طرف بھی اِسی سوت کے دوسرے سرے اینٹ میں باندھ کر پہلے جمائی ہوئی اینٹ پر رکھ دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے اینٹیں ایک سیدھ میں چلی جاتی ہیں۔ اگر یہ سوت نہ لگایا جائے تو دیوار کی لمبائی سیدھی نہ رہ سکے۔

۴۔ جس طرح دیوار کی لمبائی سوت سے دیکھی جاتی ہے اُسی طرح دیوار کی اونچائی بھی سوت کی بنی ہوئی ایک خاص چیز سے دیکھی جاتی ہے۔ اُسے سُہاول کہتے ہیں۔ سُہاول ایک لمبی اور پتلی ڈوری ہے جس کے ایک سرے پر پتھر یا کسی دھات کا ایک لٹکن لگا رہتا ہے اور اس ڈوری میں لکڑی کا ایک لمبا اور چپٹا ٹکڑا پڑا رہتا ہے۔ ڈوری اِسی ٹکڑے کے بیچ میں رہتی ہے۔ لکڑی کے اِس ٹکڑے

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

کے ایک سرے کو راج اینٹ کی کور پر رکھتا ہے اور لٹکن کو نیچے لٹکا دیتا ہے۔ ایسا کرنے سے ڈوری تن کر سیدھی ہو جاتی ہے۔ ایسی حالت میں راج کو ڈوری اور دیوار کے دیکھنے پر دیوار کی سدھائی کا پتہ چل جاتا ہے۔ اگر ڈوری اور دیوار دونوں میں برابر فاصلہ ہوا تب وہ جان لیتا ہے کہ دیوار سیدھی ہے لیکن اگر کچھ فرق ہوا تب وہ سمجھ لیتا ہے کہ دیوار کی اونچائی ٹیڑھی ہے۔ یہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ سہاول میں پڑے ہوئے لکڑی کے ٹکڑے کا آدھا حصہ جہاں پر ڈوری کے لئے ایک سوراخ رہتا ہے ٹھیک اُتنا ہی رہتا ہے جتنا کہ لٹکن کی چوڑائی کا آدھا ہوتا ہے۔

۵- راج اپنے پاس دو دیواروں سے بنانے والے کونوں کے دیکھنے کو ایک لوہے یا لکڑی کی گُنیا رکھتے ہیں۔ اسے گُنیاں بھی کہتے ہیں اور یہ قائمہ کی شکل میں بنی رہتی ہے۔ اسی میں کبھی کبھی اِنچ اور فیٹ کے نشان بھی بنے رہتے ہیں۔ عام طور سے راج لوگ ناپنے کے لئے دو فیٹی یا دو فیٹ لمبا لکڑی کا ٹکڑا رکھتے ہیں۔

Entered in Database

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

CC-0. In Public Domain. Gurukul Kangri Collection, Haridwar